

عمقیدہ الامت

فمعنی

ختم النبوت

پاسبانی
حق

ڈاکٹر علامہ حسن الہ محمود
پروفیسر اسلامک اسکول آف سائنسز

دارالاعراف

عقیدۃ الامت فمفہوم ختم النبوت

حقوۃ ختم النبیین علیٰ انبیاء کمالہم کے بعد کسی کو عہدہ نبوت شے کا نام مستقل
نہ آپ کی باتیں ہیں اور کچھ نبیوں میں سے جو آئے تو وہ آپ کی شریعت کا
تابع ہر اس کی لئے اسی کا حقیرہ و خمر نبوت مانا ہے جو اس کا انکار کرے
وہ مسلمانوں میں سے نہیں

مع تصدیقات
ترجمہ حضرت علامہ مفتی خواجه محمد علی بن عبدالحق
خواجه محمد علی بن عبدالحق خواجه محمد علی بن عبدالحق
خواجه محمد علی بن عبدالحق خواجه محمد علی بن عبدالحق

ملفوظ

ڈاکٹر علامہ حسن علی محمد
ڈاکٹر کبیر اسلام آباد کیسٹ بی ایم پیٹر

دارالمعارف
پنسل ویرجیا، اردو بازار، لاہور

فہرست

پیش رفت

۱۵ خست فاروقی خاتم کے لاہوریت کی نشاندہی ۳۱

۳۲ نام بخاری کے دل تسلیت کی ابتداء

۲۲ حقہ قوم جوت کس نمبر میں چھپ چکا ہے

۲۲ اس صحت میں ثبت کا باقاعدہ نمبر ۱۰

۲۵ اب سلسلہ کام صحت کی خدمت میں آیا

۲۵ قادیانیت کا مجدد بھون ادوس کے اسباب

۳۴ قادیانی سلسلہ صحت کب لگے

۳۸ انت مسلک صحت عرفان نمبریت کے

تعارف

۱۵ علی غفرلہ صاحب کو نیک مرکز پر بھیج کر لے ہے

۱۵ دینی زندگی پر آئندہ پابندی دینے کی ضمانت

۱۸ زندگی کو سید و ملائیت میں نہیں رکھا جاسکتا

۱۹ رمانت محمدی کا اندر کسی مدینہ ناکافی ہے

۲۱ محفل انسانی کے تمام پسند و ناپسند کی غایت میں

۲۲ حقہ قوم جوت سے ملان کیا حاصل ہوتے ہیں

۲۲ رمانت محمدی کی ہامیت پر نہ زندگی کو

۲۳ غایت محمدی کی جامعیت ہر مرتبہ دلائل کو

۲۴ غایت حقہ قوم جوت میں کوئی یا موصاف نہیں

۲۵ غایت دینی کا اقرضہ ضروریات دین میں ہے

۲۶ خست ملائم کا غایت برج کا بیان

۲۸ قادیانیت کا نمبر بھی ملینہ ہے و تقویت کسی

۲۹ لغو نام و تین کا نمبر ایک تبلی کی تسلسل میں

۲۹ فرق یکم و دوم صحت ماحول ماحول ہے

۳۰ فہم صحت کا اختصار فرقان کی ایک نمبر ہے

۳۰ اس میں اجازت مشن راہ نمبر ہے

مستمر

۳۱ سیاسی حرکت چینی نوینی حقہ شروع ہو گئے

۳۱ خست ابو جبر کے بعد میں یہ سلسلہ صحت

۳۱ ایران میں بیانی تحریک کا آغاز

۳۲ ہندوستان میں قادیانی تحریک

۳۴ مسلمانوں کے ان کے عرف ملی تفاوت نہ تھے

۳۶ حقہ قوم جوت میں اختلاف پیدا کرنے کے حوال

۳۶ مسلمانوں کے جذبہ جہاد کی مدد کا تمام

۳۶ مسیح کی آمد سے قبل کا اختصار

۳۸ مسیح ناصی کا اختصار دکن کے کاہرہ گم

- ۴۹ حضرت عیسیٰ کے کہہ رہے تھے
- ۵۰ ایک شیل بیج کوست میں لانے کا پروگرام
- ۵۱ اس حرکت میں فلسطینی اسرائیل کی پہلی آمد
- ۵۲ حقیقت ختم نبوت میں ترمیم کا آغاز
- ۵۳ نئی نبوت پر پڑائی بنیادوں کے خلاف
- ۵۴ ختم نبوت پر علماء اسلام کی خدمت
- مرزا غلام احمد کا تعارف**
- ۵۵ مرزا غلام احمد کے سسٹم پیدائش پر بحث
- ۵۶ اس سسٹم میں ترمیم کرنے کی قادیانی ضرورت
- ۵۷ اپنے انہماک سے اپنے خاندان کو تصدیق لگتا
- ۵۸ مرزا غلام احمد کے خاندان کا سکولوی تعارف
- ۵۹ مرزا غلام احمد کی زندگی کا آغاز
- ۶۰ مرزا کا ذہنی تجزیہ ایک مبطل کا تقریر میں
- ۶۱ بارہ سال تک اپنے (مزم پر وہ میں بکھنا
- ۶۲ مرزا غلام احمد کا ازاد علمی موقف
- ۶۳ دینی عقول کے علمی موقف سے اختلاف
- ۶۴ دوسرے ملک کو اپنے پیچ میں لانے کی سکیم
- ۶۵ دعوے شروع ہوا سے مرزا کے کہنے میں تھے
- ۶۶ ایک خفیہ غلام کتابت کا پتہ کیسے ہوا
- ۶۷ علماء کو اپنے پیچ میں لانے کی دعویٰ عارضی نقلی
- ۶۸ اہل بیت کو مرزا غلام احمد حسین بنیادی کا اجتہاد
- ۶۹ مرزا غلام احمد حسین بنیادی کی جماعت میں منزلت
- ۷۰ مرزا غلام احمد کی اپنے پیچ میں ناکامی
- ۷۱ مسٹر پیدیزا لہو بیٹ کے تعاقب میں
- ۷۲ مرزا غلام احمد کی کالے دم میں ششیں
- ۷۳ مرزا غلام احمد کا فلیط انڈیا پر تقریر
- ۷۴ مرزا غلام احمد کی تحریرات کا احمد
- ۷۵ ایک سوال اور اس کا جواب
- ۷۶ حضرت عیسیٰ کے خلاف الزامات
- ۷۷ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر شریعت نسفی کا الزام
- ۷۸ نبی کی منتصت موجب کفر ہے
- ۷۹ مرزا غلام احمد کا پہلا فقہی مسلک
- ۸۰ مرزا غلام احمد کی نئی نبوت
- ۸۱ تادیلان میں کلامیہ بیٹ کی برکات کا دعویٰ
- ۸۲ مرزا غلام احمد کی نبوت کے پانچ جہتی غلط
- ۸۳ اجماعی بیٹ بیٹ ۱۔ ششہ بیٹ ۲۔ غلام بیٹ
- ۸۴ بہ خیر ثابت بیٹ ۵۔ اجماعی بیٹ بیٹ
- ۸۵ مرزا غلام احمد بنیادی کی نبوت پر حصار
- ۸۶ قرآن کریم میں اس نذر نبوت کا کبھی ذکر نہیں
- حقیقت اللہ الامت**

- ۸۱ ختم نبوت کی اساسی حیثیت ۹۶
- ۸۱ نبوت کی تاثیر جماعت کی ضمانت دینا ۹۸
- ۸۲ آسمانی دفتر کا الہی فیصلہ ۹۹
- ۸۳ معنی ختم نبوت پھر قرآن کی نور شہادتیں ۹۸
- ۸۵ ادا کن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۹۸
- ۸۸ نبوت خاتم النبیین کے معنی مدبرِ ازل میں کیا سمجھے گئے ۹۸
- ۸۸ نبوت تمام نبیوں کے معنی مدبرِ ازل کا کیا معنی سمجھا ۹۹
- ۸۸ ابن جریر طبری نے اس کا کیا معنی سمجھا ۹۹
- ۸۹ امام غزالی نے اس لفظ کا کیا معنی سمجھا ۹۹
- ۸۹ قاضی حیدر نے اس کا کیا معنی سمجھا ۹۹
- ۸۹ علامہ نسفی نے اس کا کیا معنی سمجھا ۹۹
- ۹۰ حافظ ابن کثیر نے اس کا کیا معنی سمجھا ۹۰
- ۹۰ حکایت الہی مقام میں دیے گئے معنی ۹۱
- ۹۱ علامہ محمد امجدی کی شہادت ۹۱
- ۹۲ ہم بغیر نبوت پر قرآن کی دوسری شہادت ۹۲
- ۹۲ آیت بیّنات میں جسے قرآن نے کونکر ۹۲
- ۹۲ یہ عہد تمام رسولوں سے لیا گیا تھا ۹۲
- ۹۲ ثم تراخی کے لیے آتا ہے مرزا ۹۲
- ۹۲ غلام، محمد کا اپنا استاد ۹۲
- ۹۵ ہم معنی ختم نبوت پر قرآن کریم کی تیسری شہادت ۹۵
- ۹۵ دوما رسلناک الاکۃ الخ للناس ۹۵
- ۹۶ حضرت علی المرتضیٰ کی شہادت ۹۶
- ۹۸ ۱۔ حضرت کا مذہب مامر کا اعلان ۹۸
- ۹۹ کسی نئی نبوت کا ضرر و فائدہ نہیں رہتا ۹۹
- ۹۸ سب دنیا کے لیے ایک نبی رہے ۹۸
- ۹۸ حضرت کی نبوت مامر کا بیان ۹۸
- ۹۸ لا یفید کعبہ وہی بلغ ۹۸
- ۹۹ حافظ ابن کثیر کی شہادت کہ آپ کی نبوت ۹۹
- ۹۹ مامر کا اقرار ضروریاتِ دین میں ہے ۹۹
- ۱۰۰ ہم معنی ختم نبوت پر قرآن کی چوتھی شہادت ۱۰۰
- ۱۰۰ یؤمنون بما نزل الیک وما نزلنا قبلك ۱۰۰
- ۱۰۱ ہر نبی کے ملامت کرنے کے بعد بھی ٹھنڈا ہے ۱۰۱
- ۱۰۱ آخرت سے دو گھنٹی سے پہلے گھڑی ہے ۱۰۱
- ۱۰۱ مرزا بشیر الدین محمود کی نئی دلی کی تجویز ۱۰۱
- ۱۰۱ قرآن پاک کی، بیان بالآخر میں تحریف ۱۰۱
- ۱۰۲ بیان بآئینہ قرآن کریم میں ۱۰۲
- ۱۰۲ ولعلکم لا یخفون فذکرنا فیہا ۱۰۲
- ۱۰۳ اس تحریف کا سب سے بڑا نشان ۱۰۳
- ۱۰۳ مرزا بہار علی خاں نے اس میں کہا ۱۰۳
- ۱۰۴ سب رسول آپ سے پیسے پر پکے ۱۰۴
- ۱۰۵ معنی آخرت پر قرآن کی ۱۰۵
- ۱۱۱ تاوان نہیں کا ایک بے نیاد دعو ۱۱۱

احادیث اور ختم نبوت

- ایک ماہر جواب ۲۱ نزل کے طور پر ۱۲۲
 ہر شرع کے لیے تم کو ملوے لاقیت خود ہی ہے ۱۲۳
 ۵۔ مسیحی ختم نبوت پر فرقہ کی پانچویں شہادت ۱۲۴
 حضرت کے بعد موصوف اعلیٰ الاسر کی احاطت کا حکم ۱۲۵
 مژدہ کا اعلیٰ الاسر میں داخل کرنے کی کوشش ۱۲۶
 ۱۔ مسیحی ختم نبوت پر فرقہ کی چھٹی شہادت ۱۲۷
 جلیع خدیجہ بنی اللہ بنی فہلہ سابقہ ۱۲۸
 کیا نبی پر صحابہ کرام کی پیری واجب ہو گئی ہے؟ ۱۲۹
 ۲۔ مسیحی ختم نبوت ساتویں شہادت ۱۳۰
 ثلثین الاصلین و ثلثین الاخرین ۱۳۱
 امام مجاہد کی تفسیر ۱۳۲
 حضرت سے اخرون من بعدہ کی تفسیر ۱۳۳
 مانڈا این شریکی شہادت ۱۳۴
 ۸۔ مسیحی ختم نبوت ہلالہ کی آٹھویں شہادت ۱۳۵
 موصوفہ قوم کی مدی پر اسلام کا مطلب ہے ۱۳۶
 ۳۔ ختم نبوت میں سے کسی کو نکال دینے نہیں ۱۳۷
 کیا سب انبیاء کبھی جمع ہوئے؟ ۱۳۸
 ۹۔ مسیحی ختم نبوت پر فرقہ کی دسویں شہادت ۱۳۹
 ثلثین الاصلین و ثلثین الاخرین ۱۴۰
 حضرت من بعدہ کی تفسیر ۱۴۱
 حضرت شامہ و احمد و محمد علیہ السلام کی تفسیر ۱۴۲
 مسیحی ختم نبوت پر حضرت پر حضرت کی دسویں شہادت ۱۴۳
 آپ ختم نبوت کی آخری بیعت ہیں ۱۴۴
- مسیحی ختم نبوت پر حضرت خاتم النبیین
 کی نو شہادتیں {
 دسویں بیعت پر یہ بیان میرا نہیں ہو کر
 شریک کے ساتھ شریک مناسبتیں ممکنہ ہوں {
 ۱۲۵ {
 دسویں بیعت پر مسیحی میں دیا جائے گا۔
 لکھ بے فرقہ کی ایک مذمتی ہیں ۱۲۶
 دسویں بیعت کا حضرت علی علیہ السلام کی صفات ۱۲۷
 حضرت کی پہلی شہادت حضرت عثمان کی مدد سے ۱۲۸
 کذا ابن کے ساتھ دوا بن کا نظریہ ہے ۱۲۹
 دوا بن جی ہونے کا بھی یہی ساتھ ہوتا ہے ۱۳۰
 خاتم النبیین کی تفسیر لاتی بعدی کے الفاظ سے ۱۳۱
 مسیحی لاتی بعدی پر حضرت کی دسویں شہادت ۱۳۲
 مژدہ بنک میں حضرت علی کا اختلاف ۱۳۳
 مسیحی لاتی بعدی پر حضرت کی تیسری شہادت ۱۳۴
 آپ کے بعد نبی کی جگہ ختم ہوں گے ۱۳۵
 بڑا سبیل کے خاتمین علیہ السلام نبی تھے ۱۳۶
 ان انبیاء کے ذکر میں لاتی بعدی کا بیان ۱۳۷
 مسیحی ختم نبوت پر حضرت کی دسویں شہادت ۱۳۸
 آپ ختم نبوت کی آخری بیعت ہیں ۱۳۹

- ۱۳۵ سنی ختم نبوت پر حضرت کی پانچویں شہادت
 ۱۳۶ چہ بقلہ میں آپ کی خلیفہ بن نہیں پر ہے
 ۱۳۷ سنی ختم نبوت پر حضرت کی چھٹی شہادت
 ۱۳۸ چچے غلوب نبوت کا جیسا میراں حدیث
 ۱۳۹ نبوت بعد رسالت و دلائل کا انقطاع
 ۱۴۰ اب نبوت صرف نہ یا اہلین کی تفسیریں
 ۱۴۱ بعض ناپاک لوگوں کے چچے غراب
 ۱۴۲ مرزا قاسم احمد کا اپنا فقرہ بھی ہے
 ۱۴۳ سنی ختم نبوت پر حضرت کی ساتویں شہادت
 ۱۴۴ آپ کے دودھ کے بعد صرف دہر بقیات
 ۱۴۵ سنی ختم نبوت پر حضرت کی آٹھویں شہادت
 ۱۴۶ آپ کا اسم گرامی معاذ ربیعہ کے آئے ملا
 ۱۴۷ سنی ختم نبوت پر حضرت کی نویں شہادت
 ۱۴۸ انبی نبی کا مدعی و مال ہی ہو سکتا ہے
 ۱۴۹ حدیث ابن ابی بکر کی مزید شروع
 ۱۵۰ نبوت طے کی نفی بنی کی آمد کی نفی نہیں
 ۱۵۱ لا نبی بعدی یعنی لا نبیہ بعدی
 ۱۵۲ حضرت سعد کی روایت
 ۱۵۳ حضرت عائشہ کی روایت
 ۱۵۴ حضرت عائشہ بن اسحق علی روایت
 ۱۵۵ حضرت عبید بن جراح کی روایت
 ۱۵۶ سنی ختم نبوت پر صحابہ کی پانچویں شہادت
 ۱۵۷ مجدد مآثر دہم علی قادی کی روایت
 ۱۵۸ قطع حجت پیچھے کے بعد جو بن ختم نہ ہوئے تھے
 ۱۵۹ سنی ختم نبوت پر صحابہ کی نو شہادتیں
 ۱۶۰ سنی ختم نبوت پر حضرت ابو بکر کی شہادت
 ۱۶۱ انقطاع دلی اور تمام دین دلائل پر سننے
 ۱۶۲ نبی نبوت حاصل دین میں کی کا احسان ہے
 ۱۶۳ مدعی صرف انھم کے یعنی بنی خاند کے
 ۱۶۴ یہ بھی ہوتی لگتی ہے
 ۱۶۵ قدوسی سے مدعی کی ہر قسم منقود ہوتی
 ۱۶۶ سنی ختم نبوت پر حضرت عمر کی شہادت
 ۱۶۷ حضرت ابو بکر اور عمر کی مشترک شہادت
 ۱۶۸ حضرت امین کا بیان اور ان
 ۱۶۹ حضرات کی تصدیق
 ۱۷۰ سنی ختم نبوت پر حضرت عثمان کی شہادت
 ۱۷۱ بجاے نبوت کے اب غرضت حلاوت
 ۱۷۲ سنی ختم نبوت پر حضرت علی کی شہادت
 ۱۷۳ آپ نے نزل متوجہ وقت کیا اٹھانے کے
 ۱۷۴ آپ کا اعلان حضرت نبیل کو قطع کر لے ہیں
 ۱۷۵ حضرت جبریل کی شہادت کہ یہ اس کا آخری آواز ہے
 ۱۷۶ سنی ختم نبوت پر صحابہ کی پانچویں شہادت

۱۶۲	۱. ضرر عمادی کی ایک عبادت	۱۵۲	عبد اللہ بن ابی دلفی کا وزن
۱۶۳	۲. شرح عقائد سننی کی عبادت	۱۵۲	سنی فہم نہت پر مصالہ کی چھی شہادت
۱۶۴	۳. حاتم ابن حزم اندلی کی شہادت	۱۵۲	حضرت ابن ابی کثیر کی روایت
۱۶۴	۴. حاتم ابن حزم منہاج کی عبادت	۱۵۲	سنی فہم نہت پر مصالہ کی ساتویں شہادت
۱۶۵	۵. سنی فہم نہت پر مصالہ کرم کی شہادت	۱۵۲	حضرت خالد بن ولید کی روایت
۱۶۵	۱. شیخ علاء الدین امری	۱۵۳	سنی فہم نہت پر مصالہ کی آٹھویں شہادت
	۲. ابوالحسن الاشعری کے ساتھ	۱۵۳	حضرت جلال بن عامر کی روایت
۱۶۶	۳. علامہ عبدالرحمن جامی کا عقیدہ فہم نہت	۱۵۴	سنی فہم نہت پر مصالہ کی نویں شہادت
۱۶۶	۴. حضرت عیسیٰ کی قرآن و حدیث کی تعلیم	۱۵۴	قرآن کے جملہ کئی مری نہیں
	عقیدہ فہم نہت کی حقیقت	۱۵۴	قادیانیر کا وہی غیر متروک لاہوتی
۱۶۸	۱. فہم نہت بغیر کسی تخصیص و تلویل کے	۱۵۴	مزا کا لاہوتی کو اس پر وہی نظر آتی ہے
۱۶۸	۲. حضرت عمر بن عبدالعزیز کا بیان	۱۵۵	مزا کا وہی غلطی قرآن نہیں بتائی جاسکتی
۱۶۸	۳. مافخر ابو منصور بغدادی کا بیان	۱۵۶	مزا نے ان احادیث مجبورہ پر کہ
۱۶۹	۴. موسر باقوتی کی شہادت	۱۵۶	کیسے لہی کی منکر کری میں پسند،
۱۶۰	۵. امام الحرمین کی شہادت	۱۵۷	مزا کی وہی گزشتہ بحث کے سلسلے میں
۱۶۲	۶. قاضی حیاض کی شہادت	۱۵۹	فہم نہت و تسکین کی نو شہادتیں
۱۶۴	۷. مجدد مائتہ برہم کی شہادت	۱۵۹	۱. امام عمادی مصری کی شہادت
۱۶۴	۸. امام غزالی کی شہادت	۱۶۰	۲. علامہ قرطبیؒ اندلی کی شہادت
۱۶۴	۹. مجدد مائتہ برہم کی شہادت	۱۶۰	۳. علامہ ابن نجیم کی شہادت
۱۶۴	۱۰. مجدد مائتہ برہم کی شہادت	۱۶۱	۴. ترمذیؒ کی شہادت
۱۶۴	۱۱. علامہ آلوسی کی شہادت	۱۶۲	۵. سلطان المصطفیٰ کی شہادت

- ۱۷۵ مرزا غلام احمد کا پہلا عقیدہ ختم نبوت۔
 ۱۷۶ عقیدہ ختم نبوت پر چودہ بیانات
 ۱۸۰ اس عقیدے سے انحراف کی پہلی کدھ
 ۱۸۰ نئے عقیدے کے دس بیانات
 ۱۸۳ اس عقیدے سے انحراف کی دوسری کدھ
 ۱۸۳ اس نئے عقیدے پر دس بیانات
 ۱۸۵ عقیدہ ختم نبوت سے انحراف کی تیسری کدھ
 ۱۸۵ اس شخص مرقع پر پانچ بیانات
 ۱۸۸ قادیانی کا تقسیم شریعت بل
 ۲۰۳ مرزا غلام احمد تہم فحشوں کے نہایت
 ۲۰۴ مسلمانوں کی عدم بیداری کا قادیانیوں پر اثر
 ۲۰۵ مسلمانوں کی عدم بیداری کا مسلمانوں پر اثر
 ۲۰۶ تحریک ختم نبوت پاکستان ۱۹۵۲ء
 ۲۰۶ مرزا محمد اشرف شاہ بخاری میدان عمل میں
 ۲۰۶ پاکستان سنا رہا تھا کہ میں قادیانی تھے
 ۲۰۸ پاکستان کے لیے قادیانیت کتنی ضروری ہے؟
 ۲۰۹ مرزا غلام احمد کے دہم پرنسپل بیانات
 ۲۰۹ انگریزوں کی حمایت میں شیعانی بیانات

عقیدہ ختم نبوت میں نئی راہ
 چند بزرگان دین پر افترا

- ۱۹۰ عقیدہ ختم نبوت سے انحراف کی چوتھی کدھ
 ۱۹۰ صاحبِ حریت برٹے کا دعویٰ
 ۱۹۱ نبی کہو نے سے میں نے کبھی گریہ نہیں کیا
 ۱۹۱ عقیدہ ختم نبوت پر مرزا کی پانچویں کدھ
 ۱۹۱ دعویٰ نبوت علی سبیل الجہاد
 ۱۹۲ مرزا کا دعویٰ نزاع فقہی جوئے کا
 ۱۹۲ نبوت کے سلسلے میں چشم کدھ
 ۱۹۶ عقیدہ ختم نبوت پر ایک مرقع خود
 ۱۹۸ قادیانیوں کی بے پردہ سی جانوس
 ۱۹۹ قادیانیوں کی ایک تاویل اور اس کا جواب
 ۲۰۲ ختم نبوت پر کلموں کی بیداری
 ۲۱۳ قادیانی مناظرہ دو راہوں سے
 ۲۱۴ زیرِ حجب مباحثات دوسری مباحثات کا باقی رہا
 ۲۱۵ مرزا محمد قاسم مازنی کا عقیدہ ختم نبوت
 ۲۱۵ مسلمان مازنی کی سات مرتبہ مباحثیں
 ۲۱۶ محمد یونس میں سلسلہ ختم نبوت کی وضاحت
 ۲۱۸ ختم نبوت نامی اور ختم نبوت عربی کا بیان
 ۲۱۸ وجودِ مسیح کے صدقہ کائنات کو رد و رد
 ۲۱۸ حضرت کی ختم نبوت کا بیان اور حضرت سے
 ۲۱۸ قادیانی مبلغین کا مناظرہ

- ۲۳۰ دعوتِ مہر صرف حضورؐ کی ہی ہے
- ۲۱۸ ختمِ نبوت مرتبی آدم کے دنیا میں آنے سے پہلے بھی حضورؐ کو حاصل تھی۔
- ۲۱۸ ہر نبی صاحبِ شریعت ہے گو اس کی
- ۲۱۹ شریعت پہلے نبی والی ہی ہو۔
- ۲۲۱ مرزا غلام احمد کا اعتراف کہ صاحبِ شریعت ہونے کے لیے نئی شریعت ملنا ضروری نہیں۔
- ۲۲۲ قدمات کے مطابق فیصلے کرنے والے
- ۲۲۳ نبیوں کے پاس شریعت قدمات تھی۔
- ۲۲۴ قرآن کی کُند سے ہر پیغمبر صاحبِ شریعت ہے
- ۲۲۴ شریعت کا معنی ابوالسعود کے حوالہ سے
- ۲۲۵ امام فخر الدین رازی کا بیان
- ۲۲۶ شاہ ولی اللہ کے ہاں معنی ختمِ نبوت
- ۲۲۶ خاتمِ مدہ نبوت کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا
- ۲۲۶ من یلمسہ اللہ بالشریع سے
- ۲۲۶ مراد مطلق نبوت ہے نئی شریعت نہیں
- ۲۲۶ اب صرف بابِ ملائمت ہے اور
- ۲۲۶ حضرت اس کے فاتح ہیں
- ۲۳۵ شاہ صاحب کے ہاں مدعی نبوت بھی دعاں ہے
- ۲۲۹ شاہ صاحب کے ہاں مفہوم نبوت کے باقی
- ۲۲۹ ماننے پر زندقہ کا فتوے
- ۲۲۹ حضورؐ کے مہرِ نبوت پہننے کے معنی
- ۲۱۸ ختمِ نبوت زمانی اور ختمِ نبوت مرتبی میں ربط
- ۲۱۸ ذاتی کے معنی شرحِ مطالع کی عبارت سے
- ۲۱۸ ختمِ نبوت پر تقریر کے دو پرانے
- ۲۱۸ مولانا محمد قاسم کا اپنا معنی مختار
- ۲۱۸ ماحصلِ تقریرِ اول بر معنی خاتمِ النبیین
- ۲۱۸ جوابِ محذورات سے چار عبارتیں
- ۲۱۸ تحذیر الناس میں تصریح کی گئی ہے کہ
- ۲۱۸ تسلیمِ خاتمیت زمانی لازم ہے۔
- ۲۱۸ ماحصلِ ہر دو تقریر بر معنی خاتمِ النبیین
- ۲۱۸ قارئین کو غور اور الخفاف کی دعوت
- ۲۱۸ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا عقیدہ ختمِ نبوت
- ۲۱۸ ختمِ نبوت کی بجائے التصلیٰ نبوت کے الفاظ
- ۲۱۸ سابق بیان میں وارد شدہ حدیث
- ۲۱۸ حضرت شاہ صاحب کا سابق بیان

- ۲۳۹ حضرت ابو بکرؓ مدظلہ العالی کا پٹہ ہے تھے
 ۲۳۹ حضرت شامہ اسماعیل شہید کا حقیقہ
 ۲۳۹ حصول کمالات بہت عتیقہ فہم بہت
 ۲۳۹ کے خلاف نہیں۔

مقامی قاری کا عقیدہ فہم بہت

- ۲۳۹ کمالات بہت سے بہت کا حاصل نہیں ہوتا
 ۲۳۹ مطلق دعویٰ بہت کو کفر کہا گیا ہے
 ۲۳۹ کالین کہہ کمالا بہت سے تو سہل ہے
 ۲۳۹ کالین کہہ کمالا بہت سے برقی تبیت ملے ہی
 ۲۳۹ حضرت امام ربانیؓ کا بھی کالین جس تھے
 ۲۳۹ حضرت علامہ ثانیؓ کا کلام ملا نا اہل کفر کے نام
 ۲۳۹ اس اہل کفر کا کلام اہل کفر پر تو چا
 ۲۳۹ کتب گرامی بنام مرزا مسلم الدین رحمہ اللہ
 ۲۳۹ از مشاہیر برتہ بیچ نبی رس
 ۲۳۹ کتب گرامی بنام خانماں
 ۲۳۹ حضرت حسی علیہ السلام کے تعلق کا حقیقہ
 ۲۳۹ کتب گرامی بنام ملا محمد ابراہیم علیہ السلام
 ۲۳۹ پہلے نبی حضرت آدمؑ اور آخری حضرت
 ۲۳۹ کتب گرامی بنام میر محمد نعیم رحمہ اللہ
 ۲۳۹ منصب بہت بنام مرسل فہم شدہ
 ۲۳۹ کتب گرامی بنام میر محمد نعیم رحمہ اللہ
 ۲۳۹ شرکت مدد بہت کفر است
 ۲۳۹ غیر شرعی انبیاء کی عبادت مباح نہیں
 ۲۳۹ ایک پتہ ملا العزم یا صاحب لا مافہ
 ۲۳۹ حضرت شامہ اسماعیل شہید کا حقیقہ
 ۲۳۹ مطلق دعویٰ بہت کو کفر کہا گیا ہے
 ۲۳۹ کالین کہہ کمالا بہت سے تو سہل ہے
 ۲۳۹ کالین کہہ کمالا بہت سے برقی تبیت ملے ہی
 ۲۳۹ حضرت امام ربانیؓ کا بھی کالین جس تھے
 ۲۳۹ حضرت علامہ ثانیؓ کا کلام ملا نا اہل کفر کے نام
 ۲۳۹ اس اہل کفر کا کلام اہل کفر پر تو چا
 ۲۳۹ کتب گرامی بنام مرزا مسلم الدین رحمہ اللہ
 ۲۳۹ از مشاہیر برتہ بیچ نبی رس
 ۲۳۹ کتب گرامی بنام خانماں
 ۲۳۹ حضرت حسی علیہ السلام کے تعلق کا حقیقہ
 ۲۳۹ کتب گرامی بنام ملا محمد ابراہیم علیہ السلام
 ۲۳۹ پہلے نبی حضرت آدمؑ اور آخری حضرت
 ۲۳۹ کتب گرامی بنام میر محمد نعیم رحمہ اللہ
 ۲۳۹ منصب بہت بنام مرسل فہم شدہ
 ۲۳۹ کتب گرامی بنام میر محمد نعیم رحمہ اللہ
 ۲۳۹ شرکت مدد بہت کفر است
 ۲۳۹ غیر شرعی انبیاء کی عبادت مباح نہیں
 ۲۳۹ ایک پتہ ملا العزم یا صاحب لا مافہ

حضرت مجدد الف ثانی کا عقیدہ فہم بہت

حضرت مولانا روم کا حقیقہ ختم نبوت

- ۳۶۹ بزرگ تشریح وہ ہے جسے شریعت بزرگ کہے
- ۲۵۹ مدعی نبوت کی ہر تفسیل گرفتاری
- ۲۵۹ مدعی نبوت کا مدعی واجب اقل ہے
- ۲۵۹ یکدم تشریح نبوت کا مدعی تھا
- ۲۵۹ اس طرح کا مدعی خواہاں کون بھی تھا
- ۲۵۹ مولانا روم کا تمام رسالت کا عقیدہ
- ۲۵۹ اس کوئی شخص متفق بالنبوت نہ ہو سکے گا
- ۲۵۹ حضرت غفر کا ایک اپنی شریعت تھی
- ۲۵۹ حضرت عیسیٰ بن مریم کے نزول کا اقرار
- ۲۵۹ چچے خوب نبوت کا ایک حمد میں
- ۲۵۹ بنی کاغذ قانونی بنی کے سوا کسی کے لیے نہیں
- ۲۵۹ چچے خواہوں کا حامل بنی نہیں کہلا سکتا
- ۲۵۹ نبوت ہر دوایت میں ایک بزرگ ہے
- ۲۵۹ نبوت اپنے چچے خواہوں سے زیادہ کچھ نہیں
- ۲۵۹ مجتہدین بھی نبوت سے صبر پاتے ہیں
- ۲۵۹ لیکن وہ بنی نہیں کہے جاسکتے۔
- ۲۵۹ کیا اس شہید باری کا نام نبوت رکھا جاسکتا ہے؟
- ۲۵۹ ابن عربی کے ہاں دونوں سلسلے بند ہیں
- ۲۵۹ پھلا جو بنی آئے وہ آپ کے گت ہے گا
- ۲۵۹ دلی کا تہ بندے کے لیے بھی درخت کے لیے بھی
- ۲۵۹ رسول کا تہ صرف بندے کے لیے ہے نہ کے لیے نہیں
- ۲۵۹ صحابہ کے لیے نذر رسول رسول نذر
- ۲۵۹ مدعی نبوت کا مدعی واجب اقل ہے
- ۲۵۹ یکدم تشریح نبوت کا مدعی تھا
- ۲۵۹ اس طرح کا مدعی خواہاں کون بھی تھا
- ۲۵۹ مولانا روم کا تمام رسالت کا عقیدہ
- ۲۵۹ اس کوئی شخص متفق بالنبوت نہ ہو سکے گا
- ۲۵۹ حضرت غفر کا ایک اپنی شریعت تھی
- ۲۵۹ حضرت عیسیٰ بن مریم کے نزول کا اقرار
- ۲۵۹ چچے خوب نبوت کا ایک حمد میں
- ۲۵۹ بنی کاغذ قانونی بنی کے سوا کسی کے لیے نہیں
- ۲۵۹ چچے خواہوں کا حامل بنی نہیں کہلا سکتا
- ۲۵۹ نبوت ہر دوایت میں ایک بزرگ ہے
- ۲۵۹ نبوت اپنے چچے خواہوں سے زیادہ کچھ نہیں
- ۲۵۹ مجتہدین بھی نبوت سے صبر پاتے ہیں
- ۲۵۹ لیکن وہ بنی نہیں کہے جاسکتے۔
- ۲۵۹ کیا اس شہید باری کا نام نبوت رکھا جاسکتا ہے؟
- ۲۵۹ ابن عربی کے ہاں دونوں سلسلے بند ہیں
- ۲۵۹ پھلا جو بنی آئے وہ آپ کے گت ہے گا
- ۲۵۹ دلی کا تہ بندے کے لیے بھی درخت کے لیے بھی
- ۲۵۹ رسول کا تہ صرف بندے کے لیے ہے نہ کے لیے نہیں
- ۲۵۹ صحابہ کے لیے نذر رسول رسول نذر

شیخ الاکبر ابن عربی کا عقیدہ ختم نبوت

اس شریعت کے موافق مدعی آئے نہ کا
مدعی بھی مدعی شریعت ہے

- ۲۸۸ شیخ اکبر بن عربی کی سترہویں حدیث ۲۸۱ تصدیقِ ائمتہ سے ملکہ دیا گیا ہے۔
- ۲۸۸ اولیاء کے لیے وہی الہام کا دھڑکنا ہے ۲۸۱ نہت سے صرف کچھ خواب باقی ہیں
- ۲۸۸ وہی تخریج نہیں جسے شریعت وہی کہے ۲۸۱ انتطالع نہت کے ساتھ انہی بیہوش
- ۲۸۹ شیخ ابن عربی کی اٹھارہویں شہادت ۲۸۲ کہنے کی ضرورت کیوں پڑی
- ۲۸۹ نہت عیسیٰ کی حیثیت آپ کی آمثانی پر ۲۸۲ مجتہدین کے ذریعے نہت کا بقا
- ۱۱۱ محمد الودیع خضرانی کا عقیدہ عقیم تہذیب ۲۸۲ کیا اس پیشہ جاری کا نام
- ۲۹۰ اب کسی پر کوئی تحریر ہی نہیں آز سکتا ۲۸۲ نہت ملکا جاسکتا ہے
- ۲۹۱ میری پوچھ سب سے سب متعلق ہو چکا ہے ۲۸۲ حقد قرآن بھی نہت کی ایک شاخ ہے
- ۲۹۱ جہد گان دین پر یہ افتراء کیوں بندھے ۲۸۲ نہت احمد رسالت و دوزخ سلسلے بند
- ۲۹۲ درمیان نہت کے دو مل کی وجہ سے ۲۸۲ ختم نہت کا درواچہ اولیاء پر اثر
- ۲۹۲ درمیان نہت تیس سے زیادہ جہتے ۲۸۲ شیخ اکبر کا یہ مکاشفہ
- ۲۹۲ تیس وہ ہیں جن کی شرکت قائم ہوئی ۲۸۵ حضور کے خاتم النبیین بنے کا منہم
- ۲۹۲ کیا بھرنے ہی نہت کو شرکت مل سکتی ہے؟ ۲۸۵ یہ دور دور محمدی ہے
- ۲۹۲ منقری علی المراء کذب آیاتِ مصلح کی کہیں ۲۸۹ انہیں شریعت نے نہت نہیں کہا
- ۲۹۵ بر غراط قوم میں ایک مدعی نہت صالح بن ظریف ۲۸۹ جب تک تشریح نہ ہو نہت کا ختم نہیں ہو سکتا
- ۲۹۵ صالح بن ظریف کے خاندان میں شرکت ۲۸۶ شیخ اکبر بن عربی کی چودہویں حدیث
- ۲۹۶ محمد بن محمد دن کی شہادت ۲۸۶ شیخ اکبر بن عربی کی پندرہویں حدیث
- ۲۹۶ جو نبی شبیہ بنے کیا وہ چھتے نہتے؟ ۲۸۶ اولیاء کو وہ مدعی خرداک شہد نہت سے ملتی ہے
- ۲۹۸ دجال کے لیے ضروری کچھ حق اور ۲۸۸ شیخ اکبر بن عربی کی سترہویں حدیث
- ۲۹۸ باطل کو حکم کیسے دینا دلیل کیا؟ ۲۸۸ اولیاء کے رسم پر ختم نہت کا رد عمل

ضمیمہ اولیٰ

۳۱۲ حجہ کو من کے معنی میں لینے کا کادیا کی سیل
۳۱۹ ملا صاحب مصنفاتی کس مجتہدہ کے تھے

ضمیمہ ثانیہ

۳۶۹

حضرت ام المومنین کا حنیفہ کو نہت
میں صرف مبشرات باقی ہیں۔

۳۰۰ مزا ملا ہر کا ملا صاحب کی ترکیب کا ہنگامہ

حضرت کی مسجد انبیاء کی مسجدوں میں آخری ہے

۳۰۰ مزا ملا ہر کا مع کو من کے معنی میں لینے کا احاطہ

قلو اخافہ لایا و لا تقولوا لابی جسدہ

۳۰۱ مزا ملا ہر کا ایک اپنا گھر عربی قاصدہ

نکلو مجمع الجہد کی پوری جہدات

۳۰۵ صحت کا انعام آخرت میں ملے گا

کا دیا میں کا قتل جہدات میں غیبت کرنا

۳۰۲ التاجر الصدوق الامین مع النیین

ملا صاحب مصنفاتی کو اپنا جہدہ اپنا

۳۰۲ آیت انت مع من احببت

آیت من طبع انفسہ لوالہ کی ترکیب

۳۰۳ آیت من طبع انفسہ لوالہ کا شکر بنزل

قادیانیز کا موقف کہ مع من کے معنی میں

۳۰۳ کا معنی میں شہادت

من اللہین والصدیقین انہما ہذا درگاہ کا بیان ہے

۳۰۴ سرائے ہی آخرت میں صحت کا تھا

من طبع خضہ پر کر کے حضرت خضرہ صوفی

۳۰۵ ایمان دین کی غنیمت پر ہاتھ رکھو

ملا صاحب کی طرف نسبت کہہ ہی ترکیب (ماضیہ)

۳۰۵ حکیم نور الدین کا ایمان سولہ بیان

ابن میان اندر ہی کے ہیں یہ ترکیب ملا ہے

۳۰۶

تقیز بحر جہد کی اصل جہدات

۳۰۷

ملا صاحب کا اپنا حنیفہ ختم نہت

۳۰۸

دولت ترکیبوں کے انقوت کا حاصل

۳۰۹

ملا صاحب کا بیان کہ انعام پانچ طبقے چار ہی ہیں

۳۱۰

قلو یا میں کا قتل ترکیب پدا حار کیوں؟

۳۱۱

ابن میان انکی کا حنیفہ ختم نہت

پیش لفظ اشاعتِ پنجم

الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى (تمجد)

اب ہم ۱۹۹۲ء سے گزر رہے ہیں۔ آج سے پچاس سال پہلے ۱۹۵۲ء میں یہ کتاب میر شریعت حضرت مولانا سیوطی رحمہ اللہ صاحب بخاری آمد حضرت مفتاح محمد علی ہاشمی صوفی کی خوش پرکھی گئی تھی اس وقت تو یہ بھی دیکھا جاسکتا تھا کہ اس کتاب کے چوتھے ایڈیشن کے وقت نہ صرف یہ کہ کوئی قادیانی مرکزی یا کسی صوبائی اسمبلی کا ممبر نہ ہوگا۔ بلکہ قادیانی ہی اپنے ہمہٹی گلا کے پاکستان بکوپرے عالم اسلام میں یک غیر مسلم اقلیت قرار پانے لگے ہوں گے واللہ اعلم بالصواب۔

۱۹۵۲ء میں یہ کتاب مجلس عمل آل پابنیز کی طرف سے پہلی بار شائع ہوئی اس وقت اس کے بعض مندرجات پر مجلس عمل ریاکٹس کے ایک رکن طالب علی شاہ صاحب نے کچھ اعتراضات کیے تھے۔ اس لیے اس کے اگلے دو ایڈیشن خیر معاہدہ اسلام آباد بی شاہ عالم پبلیکیشنز سے شائع کئے گئے۔ چوتھا ایڈیشن سکتے بہ نتم جہت و ہم سے شائع ہوا۔ صاحب پانچواں ایڈیشن اسلامک ایڈمیٹری انٹرنر سے شائع کیا جا رہا ہے۔ پاکستان میں یہ دوا لکھنؤ جامعہ غیر اسلامیہ جامعہ محمد نتم نبوت سے مل کے گا۔

مؤلف

ختم نبوت پر علمائے اسلام کی خدمات

یوں تو علمائے اسلام نے تاریخ کے ہر دور میں مسنونہ ختم نبوت کو نہایت واضح مدد میں رہن صحت میں پیش کیا ہے لیکن اسے ایک مستقل موضوع بنا کر اس پر کتابیں لکھی جہاں یہ حقیقت مرزا غلام احمد کی زندگی میں پیش نہیں آئی، اس کی وجہ مرزا غلام احمد کی اپنے حقدوں میں مختلف قلابازیاں تھیں پہلا شخص جس نے کھل کر مسلمانوں کے اس متفقہ عقیدہ ختم نبوت سے بات کی وہ مرزا شبیر الدین محمد ہے اس نے حقیقتہً النبرۃ میں اس کے بجائے شبیر احمد نے کلمۃ الفصل میں کھل کر حضرت کی ختم نبوت خلافی کا انکار کیا ہے اس پر علمائے اسلام اس وقت پرانے کہ اب اس موضوع پر مستقل کتابیں لکھی جائیں۔

سب سے پہلی کتاب اس موضوع پر حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد ولد شاہ صاحب کشری لے فاریس لکھی، اس کا نام ختم نبوتین ہے اس کا اردو ترجمہ بھی ہو چکا ہے۔ دوسری کتاب دیر بند کے مفتی اعظم مفتی محمد شفیع صاحب نے ہدیۃ المہدین کے نام سے عربی زبان میں لکھی۔ پھر حضرت مفتی صاحب نے اردو میں بھی ختم نبوت کا دل کے نام سے ایک ضخیم کتاب لکھی جس کے تین حصے ہیں ختم نبوت فی القرآن، ختم نبوت فی الحدیث اور ختم نبوت فی الآثار۔ اہل بیت علیہم السلام اس کتاب کو عظیم قربانیت قرار دے رہے ہیں۔

مسنونہ ختم نبوت پر یہ کتابیں نہایت جامع اور مفید کتابیں ہیں لیکن امیر شریعت بریلوی مولانا شاہ بخاری دامت برکاتہم کا تقاضا ہے کہ قادیانیت کو سامنے رکھ کر مناظرانہ نقطہ نظر سے اس پر ایک جامع کتاب لکھی جائے جو مدارس عربیہ کے طلبہ کو اس امر کی فتنے سے بچنے کے لیے بتا دے جانی جائے۔ حضرت کے تعیل بر شاہیں یہ پیش کش ہدیہ ناظرین ہے۔

صاحب ذہنی الا باطلہ علیہ تو کلت والیہ اذنب۔

مؤلف

دُجی محمدی کے لافانی اثرات

الحمد لله وسلام علی عباده الالین - اصطفاۃ املا عبد

دُجی اپنے افراد عاشقہ کو ایک مرکز پر جمع کرتی ہے

تاریخ میں نبوت کی یہ ماسی حیثیت ہمیشہ سے تسلیم ہی ہے کہ دُجی اپنے ملنے والوں کو اپنے مرکز پر جمع کرتی ہے — پھر اس آخری دور میں ختم نبوت کا مسئلہ اسلام کا وہ بنیادی مسئلہ ہے جس پر ہماری ملت کا مدار ہے۔ ہماری قومی سالمیت اور قومی وحدت جس ایک نقطہ پر مرکوز ہوتی ہے وہ سرور کائنات اس شخصیت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ہے اور ہمارے جملہ اصول مفروضہ اسی ایک پیشہ حیات سے مستفیض اور اسی ایک شیعہ ہدایت سے مستیر ہیں جس نے ختمی مرتبت کے بعد کسی نئے نبی کی پیشہ خواہ وہ مامت نبی کے نام سے ہی کیوں نہ ہو ملت کے ٹکڑے تو کر سکتی ہے مگر ہماری ملی ضروریات کو کوئی نئے شیعہ نہیں نبھ سکتا ہے۔ ایسی مامت ہمیشہ کی ایک کثرت میں مدغم بھی ہو جائیں تو ان کا دامن وفا اس اپنی پہلی اجتماعیت ہی سے وابستہ رہتا ہے اور تجربات کی دنیا اس پر ایک قوی گواہ ہے۔ اندیشہ قدرت اس مسئلہ کی سیاسی اہمیت کو بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا اور علامہ قبل جیسے متفکرین کے پاس اس پر شاہد مادل ہیں۔



انسانی آزادی پر آئندہ پابندی نہ لگانے کی ضمانت

انسان حقیر آزاد پیدا ہوا ہے اگر اسے یہاں تک محدود کر دیا جائے کہ وہ دیگر شرکاء میں سے ہو جائے اور اس سے کوئی طرح مجبور ہو جائے۔ یہ سب جانتے ہیں کہ ایک ملک مظلوم ہے۔ مگر اگر کسی معاشرے کا تین چار سو سال کے بعد ایک اور زندگی ہے جہاں وہ فصل کاٹی جائے گی جو

تم یہاں بوسے ہو تو اس فکر سے انسان کچھ پابندیوں کی ضرورت محسوس کرے گا جو افراد معاشرہ کو باہمی تضام سے بچالیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے وحی کی لائن تجوین کی جو انسان پر بطور خلیفہ کچھ پابندیاں عائد کرتی ہے اور ان سے معاشرے میں ایک توازن قائم ہوتا ہے۔

بني نبيع انسان پر مختلف دوروں میں مختلف قسم کی پابندیاں لگتی رہیں اور انسان ایک نظام میں کٹنے کی خاطر ان کو برداشت کرتا رہا۔ یہ پابندیاں لگانے والے اپنے اپنے وقت کے انبیاء بھی رہے، کچھ غلط پیشوا بھی رہے۔ اچھے حکمران بھی رہے اور ظالم حکمران بھی۔ اور انسان ان سب پابندیوں کو سہتا رہا اور مجدد ضرور یا کا رخ رہا بہتا رہا۔

وحی انسانی آزادی پر جو پابندیاں عائد کرے وہ انسان پر ظلم نہیں معاشرے کو برقرار رکھنے کے لیے ہیں۔ خاتم النبیین کے آنے پر قوموں کو ضمانت ملی کہ اعتدال اور فطرت کی راہ سے جو پابندیاں تم پر لگنی تھیں لگ چکیں۔ اب آئندہ تم پر کوئی اور پابندیاں نہ لگیں گی نہ کوئی اور تھی پابندیاں لگانے والا آئے گا

انسان اپنے معاملات بطریق احسن ترتیب دینے کے لیے اپنے اوپر کوئی اور پابندیاں لگائے تو وہ بطور پالیسی ہوگی جیسے صنت عبدالرحمن بن عوفؓ نے حضرت عثمانؓ کو خلیفہ بناتے وقت ان پر سیرت شیعین پر چلنے کی پابندی لگائی یہ ایک پالیسی کا التزام ہے کوئی آسمانی پابندی نہیں جس کے نہ ماننے پر آسمانوں میں زلزلوں کا شور ہو اور اس پر دہانوں کی دھمکیاں طعنے لگیں۔

ختم نبوت کا عقیدہ انسانی آزادی پر آئندہ کوئی پابندی نہ لگنے کی ایک ضمانت ہے آئندہ جو شخص کسی قسم کا دعوے نبوت کرے وہ اس سے قتل کا یہ حق سلب کرتا ہے



زندگی کو ہمیشہ کے لیے عہد طفولیت میں نہیں رکھا جاسکتا

بقول علامہ اقبال مرحوم ختم نبوت کی ایک اہمیت یہ بھی ہے کہ اب بنی نوع انسان میں کسی شخص

کس بات کا حق نہیں کہ وہ کسی باطنی طاقت کے حوالہ سے دوسروں کو اپنی اطاعت پر مجبور کر کے
 اوردہ لانے پر انہیں مذنی مذاب اور خوفناک زلزلوں کی دھمکیاں دے سکے۔ غمِ نبوت کے حقد
 کی حامل قوم دنیا کی سب سے زیادہ آزاد قوم ہے۔ اب جو نیا دعوِ نبوت اٹھے گا اس کا سب
 سے بڑا جرم انسانی آزادی کی اس مخالفت کو توڑنا ہوگا جو عقیدہ غمِ نبوت نے اپنے ماننے والوں
 کو دے رکھی ہے۔ علامہ اقبال کہتے ہیں:-

اسلام کا ظہور راستہ خدائی فکر کا ظہور ہے اس میں نبوت اپنی تکمیل کو پہنچ گئی اور
 اس تکمیل سے اس نے خود اپنی غایت کو بے حجاب دیکھ لیا۔ اس میں یہ لطیف
 نکتہ پنہاں ہے کہ زندگی کو ہمیشہ کے لیے عہدِ غفرانیت میں نہیں رکھا جاسکتا۔
 اسلام نے (دہرئی) اندھی پشیمائیت اور وراثتی بادشاہت کا خاتمہ کر دیا۔
 یہ سب اسی مقصد کے مختلف گوشے ہیں جو غمِ نبوت کی تہ میں پوشیدہ ہیں۔



رسالہ محمدی کا اقرار آئندہ کسی دور میں نا کافی نہ رہے

خدا تعالیٰ نے دنیا میں بہت سے رسول بھیجے اور تین بار رسول اپنے زمانہ کے لیے ایک
 نور تھا۔ ایک شمع محی جس کے اجلے میں خدا کی رہیں نظر آتی تھیں۔ لیکن جب بھی کوئی نیا رسول آیا پہلے
 پر ایمان رکھنا کافی نہ رہا اور اس نئے پر ایمان لانا ضروری ٹھہرا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک نہایت
 بزرگ پیغمبر تھے ان پر ایمان لانے والے اپنے وقت میں سب مومن تھے لیکن ان کے بعد جب
 اور پیغمبر آئے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ایمان رکھنا کافی نہ رہا۔ ان کے بعد آنے والے پیغمبروں
 پر بھی ایمان لانا ضروری ہوا۔ حضرت مسیح علیہ السلام شریعتِ قرأت والے اور انجیل پیغمبر تھے لیکن
 حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد نبوت میں حضرت مسیح علیہ السلام پر ایمان رکھنا کافی نہ تھا بلکہ حضرت

لے صفِ اقبال

میںی علیہ وسلم پر ایمان لانا بھی ضروری ٹھہرا۔ اس سے سوچ جا کہ گذشتہ نماز میں ایک شخص اپنے بنی پر ایمان لاکر بھی خدا تعالیٰ کے نزدیک نامقبل ٹھہر سکتا تھا مگر وہ آئندہ بنی پر تفسیق ایمان نہ دلائے۔

حضرت اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سلسلہ انبیاء میں سب سے پہلے یا درمیان تشریف لاتے تو آپ پر ایمان لانا بھی کسی کسی زمانے میں ضرور نا کافی ہو جاتا اور جس طرح ایک شریعت مرسوہ کا حامل میںی علیہ السلام پر ایمان نہ لانے کی وجہ سے رضا حق سے محروم اور آفت میں جہنمی ہو سکتا تھا اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والا بھی بعد کے بنی پر ایمان نہ لانے کی وجہ نامقبل اور جہنمی ہو سکتا تھا۔ لیکن خدا تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم کو ایک خاص بزرگی سے نوازا اور چاہا کہ اس کی رسالت کا اقرار آئندہ کسی دعد میں بھی نا کافی نہ رہے اور اس پر ایمان لانے والا اس غلو سے بالکل مامون ہو جائے جس ضروری ہو کہ آپ کے بعد کسی اور پر ایمان لانے کا کوئی موقع نہ ہو جس طرح آپ کے سامنے ایمان کا مدار آپ کی ذات پر تھا۔ اب ہمیشہ کے لیے طرہ ایمان آپ ہی کی ذات رہے اور کبھی کسی اور پیغمبر کی بعثت آپ کی رسالت پر ایمان رکھنے کو نا کافی نہ کر سکے۔ رسالت محمدی پر ایمان اپنی ذات میں اس قدر کامل ہو کر کہ کسی آئندہ پیغمبر کی تصدیق کا محتاج رہے۔ آپ پر ایمان رکھنا مومن ہونے کے لیے ہمیشہ کافی ہے۔ اب کوئی نہیں جس پر ایمان لانا آپ کے بعد درست ہو۔ دیوبند کے محدث علیل حضرت مولانا بدر عالم میرٹھی اس سلسلہ میں لکھتے ہیں:-

اس مرتبی اظہم کے بعد دنیا میں کوئی نبی نہیں اس کا ماننا جنابت کے لیے کافی ہے۔ اسی کے ذریعہ مغالہ حق مل سکتی ہے اور اسی کی مخالفت سے خدا کا غضب لوٹتا ہے۔ خدا کی جنت اسی کے گرد دُور کرتی ہے اور اس کی جہنم اسی کے نام نزدیک سے مخالف ہے۔ کوئی نہیں جس پر ایمان لانا اس کے بعد درست ہو۔ اس لیے کہ اب وہ آگیا جو سامنے جہان کو تسلی دینے والا ہے۔ ہر پلایا اسی کے بھر شریعت سے یزب ہو گا۔ ہر پلایا اسی کے دسرخان سے شکم سیر ہو گا اور ہر خائف اسی کے حیرم امن میں پناہ پائے گا۔ اس کلام خدا تعالیٰ کی مانگی رضا کا صانع

ہے کوئی نہیں جس کا نام اس کے نام سے اُدا نہ ہوا ہو سکے۔ کوئی نہیں جو اس کی نبوت
کے بعد اپنی طرف دعوت دینے کا حق رکھتا ہو۔



تکمیل انسانی کے تمام پہلو رسالت محمدی کی خاتمت میں

اللہ تعالیٰ نے جن حکمتوں اور مصلحتوں کے لیے دنیا میں پیغمبر بھیجے تھے وہ سب حکم و مصالحِ حق
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے اپنے نقطہ عروج کو پہنچ گئیں۔ عالم انسانیت وحی کے نورِ امدادِ اَللّٰہی
کی روشنی سے جس حد تک بغیاب ہو سکتا تھا اس سے معصوم ہو گیا اور تکمیل انسانی کے تمام پہلو دنیا
کے سامنے عیاں اور عجل و واضح ہو گئے۔

جنہ دنیا میں تکمیل انسانی کے ان پہلوؤں کو واضح کرتے ہیں جو انسان کی اسی نعمت اور رسالتی
سے حاصل نہ کئے۔ انسان الٰہ تک اپنے کتب سے نہیں پہنچ سکتا۔ نہ انسانی حکم کے پسندے کو دلائل
تک پہنچا سکتی ہے۔ انسانی بساطِ حیات دم توڑے آسمانی ہدایت وہاں سے شروع ہوتی ہے۔ حضور اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت نے انسانی ہدایت کے تمام پہلوؤں کو روشن کر دیا۔ ادب قطعاً ضرورت د
وہی کہ کسی غیر و مل کے لیے کوئی اور انتظار رہے۔

رسالت محمدی کی خاتمت سے حوالہ یہ نہیں کہ خدا تعالیٰ کی ایک نعمت جو انسانوں کو پہنچا سکتی
تھی اب بند ہو گئی ہے بلکہ اس کی مراد یہ ہے کہ اب وہ نعمت جو پہلے تفریق پر رہتی تھی اب اپنے
پورے کمال کے ساتھ نوع انسانی کے پاس ہمیشہ کے لیے موجود رہے گی۔ ختمِ نبوت سے کوئی نعمت
بہم ہے چھٹی نہیں بلکہ ہم دیکھی طور پر حضور کی نبوت سے مالا مال کر دیئے گئے۔ جس طرح سورج نکلنے
کے بعد کسی چراغ کی ضرورت نہیں رہتی اسی لیے نورِ آفتاب سے ہر درد و دیوارِ مدشن ہے۔ اسی
طرح حضور آفتابِ رسالت کے بعد نوع انسانی کسی درد و چراغِ نبوت کی محتاج نہیں۔ آپ کی رسالت

نورِ ایمان منورِ صلوات باد عالم میرِ مٹھی ٹم مٹی ۴۰۰ ممبروں برقی پوسٹیں جی ۲۰۰

متم نہیں آپ پر راتِ ختم ہے۔ یہ راتِ باقیہ ہے اب راتِ کا انا ختم ہے کیونکہ حضورؐ کے آفتابِ رات کو کبھی غروب نہیں کہ نبوت کے کسی نئے طوع کی ضرورت ہو۔ اب طوعِ اسلام کی کوئی نئی دعوت نہ دی جائے گی۔



عقیدہ ختم نبوت سے مسلمانوں کی مراد

اکابرِ علمِ اسلام نے اس حدیث: کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا، کے پہنچ سنی بتائے ہیں کہ اب کسی کو نبوت نہ ملے گی یہ نہیں کہ پہلی سب رساتیں ختم ہو گئی ہیں۔ ہاں اب اللہ و مائتوں میں سے کسی کا حکم جلدی اندر نافذ نہیں۔ منہجِ نبوت تعاضاتِ نا ہے کہ پہلے پیغمبروں میں سے بھی کوئی آئیکے قردہ اب آپؐ کی شریعت کے ماتحت ہو کر رہے۔ کیونکہ یہ دود و در محمدی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ خاتمیت کے دو پہلو ہیں۔

اول یہ کہ کسی قسم کا کوئی نیا نبی پیدا نہ ہو۔

دوم یہ کہ پیغمبروں میں سے کوئی آجائے قردہ آپؐ کے احکام کے تابع ہو کر رہے۔

میسے صواعق کی رات بیت المقدس میں تمام پہلے پیغمبروں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ماتحت نماز ادا کی تھی اور آپؐ ہی امامِ الاجار تھے۔

پس ختم نبوت کا یہ مطلب نہیں کہ خود نبوت ختم ہو گئی ہے ایسا ہرگز نہیں۔ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ہمیشہ کے لیے باقی اور جاری ہے۔ ختم نبوت سے مراد یہ ہے کہ اب کب جبرت کا طعن ختم ہے۔ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اب کسی کو نبوت نہیں ملے گی۔ پہلے سے کسی کوئی ہرگز اس کی زندگی کا باقی رہنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے متعام نہیں بشرطیکہ یہ پہلی نبوتِ نب نافذ نہ رہے اس کے احکام باقی سمجھے جائیں۔



مدالت محمدی کی جامعیت ہر دائرہ زندگی کو

پہلے آپ کی رسالت آپ کی دُنیری حیات تک محدود نہیں، ابلا بلا تک ہے اور انسانی زندگی کے ہر دائرہ کو شامل ہے۔ تبلیغ شریعت، تدبیر منزل، نظمِ وقت، قیامِ عدالت، تہذیبِ اخلاق، احکامِ سلطنت اور ہر تقاضائے بشری کا حل اسی دائرہِ نبوت میں ملے گا۔ ان سب امور میں ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے دستِ نگر میں کسی اور دُعا کے محتاج نہیں۔

اللہ تعالیٰ اسی محمدی کی تعلیمات کے ساتھ اسلام کے سب تقاضے اور مسلمانوں کی جملہ ضرورتوں کو تکمیل بخشے گا۔ اب اس کو زمین پر حضور کے بعد خدا کا کوئی ایسا فرستادہ نہ آئے گا جس پر ایمان لانا مومن ہونے کے لیے ضروری ہو اور اس کے نکلنے سے حضور خاتم النبیین پر ایمان نہ مانا کافی ٹھہرے۔ آپ کی خاتمت میں نائیدہ ہر دُعا کی جامعیت ہے



خاتمت کی جامعیت ہر مرتبہ و زمان کو

ہر مرتبہ کی خاتمت صرف شریعت تک محدود نہیں کہ آپ کے بعد کوئی تشریحی پیغمبر پیدا نہ ہو بلکہ آپ کی خاتمت یہ بھی ہے کہ آپ پر تمام مراتبِ انسانی کی انتہائی جاتے۔ یہ تمام مرتبہ مرتبہ آپ کو اس وقت بھی حاصل تھی جب آدم علیہ السلام بھی ابھی تشریف نہ لائے تھے اور مزاج کی بات تمام انبیاء کلامِ کا بیتِ اللہ سے چلے آنا بھی اس کے خلاف نہ تھا لیکن یہ خاتمت مرتبہ ختمِ نبوت کا پورے شرعی منہم نہیں ختمِ نبوت کے شرعی منہم میں ختمِ نبوت ناقی پر ایمان لانا بھی ضروری ہے کہ آپ کو یہ خاتمت لفظی اس وقت حاصل ہوئی جب سب پیغمبر پہنچے اپنے وقت میں دُنیا میں تشریف لے چکے اور آپ کی بعثت سب سے آخروں میں ہوئی، لہذا خاتمت مرتبہ آپ کو شروع سے حاصل تھی۔

پھر آپ کی رسالت آپ کی ذمہ داری حیات تک محدود نہیں۔ پیغمبر کی رسالت اس کی وفات سے منقطع نہیں ہوتی۔ حضور خاتم النبیین کی نبوت و رسالت اجالہ آباد تک جاری و ساری اور قیامت تک کے ہر مدد کو شامل ہے جس طرح اللہ رب العزت کی یرسالت ہی کہ ہر زمانے میں پیغمبر مبعوث فرماتے ہیں۔

اللہ بصطفی من الملائكة وسقون من الناس (کتاب الحج ۵۰)

ترجمہ۔ میں نے انہیں حضرت سفیر بھی مدد فرماؤں میں سے بھی پیغام لے جانے والے۔

اس زمانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے حضور نعتی مرتبت کو چنا ہے، اس وجہ سے نبی اور رسول صرف آپ ہیں۔ مرتبہ آپ پر سرور و تبارک کی انتہا ہے۔ زمانی طور پر آپ کی نبوت آپ کی نبوت سے قیامت تک کے ہر مدد کو محیط ہے آپ نے غریبوں میں اور قیامت تک کی ان دو اشیاء کی طرح متصل ہیں۔



خاتمت مرتبی اسلام میں کوئی نیا اختلاف فی موضوع نہیں

یاد رکھیے خاتمت مرتبی اسلام میں کوئی اختلاف فی موضوع نہیں ہے۔ تمام صحابہ اسلام اس بات پر متفق ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر تمام کلمات ذاتی اور علوی مراتب ختم ہیں۔ مسلمانوں کے سب طبقے بعد محمد و عیسیٰ اسلام بعد از بزرگ توئی قصہ مختصر، پر یقین رکھتے ہیں ختم نبوت مرتبی ظہور نبوت زمانی کی کوئی متوازی تشریح نہیں کہ اس کو مانا جائے یا اس کو مانا جانے سے ذہن دوزوں میں کوئی تضاد ہے۔ بلکہ دونوں قسم کی ختم نبوت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی میں جمع ہے۔ نہ آپ سے مرتبہ میں کوئی نیا بڑا ہے نہ آپ کے بعد کوئی کسی وجہ سے کاخی پیدا ہو گا۔ تلاوتی مسیح ختم نبوت مرتبی پر خواہ گواہ بحث شروع کر دیتے ہیں۔ ملاحظہ ختم نبوت کا یہ پہلو ملایا امت کا سلمہ اور موضوع چنا سنا ہے۔ اہل اسلام ختم مرتبی کے ساتھ ساتھ ختم نبوت زمانی کو بھی

غتم نبوت کا معنی لازم یقین کرتے ہیں اور غتم نبوت ظلمی گمزداریات دین میں سے جانتے ہیں۔ اس کا انکار کفر سمجھتے ہیں۔ کلامیاتی رنگ غتم نبوت زمانی کے منکر ہیں۔

حضرت علیؑ علیہ السلام کی غتم رسالت میں شان جاسمیت ہے کہ غتم انسانی زندگی کے ہر پہلو کو شامل ہے۔ زمانہ زندگی کے ہر دور کو شامل ہے۔ مکان انسانی زندگی کے ہر مائرہ کو محیط ہے۔ انسانی اسرار و اہم انکلیب غفلت سے سرشار ہے اور مرتبہ و کمال کی ہر سرحد پر عادی ہے۔ اسلام میں ان امور میں سے کسی کے انکار کی گنجائش نہیں ہے۔

ایک اہم سوال اور اس کا جواب

سوال: ضروری طریقہ و سلم کی شان غایت میں تمام مراتب کمالیت کا انتہا ہے۔ یعنی مدار اسلام میں سے کیا پہلے کسی نے کیے ہیں۔ غرض علم رکھتے ہیں کہ غتم نبوت کے معنی ایک ہی ہیں کہ زمانہ آپ کے بعد کوئی نئی پیدائش ہو کیا وہ غلط ہیں؟

جواب: ہیں۔ حجت مولا کا دہم نے حضرت علیؑ علیہ السلام کی غتم نبوت کا ایک پیغام بھی پیش کیا ہے لیکن اس کی غتم نبوت زمانی سے کوئی تباہی کی نسبت نہیں کہ وہ صحیح ہے یا نہیں۔ حضرت علیؑ علیہ السلام کو زمانہ سب سے آخر میں اسی لیے بھیجا گیا کہ آپ پر تمام مراتب کمالیت کی انتہا تھی وہ نہ کسی دور میں اعلیٰ کا ادنیٰ سے مندرج ہر نام و نامہ تھا۔

غایت مرتبہ کو جاننا ہر کسی کی رسائی میں نہیں اسے صرف اہل علم ہی سمجھ پاتے ہیں۔ البتہ غتم نبوت زمانی کو ہر شخص جان و در مان سکتا ہے اس لیے جو چیز فضیلت دین میں سے بھی گئی ہے وہ غتم نبوت زمانی ہے۔ علامہ ابن نجیمؒ (۷۶۹ھ) لکھتے ہیں۔

اذا لم يعرف ان محمدًا صلى الله عليه وسلم اخرا لا نبيا مفلح بمسلم

لا تله من القدر مديلت بله

لے لاشاہہ و انظار ملا ۲۹

زبرد میں نے یہ زبانا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں وہ مٹا نہیں ہے
عقربوت (زمانی) کا اقتدار ضروریاتِ دین میں سے ہے۔

علامہ ابن نجیم کے اس بیان کا حاصل یہ ہے کہ۔

حرام کے لیے آپ کو اس ایک معنی میں قائل البین مانا کافی ہے اس کے یہ معنی
نہایت عام نہیں ہیں۔ اسلام میں کفر و اسلام کا ملا اسی معنی کو منہر آیا گیا ہے اور
اسے اسی معنی میں ضروریاتِ دین میں سے سمجھا جاتا ہے۔ اس ایک معنی کے
قابل وہ کوئی معنی نہیں۔ غایتِ برقی اس کے مقابل نہیں اس کے ساتھ ہے۔

یہ غایتِ برقی کہ مرتبہ میں آپ سب سے اُپر ہیں آپ کو پہلے انبیاء پر حاصل رہی مگر سب سے
آپ اس وقت بھی بنی تھے جب آدم علیہ السلام ہندو پانی اور مٹی میں تھے کائنات میں رحمتِ الٰہی اللہ کا
افلاذ آپ سے تھا اگر بعد میں اس جہان کے یہ منظر اہِ مدبر سے آپ کی یاد سے اُٹھالیے گئے تاہم پہلے
ہم اہلِ شر آپ ہی تھے۔ علامہ غازی دہلوی ایلزبت کی شرح میں لکھتے ہیں۔

فَلَيْكِنْ مَلِكٌ حَقِيقِيٌّ يَنْتَبِذُ إِلَى الْإِسْتِغَادِ الْإِخْذِ الْحَقِيقَةِ الْإِسْحَادِيَّةِ ۞

ہمراہ کی رت بیتِ التمسک میں آپ کی اسی شان کا ظہور تھا علامہ زرقانی لکھتے ہیں۔

لَا تَنْهَ بِنِجَالِ بَنِي إِسْرَءِيلَ وَكَفَى بِهِ شَرَفًا لِمَنْ لَمْ يَلْزَمْهُ الْأَمَةُ الْمُحَمَّدِيَّةُ ۞

فران کریم کی کہ آیتِ عشاق بھی اسی کی تائید کرتی ہے اس میں تمام انبیاء سے عہد دیا گیا تھا کہ جب
وہ دنیا میں جائیں تو اس میں غم کے آنے کا اعلان کریں وہ جہاں تک ہم کے اس کی خدمت کریں۔

(دیکھیں پگ سرۃ اہلِ عرزن ص ۹)

اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر برکت کے تمام کلمات کی انتہا برقی یہ عقربوت
مرتب ہے حرام اس معنی تک نہ پہنچ سکیں نہ ہی لیکن نعمِ ربّ ربّانی اپنے منہر میں عام فہم ہے اس لیے
ضروریاتِ دین میں اسی کو رکھا گیا ہے۔

۞ مباحاتِ الشریعت شرح اسم دہلوی ص ۱۱۱ نے شروع مواہب اللہ فیہ سورہ مائدہ



حضرت مولانا روم کا شانِ خاقانیت کا بیان

حضرت مولانا رومؒ (۱۵۱۲ء) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا معنی لکھتے ہیں:-
 بہر ایں خاتم شدست او کہ بہ جود مثل او نے بد و نے خواہند بود
 چو نیکو در صنعت برد استاد دست نے تو گوی ختم صنعت بر تو است
 ترجمہ آپ اس جہت پر خاتم النبیین ہیں کہ علم و فیض کی جو دو حلا میں کوئی آپ
 کے برابر نہیں آسکا اور نہ کبھی آئے گا جب کوئی شخص کسی فن میں بہت لے
 جاتا ہے تو کیا تم نہیں کہتے کہ تجھ پر یہ فن ختم ہے۔

ہاں آپ کی مرتبہ شانِ خاقانیت کا یہ مطلب نہیں کہ آپ کی خاقانیت زمانی نہیں ہے بلکہ ازل
 کہنا چاہیے کہ یہ آپ کی خاقانیت مرتبہ کا ہی اقتدار تھا کہ آپ کو سب سے انور میں بھیجا گیا جو ہم کا
 ذہن یہاں تک نہیں پہنچتا وہ سمجھتے ہیں کہ آپ خاتم النبیین صرف اس معنی میں ہیں کہ آپ کے بعد کوئی
 نبی پیدا نہ ہو گا۔ لیکن اہل فہم پر مدشش ہے کہ صرف بعد میں آنا یا بلاذات کوئی وجہ فضیلت نہیں۔ اس
 میں اگر فضیلت ہے تو اسی جہت سے ہے کہ جس ذات پر مراتب کی انتہا ہر اسے سب سے آخر
 میں رکھا جاتا ہے۔

اں ختم رسالت کا یہ انداز کہ ہر کسی کو پہنچے وہ بیشک ختم زمانی ہے اور وہ اس طرح میں
 ہے جیسے چڑھتا ہوا سورج مگر اس سے بھی خاتم مراتب کمال کی کرنیں پھوٹی ہیں عرفان لکھتے ہیں:-

یاد رسول اللہ رسالت را تمام تو نمودی سمجھو شمس بے حجاب
 ایں کہ تو کردی دودہ مادر نہ کرد مینی داخوش با عاوار نہ کرد

اے مشنوی دفتر پنجم ص ۳۳۳ لے ایضاً

ترجمہ: اے اللہ کے رسول! آپ نے رسالت کو اس طرح شان تمام بخشی ہے۔
 جیسے صبح بخیر بادلوں کے جلوہ فگن ہوتا ہے آپ نے جو کمالات ظاہر کئے دور
 ماضی ابراہیم و کمال بن نون کیسے حضرت عیسیٰ کا عاذر کر دیا کناہی سے جیسی میرٹھ
 کو زندگانہ دے سکا۔

پچھلے شعر میں ختم نبوت لدائی کا ظہور عام ہے دوسرے شعر میں مولانا پھر نہایت مرتبی پر آگئے۔
 مولانا دم کی بیان کردہ ختم نبوت مرتبی کی حضرت مولانا محمد قاسم نادوڑی نے کھل
 کر تائید کی اور پھر حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نے اپنے خط و خطبہ
 میں کھل کر آپ کا ختم گاہت ہر نابیان لرایا۔

ہم یہاں صرف یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ختم نبوت کا سنا کبھی بھی کسی درجے میں اعتقادی نہیں ہے۔
 ختم نبوت مرتبی اور ختم نبوت لدائی میں کوئی نسبت نہیں لگائی گئی کہ وہ صحیح ہے یا نہ جگہ اس سرور
 علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہانا ختم بلذین ماننے کے ساتھ ہمیشہ خاتم مراتب کمال بھی تسلیم کیا گیا ہے نہ
 کوئی کبھی آپ کے برابر کا ہوا اور نہ کوئی کسی درجے میں آپ کے بعد آیا۔ اسہم میں اس سنے میں
 کسی کو کسی قسم کا کوئی تردد یا شک نہیں ہر طرح آپ کا خاتم النبیین ہر نامہ امترازاوت دین میں سے
 ہے اس طرح اس لفظ کا مدلل بھی کسی درجے میں غنی یا مشتبہ نہیں ہے۔



قطعیات کا مفہوم مجمع علیہ نہ ہوتا ان میں قطعیت نہیں رہتی

کئی بہت استناد اور ثبوت تو مترادف ہو مگر معنی اور مطلقہ اس میں مختلف احوال ہوں وہ
 مختلف احوال بھی ملتی ہیں کچھ نہیں ملتی سبیل التبان ہوں تو ظاہر ہے کہ ان احتمالات سے ان کی
 قطعیت باقی نہیں رہتی۔ اسلام میں قطعہ خاتم النبیین ثبوت اور معنی ہر چہ ہرے قطعی اور یقینی ہے

ملہ میلاد البقی ص ۱۷ شائع کردہ زیر تلخیص احسن دہلی

مدیہ بھی ہو سکتا ہے کہ لفظ خاتم النبیین کے معنی مراد پر اس قسم کے ہر مدیہ اور ہر طبقے کا اجماع ہو اور اگر کوئی
دو قول پائے جائیں تو مدعی علی سیل کیجیج ہوں نہ کوئی سیل الجہان

کا دیانی خاتم النبیین کا معنی - خاتم مراتب کمال - خاصیت زمانی سے علی سیل الجہان کرتے ہیں
اور مسلمان مدعی علی سیل کیجیج کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم مراتب کمال ہونا ختم نبوت کے
اس معنی کے ساتھ جمع ہے جو امت اب تک اس سے مزاحمتی پہلی آئی ہے اس کی اہم فیضیہ تعلیمات
جتنی ہیں سب درست مگر اصل ملامی جمع مدیہ معنی دہن نبوت زمانی کا کہیں انکاد نہ ہونا چاہیے۔
اس میں شک اور تردد بھی کفر ہے

لفظ خاتم النبیین کا مفہوم ایک تاریخی تسلسل رکھتا ہے

ہر طرح خاتم النبیین کے لفظی قدر اور قطعیت رکھتے ہیں اس کے معنی اور مفہوم کا بھی ایک
تاریخی تسلسل ہے ہم یہاں یہ بات بتانا چاہتے ہیں کہ امت محمدیہ نے اپنی چودہ سو سالہ تاریخ میں جتنا
ختم نبوت کو کس معنی اور کس مفہوم میں قبول کیا ہے۔



قرآن کریم کا تسلسل اور فہم امت ساتھ ساتھ چلے

جہاں کہیں کسی جائے اور اس کے سینے اور منہ سے ڈالے سب اس سے ایک ہی بات کہیں
اور یہ بات ایک دو دن نہیں صدیوں اسی طرح چلتی رہے تو اسے تاریخی فہم امت کا مدیہ حاصل ہو
گا۔ حضور کے خاتم النبیین ہونے کو امت نے پہلے اس تاریخی تسلسل میں کسی معنی میں قبل کیا اس معنی و
مفہوم کو بھی اس امت میں وہی قطعی اور یقینی مدیہ حاصل ہو گا جو خود ان الفاظ کو - سر ہمیں یہ
کہنے میں کوئی باک نہیں کہ قرآن کریم اور فہم امت دونوں ایک تسلسل سے ساتھ ساتھ چلے ہیں اور اس
مدعاں ہر صدی میں جو مجید دہاتے رہے وہ اس بات کے ذمہ دار رہے کہ اس امت کے خاتمہ

تعلیم میں کوئی فعلیہ نہ پانے۔ اے گریڈ سمجھا ہئے کہ اس امت میں کوئی بڑی فعلیہ برسل سے زیادہ مدت نہیں پاسکتی تبے جاد ہوگا۔

ختم نبت کے اس منہم پر جس پر آج پُری امت جمع ہے چرمہ میں گزر چکی ہیں اہ
بتنا سالانہ کا تعلیمی اہ یعنی اجماع اس عقیدے پر رہے شاید ہی کسی اہ سے پرہام۔



فہم لغت کو یہ افتخاص قرآن کی نو سے حاصل ہے

ہدیہ تحقیق کی اس امت محترمہ کا یہ افتخاص ہے کہ یہ طیر امت ہے اس کا مجموعی
فیہم عیہ قدرا ہے۔ اس کی مخالفت ایک اہر سکو اور مل باطل ہے۔ اس امت کا اجماع
کبھی غلط نہیں ہوتا جس پر اس امت کا اجماع ہر وہ فیہا راہ نبت ہے۔



اجماع امت نشان راہ نبوت ہے

ماہ نبت وہ راہ چاہیت ہے جو حضرت علی المرتضیٰ نے بنی لہما عمان کو دکھائی
اللہ تعالیٰ نے اس امت کو اہر المعروف و نہی من الملک کا حکم ہی نہیں دیا بلکہ خبر دی کہ اس کا
اہر معروف اور اس کی بھی مشک ہے یہ امت مجموعی طور پر ایمان سے متلا رہے گی جس بات کا یہ
حکم کریں وہ یقینی طور پر معروف ہوگی اور جس بات سے روک دیں وہ یقینی طور پر سکو ہوگی۔

مکنہ خیل لہما اخرجہ الناس تا مرون بالمعروف و تنہون عن

النکر و یؤمنون بالہ و لو امن اہل الکتاب لکان خیل لہم منہم المؤمنون

ما کثرہم الناسون۔ رپ آل عمران آیت ۱۱۰ ج ۴

ترجمہ بہترین امت ہر جو لوگوں کے لیے نکلے گئے۔ تم بن کاموں کا حکم کرتے

ہو وہ معروف ہیں اور تم جن باتوں سے روکتے ہو وہ یتیم محکوم ہیں اور تم انہیں پر ایمان رکھتے ہو دین کے باطن کی غیوہی اور اگر اہل کتاب ایمان لے آتے تو ان کے لیے بہتر جزا ہے کہ قرآن میں ایمان لائے ہو کہ ہیں اور اکثر نافرمان ہیں۔ یہ غیر منت دوسری قوموں کے لیے اللہ کے دین کے گواہ ہیں اور خود ان کے لیے اللہ کے دین کی گواہی کی ذات گامی ہے۔

وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِّتُكْفَرُوا شَيْئًا وَعَلَىٰ ظَنِّهِمْ يَوْمَئِذٍ ۚ

ترجمہ: اللہ اسی طرح ہم نے تمہیں ایک ایسی امت بنایا جو نہایت اعتدال والی ہے کہ تم لوگوں پر خدا کے گواہ ہو۔

یہ غیر ملام سب بتی فرع انسان کے لیے سرحدات فدا مذہبی کا نشان اور شہادت حق کا مضمون ہے دین کی راہیں آئندہ دینا میں بھی کے فدا و روشن ہوگی اور ان پر خود سرحدات اللہ کے دین کے گواہ ہیں۔



حضرت فاروق اعظم کے ہاں نشانِ راہِ نبوت

قرآن کریم کی مرادات اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اسی میراست کے فدا و گامی ہیں گی اور یہی دل آئندہ کے لیے کتاب و سنت کے فدا و مصافی کے مبرجہ اور ان کے ممکن ہوں گے۔ صد دین کا تسلسل انہی کے فدا و قائم رہے گا۔ قرآن کریم میں ہے۔

وَمَنْ حَقَّ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ فَإِنَّ رَبَّهُ لَأُولَىٰ بِنَفْسِهِ مِنَ الْوَالِدِ وَالْأَهْلِ وَالْأَقْرَبِ

ترجمہ: وہ جس پر موت کا حق ہو تو اس کے لیے اللہ اس کے والدین اور اقرباء سے زیادہ اولیٰ ہے۔

سنت فدا و اعظم نے صدر کرم ہنوز طرہ میں معین کر متبہ فرمایا کہ وہ بہترین اعمال اختیار کیے کیونکہ وہ آئندہ تمام لوگوں کے پیشوا ہوں گے۔ آپ نے فرمایا۔

انکم ابدالرھط ائمتہ یستدی بکر الناس۔

ترجمہ: اے اصحاب رسول تم لوگوں کے چیز اور آئینہ لوگ پہنای ہی پر دی کریں گے
سنن حاکم (۱۰۱۵۵) میں عباد بن عبدالمطلب الشامی سے منقول ہے۔

کان القرآن امام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکان رسول اللہ اماما
لاصحابہ وکان اصحابہ ائمتہ لمن بعدہم

ترجمہ: قرآن کریم اس شخصیت صلی اللہ علیہ وسلم کا امام تھا اور حضور اپنے صحابہ کے امام
تھے اور آپ کے صحابہ بعد میں کئے والے لوگوں کے پیشوا ہیں۔

دین اسی تسلسل سے ہم تک پہنچا ہے۔ دین سمجھنے میں گلوہم ان عاملین دین سے استفادہ
دکریں اور یہ نہ سوچیں کہ کتاب و سنت اسلام کی ان تیرو صدیوں میں کن کن شاعر اور کس سے گزرا
ہم تک پہنچا ہے تو ظاہر ہے کہ کتاب و سنت کی مراد صرف الفاظ سے طے نہ ہو سکی گی اس کے
یہ تسلسل است پر گہری نظر دیکھا ہے۔ اس شخصیت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ جو اپنے وقت کے بہترین
عباد الرحمن واللہ کے بنے رہے تھے ان کی دعا تھی۔

واجعلنا للمتغین اماما۔ (پرفارقان ۶۷)

ترجمہ: اور تو ہمیں پرہیزگار لوگوں کا پیشوا بنا دے۔



امام بخاریؒ کے ہاں تسلسل اہمیت کی اہمیت

صحابہ کرامؓ کے بعد تابعین کرامؓ اور ائمہ کرامؓ کو علم و تقری کی دولت ملی تھی صحابہ کرامؓ میں متعین
کے داعی امام تھے اور یہ ان کے تابعین اور پرورد تھے۔ پھر متعین کی یہ دعا رہی اور دین علم و تقویٰ نے
کے ان اساطین کے ذریعہ علما اور علما مسلسل متوار ہا۔ حدیث امام بخاریؒ قرآن کریم کی اس دعا کا حاصل

نہ مولا امام مالک کتب کبھی مولا سنن دارمی جلد ۱۱

اس نفل میں بیان فرماتے ہیں یہی تسلسل دین ہے۔

نقتدی بمن قبلنا وبقندی بامن بعدنا۔

ترجمہ: جو ہم سے پہلے گزے ہیں ہم اُن کی پیروی کریں اور جو ہمارے بعد آئیں وہ ہماری پیروی کریں۔

اسلام ایک زنجہ حقیقت ہے جو صرف ہدایات میں نہیں اپنی مصلحتات میں میرا بھی ہر دور میں دامن رکھ رہا ہے اور صرف قتل میں نہیں ہمت کے عمل میں بھی تسلسل سے چلا آیا ہے۔ قرآن پاک ہر چشمہ علم ہے مگر ہر امت کو نظر انداز کر کے ہم اس کی صحیح مصلحتات نہ پا سکیں گے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت و سنتی ہے مگر بعد ان تسلسل اس کا پیچھا نہ ہو سکے گا، اسلام صرف صحائف علم میں نہیں صحائف اعمال میں بھی تسلسل ہے اور اسی تسلسل سے یہ ایک زنجہ حقیقت ہے۔



عقیدہ ختم نبوت کس مفہوم میں بہم تک پہنچا ہے

ختم نبوت کا یہ مطلب نہیں کہ نبوت ختم ہو گئی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ہمیشہ کے لیے پہلی اور جاری و ساری ہے جو کبھی ختم نہ ہوگی۔ ختم نبوت کا مطلب یہ ہے کہ اس نبوت کا خاتمہ ہے اور خاتمہ بنیاد کے بعد اب کسی شخص کو نبوت نہیں ملے گی۔ پہلے سے کسی کو ملی ہو تو اس کی بعد نبوت کا حضرت کی نبوت سے کوئی تضاد نہیں۔ ہم نبوت کے طے کرنا ضرور پر ختم ملنے ہیں لیکن آپ کی نبوت کو باقی اور جاری سمجھتے ہیں، حضرت کی نبوت ہمیشہ کے لیے متحقق اور جاری ہے ہر طرح اللہ رب العزت کی یہ سنت رہی ہے کہ ہر زمانہ میں پیغمبر مبعوث فرماتے ہیں، اس عہد کے لیے بھی پیغمبر ختمی مرتبت رسول ہیں اور اُس عہد کے نبی اور رسول صرف اللہ صوف، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں اس عہد نبوت کی ابتداء حضرت تاجدارِ مدینہ کی بعثت سے ہوئی تھی، اور اس عہد کا دوسرا کارہ

قیامت سے متصل ہے اس دوران کسی اور نبی کی بعثت نہیں۔



اب سارے کام اقامت کی ذمہ داری میں

تفہیم شریعت کا کام اس امت میں غفار کریں گے مسائل جہیز منصوصہ کا حکم دیانت کر کے
کے لیے استنباط اور استخراج کا کام جہدین کریں گے قرآن کی حفاظت کا کام ماحولہ قلدی کریں
گے اور تزکیہ قلب اور دل میں خدا کی محبت ڈالنے کی محنت دو لیا کر ام کریں گے کوئی ایسی حسرت
نہ ہوگی جس کے لیے کسی نے نبی کی بعثت ہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا عقیدہ پوری امت کی پوری ہدایات پر چھایا ہوا ہے
اس امت میں دین کا ہر کام حضرت محمدی مرتبت کے سایہ میں ہوگا اور امت کے لیے پختہ ہونے لگے بار
اپنی اپنی ذمہ داریاں ادا کریں گے۔ نبوت کا کوئی کام باقی نہیں جس کے لیے کسی نے نبی کی بعثت
ہو۔

عقیدہ ختم نبوت کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ پانے نبیل میں سے اگر کوئی یہاں گئے جیسا کہ
مصری کی ملت تمام غیر راہبیت بیت المقدس میں مانتر ہوئے تھے تو انہیں یہاں مقتدی بن کر بنا
ہوگا نبی بن کر نہیں کر سکیں گے۔ وہ نہ نبوت محمدیہ کا دوسرا حصہ یہاں کسی اور جہت کے لیے لایا نہیں
آیت خاتم النبیین اور مدیثہ نبی بعدی کی کائن پر عقیدہ ختم نبوت چودہ سو سال سے اس
یقین اور قطعیت کے مسل ہو آ رہا ہے کہ اس مرضیہ پر امت میں کبھی کوئی دھڑکنے نہیں ہوئی
اور مسند میں طرح اپنے ثبوت میں کھنسی ہے اپنی دلالت میں بھی بالکل واضح ہے۔



لے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعثت ذوالساعة کما بین و جمع بین اصبیہ۔

سنن ابن ماجہ ۳۴

مسلحہ ہوا ہر گز ہے کہ آنسو کی شانِ غایت پہنچن تمام مدح و شہ پہنچوں کے باوجود متنازعہ
 ذریعہ بن گئی اور اس امت سے ایک گروہ اس عقیدے سے عمل کریں گیا
 وہ مکمل سے محال تھے جنہوں نے ان غلو پر ایک عقیدہ امت بنا ڈالی جنہوں نے مردم شہی
 کے کائنات میں اپنی پیڑہ خاندان ہری کر لی یہاں تک کہ سماں کے تمام فرشتے ان کی اس امت سے
 قلعی جیلنگ پر یک زبان ہوئے اسے سمجھنے کے لیے ہندوستان کے انیسویں صدی کے لوگوں کے ساتھ
 پیش نظر ہونے ضروری ہیں۔



مرزا قاسم احمد قادیانی نے جب اپنی تحریک شروع کی تو یہ وقت صحابہ بھٹائی مہاجر
 کو ہندوستان میں اپنے پائل منبر کو کھلے اور صریح تھی۔ انگریز حکمران مسلمانوں کے بد بے جا
 کی ایک جھک ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں دیکھ چکے تھے اور حسرت تھی کہ اس مذہبی انقلابی جذبہ کو
 کو بیکر دم کر دیا جائے۔ لیکن یہ معلوم کرنا ابھی کچھ باقی تھا کہ اس کی قیادت کی کفایت سے حکم جہاد کیے
 دے گا یا نہ دے گا۔



قادیانیت کا موجودہ بحران اور اس کے اسباب

قادیانیت کے موجودہ بحران کے زیادہ تر مددگار کریم ہیں یا خود قادیانی قیادت اس
 موضوع پر عام لوگوں سے بڑھ چکی ہے۔ انفرن کریم تو غیر حکومت کے مانتوں جمعیہ ہیں۔ لیکن خود حکومت
 کو بھی اس صورت حال میں کچھ حقیقت پسندی اختیار کرتی چاہیئے۔

مرزا قاسم احمد کے دعویٰ قدرت سے حالات پر کیا اثر چڑھنا چاہیئے اور جیسے مدعیانِ نبوت
 سے بڑا حضرت مسیح علیہ السلام نے دھوئے نبوت کیا تو اگرچہ انہوں نے اس قیادت سے منسوب نہ کی مگر انہوں
 نے اپنے ماننے والوں کی ایک پیڑہ حمایت بنائی۔ دھانے والوں کو دکھا کہ تم دینِ نبوت پر نہیں

رجسٹر تم مومن نہیں، اس کی بجائے وہ حراریوں میں اپنی بات کرتے، اسلام کے خدیوہ اپنی بات آگے پہنچاتے تھے۔

اس حضرت علیؓ علیہ السلام نے آپ نے اپنی ہمت کبھی اور ایک نئی امت بنانی پہلی ہمتوں سے ان کا ٹائٹل نہ کھینچا اور نہ ان کو اپنے گروں سے اٹھوایا۔ دیکھو دیکھو کہ کہا کہ تمہیں حضرت مرثیٰ کی امت میں نہیں، دیکھو کہ کہا کہ اب تم حضرت عیسیٰ کی امت نہیں ہو۔ آپ نے جو جماعت بنائی، وہ کہ مسلمان کہا اور اپنی امت قرار دیا۔

مرزا غلام احمد نے جب دعوے نبوت کیا تو ابتداء میں وہ بھی اسی منہج پر چلا، اپنے ماننے والوں کو مسلمانوں سے علیحدہ کر لیا، ان کی سرکاری کافیات میں علیحدہ مردم شماری لکھائی اور اپنی امت کا نام احمدی رکھا، اس نئی جماعت بنانے پر عملتے اسہم نے اس پر کوئی گرفت نہ کی، علیحدہ مردم شماری کرانے پر ان کے خوف کوئی فائدہ ادھاس کی۔

انیا اپنی جماعت پہلی جماعتوں سے کس طرح علیحدہ کرتے ہیں، اس پر مرزا صاحب لکھتے ہیں۔
جو شخص نبوت کا دھوئے کسے گا اس دعویٰ میں خور ہے کہ وہ مذاکی ہستی کا آثار
کسے اور نیز یہ بھی کہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے میرے پر وحی نازل ہوتی ہے
اور نیز خلق اللہ کو کام نہاد ہے جو اس پر خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا ہے اور
ایک امت بنادے جو اس کو نبی سمجھتی ہو اور اس کی کتاب کو کتابِ انفرجانی ہو۔
مرزا صاحب نے اپنی امت کا نام جماعت احمدیہ رکھا اور ۱۹۰۱ء میں حکومت سے درخواست
کی کہ ان کی مردم شماری ایک الگ جماعت کی حیثیت سے کی جائے۔

مرزا غلام احمد نے دیگر میدانِ نبوت کی طرح جس طرح پہلی شخصوں سے الگ اپنی ایک جماعت
بجھائی اس میں مسلمانوں سے کوئی زیادہ اگھاؤ نہ تھا، ایک نئے دھوئے نبوت سے ایک نئی امت
کا آغاز تھا۔

نہ آئینہ کمالات اسلام

قادیانی مسلمانوں سے کب نُکھے؟

مرزا صاحب کی سوچ نے اپنا مکمل اپنی زندگی اور امت مسلمہ پر اپنا مکمل عکاس کیا۔

- ① تم مسلمان نہیں رہے مسلمان صرف ہم ہیں۔
- ② امت مسلمہ کے نام کی اب دنیا میں کوئی جماعت نہیں رہی۔
- ③ جو لوگ مجھے خدا کا بھیجا ہوا نہیں سمجھتے وہ مسلمان نہیں۔
- ④ میرے مخالف وہ جھگڑے کے خد ہیں، درائن کی عہد میں گنتیل سے جڑت میں۔
- یہ قادیانیوں کا مسلمانوں کے گھر پر حملہ ہے ملک مسلمان کو اس کے گھر سے نکال دیا رہا ہے
- امت مسلمہ سے اس کا نامش چھینا جا رہا ہے اور بیک بنیاد قلم کوڑوں میں مسلمانوں کو دائرہ اسلام سے باہر نکالا جا رہا ہے۔

اس عہد میں قادیانی مسلمانوں سے اُلجھے میں مسلمان قادیانیوں سے نہیں اُلجھے جس محل آل پارٹیز حکومت سے مطالبہ کر رہی ہے کہ مرزا غلام احمد کے پیروں کو ان کی ایک طبقہ جماعت کے Status پر لے آئے۔ اب حالات دہشت بھائیوں کے وہ اعلان کریں۔

دُنیا کے مسلمان جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغمبر مانتے ہیں وہ مسلمان ہیں، ہم صحت محمدی اور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مرزا غلام احمد کو نبی مان کر مسلمانوں سے جدا جماعت احمدیہ کے افراد ہیں۔

اس صورت میں پاکستان میں چاروں امتوں کا وجود رہے گا۔ ۱۔ یہودی، ۲۔ عیسائی، ۳۔ مسلمان اور قادیانی۔ جس طرح عیسائی نہیں کہتے کہ ہم یہودی ہیں۔ وہ ان کا اپنا وجود تسلیم کرتے ہیں۔ مسلمان نہیں کہتے کہ ہم عیسائی ہیں۔ وہ یہودیوں اور عیسائیوں (دعویٰ) کا وجود تسلیم کرتے ہیں اس طرح قادیانیوں کو بھی چاہیے کہ وہ اچھے پیچھے امتوں امتوں کا وجود تسلیم کریں کہ دُنیا میں یہودی بھی ہیں عیسائی بھی ہیں اور مسلمان بھی ہیں۔ یہ بات کہ خدا غلام اللہ علیہ السلام کے کہہ رہے ہیں کہ دُنیا میں یہودی اور نصاریٰ دو امتیں تو موجود ہیں لیکن امت مسلمہ کوئی نہیں وہ صرف ہمیں مرزا غلام

کرنی مانتے ہیں۔ جو رنگ پہلے بطور مسلمان دنیا میں موجود تھے اب وہ مسلمان نہیں رہے وہ بھگلوں کے ساتھ ہو چکے ہیں اور جو بھی مرزا فہم احمد کی کتاب لکھی نقدیں نہیں کرتے وہ سب عناصر اوسے ہیں۔ جلال کی اولاد نہیں ہیں۔

ان اشتعال انگیز دعوئوں سے نگہ برون سپاہ ہر تو اور کیا ہو — مسلم لیگ کی موجودہ حکومت کا فرض ہے کہ اگر وہ ملک میں امن دیکھنا چاہتے ہیں تو قادیانوں کو مسلمانوں سے الگ اپنے مقام پر رکھیں۔

یاد رکھیں یہ تحریک حکومت کی دھت سا مانیلہ سے دب تو سکتی ہے لیکن رنگ نہیں مچتی اور ایک دن مینا ضرور دے گا کہ صوبہ اپنا وجود قائم اور محظوظ رکھنے کا آئینی حق منالے گی اور قادیانی مسلمانوں کی طرح مسلمانوں کے سامنے کٹھنوں میں کھڑے کیے جائیں گے۔



اُمتِ مسلمہ کی وحدت صرف مسئلہ عقیدہ ختم نبوت سے قائم ہے

یہ قدامتِ اسلام کے لیے ہر مذہب و اُمت واجب التسلیم اور لائق اعتقاد ہیں۔ اور ایمان ہے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جو تعلیمات کی تصدیق کا نام — لیکن خود سے دیکھا جائے تو ان سب میں صوبہ مسلم کی وحدت کا محور عقیدہ ختم نبوت ہے۔ اور اختلافات آپس میں کتنے ہی کیوں نہ ہوں کسی انسانی گروہ کو ختم کی لڑی میں پر رونے کے لیے ایک نبوت کے گرد جمع ہونا ضروری ہے۔ ایک امت اس وقت تک کے لیے ایک امت ہے جب تک ہدایت کے لیے صرف ایک امت دیکھے گی حقیقت کو ہدایت الہی دیکھتا ہے اور امتی ہر دینی بات کے لیے جو کلمہ صرف کرتا ہے جب تک اسے امتی ایک نبوت کے گرد جمع نہ ہوں وہ ہدایت کے لیے ایک امت نہ رہے گئے دے کیے ہو سکتے ہیں۔

وہ رنگ بن کا دھیان دینی رہنمائی کے لیے مختلف حتموں کی طرف ہر وہ افراد تو ہو سکتے ہیں

لیکن جماعت نہیں، انسانوں کی ایک بیڑ ہر سکتے ہیں ایک امت نہیں۔ قلمروں کا نام دیا اسی صحت میں ہر سکتے ہیں اس کا احاطہ ایک طرف بہتا ہو۔

مسلمان چودہ سو سال سے اس ایک دھارے میں بہتے چلے آ رہے ہیں جب تک کہ فی فرد یا گروہ اس دھارے کو دھبہ نہ دے وہ کسی نئی نبوت کا مستحق نہیں ہو سکتا۔ قادیانوں کی اپنی سوانح بھی اسی میں ہے کہ وہ اپنی بُد اعمالیں اور اس کے پیروں سے صرف اسی راہ سے جا نہیں چودہ سو سال کی شاہزادہ نئی نبوت کی گرا بنی کی تحمل نہیں ہو سکتی۔

حدیث من مطلقا و مستقبل قبلتنا و احکام ذبیحتنا میں اسقبل قبلتنا میں اسی ایک امت دیکھنے کی تعلیم ہے۔ مگر اس میں قبلہ شروع ہونا تو من حلی حلاتنا میں ہو گیا تھا اور احکام ذبیحتنا میں بھی وہی لوگ مراد ہیں جو ہمیں کسی نئی نبوت کو دھارے کے باغی کا فرسہ کہتے ہیں۔

مرزا غلام احمد کو نبی ماننے والے ہم مسلمانوں کو بُرا کا فر کہتے ہیں، امدان کے نزدیک مرزا صاحب کے دعوے نبوت کے بعد مرزا غلام احمد کو نبی نہ ماننے والے ہر شخص منطقی طور پر کا فر قرار پاتا ہے۔ سو ہمیں کا فر کہنے والے ہمارے نزدیک من مطلق ذبیحتنا کے تحت جگہ نہیں پاتے۔ اب یہ مانے اس کے کہ یہ چند تنگے اس پُندے دیا کو گملا کریں۔ سوائی اسی میں ہے کہ ان ٹھکوں کو اس سے نکال کر انہیں اپنے مال پر چھڑو دیا جائے پھر یہ خود بیک غیر مسلم حکمت کا روپ اختیار کریں گے اور تاکہ پُندی رُوئے زمین ان کے لیے تنگ نہ ہو جائے اور پوری امت ختم نبوت کے اٹھ کے اسی خلیفہ مسند سے نبوت پا جائے گا۔

خانہ کعبہ جہاں صرف قبلہ نما نہیں امت حمایت بھی ہے ہم سعودی عرب کو پناہ دینی کو کہتے ہیں۔ یہ سرزمین اب قیامت تک کے لیے دارالایمان ہے کُمرستان نہیں ہو سکتی۔ یہاں حق ہمیشہ کے لیے داخل ہوا اور کفر ہمیشہ کے لیے نکل جاتا تھا۔ جلد الحق و ذوق الباطل ٹخن کھدی ہوئی منہ ہے۔ صند فوجی مرتبت کے بعد اگر کسی امدی کا آنا مانا جائے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ کہاں مبعوث ہوا۔ اگر عرب میں کہیں باہر آجائے تو کیا عالم عرب اس کے انکار سے یکسر کُمرستان نہ بنا۔

اسد کیا یہ قرآن کا کھلا اہکد نہیں۔

انگریز ہندوستان کو کہیں وہ مذہبی تقدس دینا چاہتے تھے جو کہ مسلمانوں کا کرم
اسد مذہب معروضہ کو حاصل ہے صرف اس لیے کہ وہ یہاں سے مسلمانوں کا ایک دفلا رابطہ پیدا کریں
اسد مسلمانوں کی اقتصادی حرکت حرب سے ہندوستان مسئل ہر جانے۔

دینائے عرب مسلمان ہے پھر کئی حیر حرب ملک بھی مسلمان ہیں جیسے شکی اندویشیا اور دفلاستان غیر
شور کی طاقت نے ثابت کیا کہ ہندوستان کے مسلمان بھی اپنے کو دینائے اسلام کا ایک حصہ سمجھتے ہیں انگریزوں کی
معدوس انفرس پہنچی کونینے حرب ہندوستان کے مسلمانوں کو عد کے مرکز اسلام کو کنور کیا جاتے اسدہ دشمن ہیں ان
کا ایک ایسا طبقہ پیدا ہر جول د جانے انگریزوں کا غیر راہ ہے۔

تلاذینوں کا جو دفلا ہر مارچ ۱۹۴۴ء کو دہلی میں ملاؤ دنگٹوں سے اس میں یہ انڈیس مارٹر
ہندو کریش کیا گیا تھا۔

جب مللی اجاستہ صیسا ساری ملک ایک قروا شہراہ ہے جس سے کہی اسدہم
نہیں ہر سکتے اسدہ حکومت کی ذوا بنروسی اسدہ من پسندی ہے۔

کیا پاکستان میں قلابانی اس ملک ہیں؟ اگر حکومت پاکستان کا ہر غیر مسلم قلیت قلوب سے تدیہ حکومت
پاکستان کے اس فیصلے کو کہی نہ نہیں گے اسدہ ان کا سند جربلا دھوئی ایک بکسی کی تصدیرین کہہ جائے گا۔ یہ
کئے ہندوں چلے اسی آفا کی طوف محفیں گے جس کی خاطر اسدہ اپنا مذہبی مسلک قائم کیا تھا۔
پشت جو ہرول بنو کی بھی پوشش یعنی کہ ہندوستان کے مسلمانوں کو ایک سب سے پرہا کئے ہندوستان کا مظاہر
بنیا جئے ڈاکٹر تال کے قلابینوں کی حیرت ثابت کئے کے لیے جرمناہن لکھے۔ پشت جو ہرول بنرو نے ان کا جواب
اسی لیے لکھا تھا۔ مزویشیر دین کہہ لکھا ہے۔

پشت جو کی ڈاکٹر تال کے جرمناہی کا دیکھا جہر ہر لے اسدہ کہ مسلمانوں کو ہندوستان کے لیے لکھے تھے۔

پشت جو ہرول کا مدید بھی کہ مسلمان ہندوستان وہ حقیقت قائم کریں جو بید نیائے حرب قائم کیے جئے ہیں۔

ٹ پچہ لفظ ۳۔ اپریل ۱۹۴۴ء ۱۱ ایسا ۱۱ جون ۱۹۴۶ء

موقف

نفسہ و نصلی علی رسولہ الکریم

انیسویں صدی کے نصف، آفرود میسویں صدی کے شروع میں مسلم دنیا بہت سے تحریکات سے دوچار ہوئی۔ سیاسی، شرک، چھوڑ کر اسلام کے کئی بنیادی عقائد بھی ان سیاسی تحریکات کا نشانہ بن گئے۔ اسلام کی بعض تعلیمات جو عہد رسالت، مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے ثبوت و منہوم میں قطعی اور مرتجح علی آرمی مقبض نظریات بننے لگیں۔ اللہ عزوجل کا مقصد انہیں صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا حقیقہ جو تیرہ سو سال سے بغیر کسی تاویل و تفسیر کے قطعی اور مرتجح چھوڑ آ رہا تھا۔ انیسویں صدی میں ایران میں اور میسویں صدی کے آغاز میں ہندوستان میں تحریکات بننا۔ یہ اتحاد ایران اور ہندوستان میں مسلم دنیا کے سامنے ایک سیلاب بن کر اٹھا اور فرقہ وارانہ کریم اور پیغمبر عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت پر یقین رکھنے والی اقوام کے کچھ افراد کو کٹ کٹ کر دے دیے۔ درمیان نبوت کی گرد میں گرنے لگے مسلم قومی وحدت کے عقیدے میں بڑا شکوک ہوا اور اسلام دنیا ایک بڑی جنبش سے دوچار ہوئی۔ علماء اسلام فرقہ وارانہ کی صریح مروت کے تحفظ کے لیے اٹھے اور نئی تحریکوں کی راہ ہموار کرنے والی اگلی تعبیرات کے جواب میں ہر مدتحریکوں کے ذہن امن پر پھیلی بن گئے۔

انیسویں صدی سے پہلے اسلام کی علمی دنیا میں ختم نبوت پر کبھی کوئی طویل بحث نہ چلی تھی۔ اس کی ضرورت تھی غیظہ اذل حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد میں مسلمانوں میں سید کذاب اور احمدی صحنہ درمیان نبوت اٹھے۔ مگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان کے خلاف اجماعاً اٹھ کھڑے ہوئے۔ اسے سب کذاب مام مسلمانوں کی طرح نڈھالی پڑھا تھا اور چاہے اذان میں حضرت اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا اعلان بھی کرنا تھا اور دیکھتے دیکھتے تاریخ طبری جلد ۳۴، محدث محمد بن اسماعیل، تاریخ الامم و الاموال (۸۸۶ء) لکھتے ہیں۔ الانوی بن حنیفہ کا لفظہ دون لا لا الا للہ وان محمدًا رسول اللہ و یصلون و لکنہم قالوا ان مسیلہ بنی فقامہم العصبۃ و سبواہم و قیلوا قتلوا من اولاد الہاد و متہم اس پتہ پر تھک کر دیکھ کر انہی نبی سمجھتے

صحابہ کے اس اجماعی اقدام اور اس سہم کی سیاسی شرکت نے سنہ ختمِ نبوت میں کسی فرقہ کو جگہ نہ دے سکا۔ یہی سہم کے بنیادی عقائد میں بغیر کسی تاویل و تفسیر کے آگے منتقل ہونا چاہیے۔ جس بغیر یہی صدی مسلمانوں کے سیاسی منزل کے باعث ان اجماعی تحریکوں کا اجماعی جواب دہن کی مدد سیاسی مخالفت حاصل کرنے کے خواہشمند ہے علم مسلمانان کا مشہد ہر نے لکھے یہاں تک کہ مسلمانان کرگن اجماعی سہم کے آگے ملے بندہ باندھے پڑے اس پر سنہ ختمِ نبوت بیرونی صدی کا ایک بڑا اجماعی موضوع بن گیا۔

ایران میں بہائی تحریک

ایران میں جبریل کی حکومت کا باوجود است ظلم و تعدد اس لیے وہاں کی اجماعی تحریک کے بغیر نہیں۔ پیر وطان بہاؤ اللہ اور ہلے نکل کریم اور حیدر خیر حرانی اسی الشریعہ و سلیم کی نبوت و رسالت پر اتحاد ایمان کے باوجود داخلہ پر اقرار کیا کہ بہاء اللہ کو نبی ماننے کے بعد اب وہ مسلمان نہیں رہے۔ نہت بلکہ سب ان کی قوم بدل گئی ہے۔ اس نئے نبی پر ایمان لانے کے بعد اب وہ اس پہلے نبی کی امت میں نہیں رہے ہیں کہ گردہ پہلے جمع تھے۔ مگر وہ اس کی جنت اور رسالت پر اب بھی تکیا کرتے ہیں۔ پندہ عقیدہ رکھتے ہیں۔ بہائی آپ کو کہ مسلمان کہتے ہیں دہنے کہہ کر مسلمان کہتے ہیں۔ بہائیوں کے کسرا (مصل) ہے ان کی تحریک مسلمانان کے لیے زیادہ فتنہ زین کی۔ مگر اقبال روم کہتے ہیں۔

میرے نزدیک... بہائیت قادیانیت سے زیادہ نفس ہے۔ یہ کہہ کر وہ کھٹے

طہر اسہم سے باقی ہے لیکن نو خاندانہ (قادیانیت) اسہم کی چند

نہایت اجماعی قول کو ظاہری طور پر قائم رکھتی ہے لیکن باطنی طور پر اسلام کی

حق اور حقیقت کا کھر پڑھتے تھے اور غلامی بھی لوگوں سے تھے موم جو تاجہ ہر راغوم احمد نے ماتحت نبوت کا قصد نہیں سے لیا ہے۔

دعویٰ اہل عقائد کے لیے مہلک ہے۔ اس کا حامی خدا کا قصہ کہ جس کے پاس دشمنوں کے لیے اقتصاد و زلزلے اور بیماریاں ہوں۔ اس کا نبی کے متعلق نبوی کا تخیل اور اس کا دعویٰ مسیح کے قتل کا عقیدہ دہیرو یہ تمام چیزیں اپنے اندر یہودیت کے اتنے عناصر رکھتی ہیں مگر بایہ تحریک ہم یہودیت کی طرف رجوع تھے

ہندوستان میں قادیانی تحریک

ہندوستان پورے طور پر انگریزی حکومت کے قبضہ میں تھا۔ وہاں قادیانی تحریک مسلمانوں کی اتحادیوں کے سامنے ایک کال اتحادی تھا۔ اس کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ انگریزوں کو کسٹم کے نام پر اپنے اعلیٰ الاس میں داخل کئے اور ایک الیابٹہ تیار کیا جائے جو ہندوؤں میں دل و جان سے انگریزوں کا فرمانبردار ہو۔ انگریزی حکومت کے استحکام کے ساتھ مسلمانوں کی قومی ہمت میں انتشار اسی طرح پیدا ہو سکتا تھا کہ قادیانی لوگ مرزا قاسم احمد (وفات ۱۸۰۸ء تا ۱۳۳۷ء) کی جیت کے اقرار کے باوجود یہ تسلیم نہ کریں کہ وہ مسلمان نہیں ہیں۔ تاکہ اسلامی وحدت کے قلعے میں نریت تھے شکاف پڑتے رہیں تاکہ الہادی قافلوں کی آمد و رفت اس قلعے کو یکسر تغیر کر لے۔

یہ وہ وقت تھا جب ہندوستان میں انگریزوں کی حکومت تھی اور مسلمان یہاں کبھی کبھی آزادی کی چنگاری روشن کرتے رہتے تھے جسے ہیٹھ کے لیے بٹالے کی ذمہ داری مرزا صاحب نے اپنے ذمے لے رکھی تھی مرزا صاحب نے اپنے اس سیاسی مقصد کے لیے قرون کر ہتھال کیا۔ قرآن کریم میں ہے۔

اطيعوا الله واطيعوا الرسول واولى الامر منكم۔ (پہ انصار ۵۹)

ترجمہ۔ جم غفیر کی اطاعت کرو اور اس رسول کی اطاعت کرو اور اہل ان کی جرح میں سے اعلیٰ الامر میں۔

مسلمان اپنی اولی الامر کی اطاعت کو واجب جانتے تھے جو مسلمانوں میں سے ہوں مگر مرزا فاضل محمد نے اپنی جماعت کو کہا۔

میری طبیعت اپنی جماعت کو یہی ہے کہ وہ انگریزوں کی بلا مشابہت کر اپنے
اولی الامر میں داخل کریں اور ملکی سہالی سے ان کے مطیع رہیں۔
اس میں مرزا صاحب نے دے تھوڑی میں تسلیم کیا ہے کہ انگریز پہلے سے اولی الامر میں
داخل نہ تھے یہ بزرگ صاحب کا کام ہے جو انہیں اولی الامر میں داخل کیا جا رہا ہے۔
مرزا فاضل محمد یہ بھی لکھتا ہے۔

میری ہمیشہ کوشش یہ ہے کہ مسلمان اس سعادت کے بچے غیر خواہ ہر جائیں۔
میں نے نہ صرف اسی تسکام کیا کہ برٹش انڈیا کے مسلمانوں کو گمراہی منت انگلیش
کی سہی اطاعت کی طرف جھکایا۔ بلکہ بہت سی کتابیں عربی، فارسی اور انگریزی میں
تالیف کر کے ملک اسلامیہ کے لوگوں کو بھی مطیع کیا۔
جو لوگ میرے ساتھ سرحدی کا تعلق رکھتے ہیں وہ ایک ایسی جماعت تیار ہو جاتی
ہے کہ جن کسل اس گمراہی کی سہی غیر خواہی سے باوجود میں نہ
سب مسلمانوں کو بار بار تاکید کردہ معتزلہ و جہود سے ان کو اس طرف جھکایا
کہ وہ گمراہی کی اطاعت بدل و بدل اختیار کریں۔

یہ صرف علمی قسم کے اختلاف نہ تھے

مرزا فاضل محمد کے مسلمانوں سے الفتوات محض علمی حصہ میں نہ تھے۔ ان میں انگریزی سیاست
بھی کارفرما تھی۔ اس سیاست میں بھی مرزا صاحب محض ایک دماغ نہ رکھتے تھے۔ بلکہ ان کی نیت انگریز
نہ صرف اسلام سے مرزا فاضل محمد کو ترقی باقی القلوب کا کہ تیغ رعایت حصہ منت گمراہی
کے کٹنے کا تھا۔ بلکہ مرزا فاضل محمد

حکومت کی خدمت تھی کسی کی نیت پر عمل اچھی بات نہیں لیکن مرزا صاحب اپنے اس مشن میں اتنے دیر تک لگے کہ کفر کی زد میں آ گئے۔ قادیانہ کی یہ شکایت مدت نہیں کہ سلطان انہیں کافر کہیں سمجھتے ہیں مرزا صاحب کو ان کے مشن نے ہی یہاں تک پہنچا دیا ہے۔ مرزا صاحب اپنی نیت خود یوں بیان کرتے ہیں۔

جرم گزشتہ کی اصلاح اور خدمت گزاری کی نیت ہم نے کئی کتاب میں مخالفت جہاد اور گزشتہ کی اصلاح میں لکھ کر دنیا میں شائع کیں اور کافر و غیور اپنے نام رکھوائے۔

جب انہوں نے خود ایسے نام لکھوائے تو اب گلو اور فکھ کس بات کا ہے۔



قادیانی تحریک کا سیاسی پہلو

اس وقت ہم انگریزی حکومت اور بالی سلسلہ مرزا قاسم احمد قادیانی کی نیت پر بحث کرنا نہیں چاہتے مرزا صاحب نے اپنی نیت قادیانہ دی ہے۔ دہم یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ختم نبوت کے کلمے میں اہل اسلام اپنے دالے بجا جان بوجھ کر کھیل گئیں ہیں۔ ہر کتاب کے کچھ لوگوں کے دلوں میں شک کے کاٹے بھی کسی جہت سے چھپے ہیں اور تحریک سے مسلسل وابستگی نے ان کے ذہن کو اس اصلاح میں غصہ نہایا ہے۔ ہمیں اس وقت اس مسئلے سے صرف علمی سروکار ہے۔ ہم صرف ان ذہنوں کے لیے جو کسی جانب داری کے بغیر صرف علمی مدد میں رہ کر اس سلسلہ کو سمجھنا چاہتے ہیں۔ یہ یہ حقیقت پیش کر رہے ہیں۔ بات کو دل میں اتارنا انہیں اللہ عزت کے ہاتھ میں ہے۔ وہ مستعان و علیہ التکلان۔

ہماری اس کوشش کا نایاں پہلو ہم کے عقیدہ ختم نبوت کا اصلی پہلو اور اساس کے

لے قبیح رسالت ص ۱۰۵

اس قطعی معنی دہ منہزم کا تاریخی تسلسل ہے۔ محمد حقیق یہ ہے کہ تا جہاد ختم نہت علی غلہ علیہ السلام کی امت نے اپنی چون و چلا تادیخ میں منیدہ ختم نہت کو کس معنی دہ منہزم میں قبول کیا ہے۔ بلکہ نظر کے طور پر ہم ان وجوہ کو نظر انداز نہیں کر سکتے جن کے باعث اس بعد میں یہ چہرہ سر سال کا متفق علیہ منیدہ نہت ہے حدی سے اختلافی بنا دیا گیا۔



ختم نہت میں اختلاف پیدا کرنے کے عوامل

یہ بات تو کچھ دیر بعد کھلے گی کہ اس سیاسی تحریکات میں ختم نہت کا مسئلہ کیسے زیر مشق آ گیا۔ پہلے قدم پر انگریز حکومت کی کوشش تھی کہ مسلمانوں کے جنبہ جہاد کو کلام دی ہلنے انگریز حکومت مسلمان کے جنبہ جہاد کی ایک جھجک، ۱۸۵۷ء میں دیکھ چکے تھے۔ مطلب یہ تھا چاہتے تھے کہ اس اختلافی دینی جذبہ کو ہندوستان میں ہمیشہ کے لیے ختم کر دیا جائے اور یہ چونکہ ایک دینی عمل ہے اسے منسوخ کرنا بھی ختم کیا جائے۔

۱۸۵۷ء کی تحریک میں انگریزوں کو اپنے مفاد مدلل اور باجیل کا پُر مار پُر ملازم ہر چاہتا تھا۔ انگریزوں میں ہر مصلحتیہ احمد کے علاوہ مرزا غلام فرخ نے انگریزوں کی بہت مدد کی تھی اس میں انگریزوں نے قادیان سے سپاہیں گھونٹے مع سندھ کے گورنر کے تھے۔ تحریک ختم نہت ہونے پر انگریزوں نے قادیان پر آمین کی نظر رکھی اس میں سید احمد کے مدد کے بغیر مرزا غلام احمد میلان میں آگئے۔ انگریزوں نے ۱۸۶۸ء میں مصلحتیہ احمد کو دیرینہ بنا رکھی اور مصلحتیہ احمد نے میں سال بعد ایک صحت میں مصلحتیہ احمد کو کھات کا اعلان کر دیا۔

انگریزوں کو اس اعلان سے مدد ہونا چاہیے تھا کہ یہ کلن ہے جسے صحت میں کی جگہ کھڑا کر دیا گیا ہے مگر ایسا نہ ہوا۔ وہ اس اعلان کے پس پردہ ایک جڑاؤ کا غلبہ دیکھ رہے تھے۔ انگریزوں کا مسلمانوں کے جنبہ جہاد کے خوف پہاؤ توڑ قدم تھا۔ وہ ہاں چکے تھے کہ اسوی اشیات کی مدد سے

حکم جہاد کو روکا جاسکتا ہے۔



مسلمانوں کے جذبہ جہاد کی روک تھام

مرزا غلام احمد قادیانی نے :-

- ① پہلے انگریزوں کو قزاقی حکم اعلیٰ الاسر حکم کی اطاعت میں داخل کیا۔ ان کی اطاعت کو فرض کیا اور ان کی مخالفت کو حرام کہا۔
- ② پھر ان کے احسانات یا انکار انہیں مسین سے ٹیکی کہلے کی قہین کی۔
- ③ پھر انہیں مسلم ممالک کے مسلمان محکوموں کے مقابلہ میں دھوکہ دہی کی بہترین غفلت قرار دیا۔
- ④ پھر جہاد کو دجے خدا کی طرف سے الہام ہر کے انگریزوں کی اطاعت کو خدا کی حکم کہا۔
- ⑤ اور پھر اسلام کے مسند جہاد کے فہم پڑے پڑنے کے محال لیے ادا سے ایک بدترین عمل قرار دیا۔



مسیح کی آمد پر جہاد کا اختتام

اسی قیامت میں مسند جہاد اتار دیا جائے گا کہ اسے ختم کر لے لی گئی صریح تفسیر آتی تھی۔
 اس صحت میں عیسیٰ مسیح کا نازل ہوا قیامت میں سے ہے اور جس کی آمد پر کفر کی صفت لپیٹ
 دی جائے گی۔ یہود و نصاریٰ دونوں تو میں صحت مسیح پر صحیح طور پر ایمان لے آئیں گی اور مسلمان ہر جہاں
 گئی اور دوسری بھی کوئی کافر قوم باقی نہ رہے گی۔ اب ان حالات کے آثار میں بیضی اللہوب کی
 خبر موجود تھی۔ وہ ایک اس وقت جہاد کی ضرورت باقی نہ رہے گی۔ کیوں کہ اس کا موضوع کفر و
 اس کے لیے خدا و صحت کی منزل میں جا چکے ہوں گے۔



مسیح نامہری کا انتظار نہ کرنے کا پروگرام

خدا فی الصبی الامانی پر درگاہ کے مانت نہیں ہوتے اس لیے نمبر یہ بھی کہ اس وقت کوئی احمد شخص مسیح ابن مریم کے نام سے کفر کیا جائے اور جن آیات اور احادیث میں حضرت عیسیٰ بن مریم کے قریب قیامت میں آنے کی خبر دی گئی ہے ان کا مصداق اسے قرار دیا جائے اور وہ مثیل مسیح کے نام سے جلوہ گر ہو۔ اس یکہم کے لیے خود ہی تھا کہ پہلے اہل عیسیٰ ابن مریم کو ملا جائے تاکہ کسی کا اختیار باقی نہ رہے اور اس وقت کے جلوہ اکھٹم اس مثیل مسیح پر منتقل کرنے میں کوئی رکاوٹ نہ آتی رہے۔

لے مہذا ماسب کے اس موضوع پر ایشادین کی کتاب تھنڈ گلاؤں کے ضمیمہ میں موجود ہیں جن کا خود دیس ہے ۔

کہوں بھولتے ہو تم رفع الحرب کی خبر کیا یہ نہیں سنائی میں دیکھو تو کھل کر

لڑا چکے ہیں نہ کوئی مصلحت

ب۔ اگلی مسیح جو دین کا نام ہے دین کی تمام جگہوں کا اب اہتمام ہے

لوگوں کو یہ بتاؤ کہ مفت میسج ہے اب جنگ اور جہاد حرام اور قبیح ہے

(ضرب تختہ گزشتہ صفحہ)

نہ میں نے ہرگز یہ دعویٰ نہیں کیا کہ میں مسیح ابن مریم ہوں..... بلکہ میری خدمت یا ائمہ سال سے جاری

یہ نشانے ہم دے کر میں پیش ہوں۔ (انٹراڈام ص ۹۲) اے مجھے دم فرست جہاد دہیرو مرزا صاحب

خود کہتے ہیں، اور باد رکھو اس موسم میں جو جہاد کا سلسلہ ہے میری نگاہ میں اس سے بدتر اسلحہ کبھی نام

کرنے والا اہد کوئی مسترد نہیں۔ (تبلیغ رسالت جلد ۱۰ ص ۳۴)

مثیل مسیح بننے کے لیے اس وقت حضرت مرزا غلام احمد تیار ہوا اور کوئی شخص آتا ہوا اور وہ
 کہنے کے لیے تیار نہ تھا قرعہ فال اب اسی کے نام آیا لیکن اس میں پھر مرزا غلام احمد کے سامنے
 ایک شکل تھی وہ یہ کہ اس کا کرکٹر اس طرح کا صاف نہ تھا کہ اسے ایک نبی الٰہی کی جگہ میں کیا جاسکے
 — اس میں مرزا غلام احمد اپنے کو تو کچھ اور چنانہ کر سکے۔ انہوں نے فیصلہ کیا کہ حضرت عیسیٰ بن مریم
 کا کرکٹر اس قدر گھٹا نہ بتوایا جائے کہ لوگوں کے لیے پھر مرزا غلام احمد کو مثیل مسیح ماننا زیادہ
 مشکل نہ ہے۔



حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کرکٹر پر حملے

مرزا غلام احمد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کرکٹر اور چال چلن کو اس انداز میں پیش کیا کہ اس میں مثیل ہونے
 کے معنی کا لائق چال چلن اور کردار اس اصل مسیح سے کچھ زیادہ دُور نظر نہ آئے گا۔ ان ہر صیات
 کے ماتحت پہلے صفات مسیح کا سہوار کرنا۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کرکٹر چال چلن اور
 شرافت پر غلط انداز یا حملے اس سلسلہ کی ایک کڑی تھی بعد پھر مثیل مسیح کے آنے کا اعلان تھا اور پھر
 وفات مسیح کا عقیدہ ان کا سرکڑی دعوئی تھا۔



وفات مسیح سے مثیل مسیح کو اس اہمیت میں لانے کا انتظام

اس کے بعد مرزا غلام احمد کا دعوئے کہ میں مثیل مسیح ہوں کھل کر سامنے آگیا اور مرزا غلام احمد
 نے اس میں اتنی ہمت کی کہ حضرت عیسیٰ پر بھی اپنی اہمیت کا اعلان کیا
 ایک منہمک صوبہ بشارات آدم عیسیٰ کیا است تا نبیہ پاہ منبرم
 اور اس نے بر ملا کہا۔

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑ دو اس سے بہتر غلام احمد ہے

○ اس تحریک میں لفظ نبی اللہ کی پہلی آمد

جب سرزاغلام احمد نے اپنے تئیں مسیح موعود ٹھہرایا اور کہا کہ میں مسیح ابن مریم نے آنا تھا وہ میں ہی ہوں۔ تو پھر سوال اٹھا کہ مسیح ابن مریم کے لیے چوتھو نبی اللہ کے الفاظ بھی آتے ہیں مگر ان کی یہ برکت نافذ نہ ہوگی۔ اس لیے اس میں مسیح کو نبی اللہ قرار دینا بھی ضروری ہے اس کا موضوع چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کی نبوت یافتہ کوئی شخصیت نہ تھی کہ اس کی آمد ثانی پر مسند ختم نبوت زیر بحث نہ آئے اور اس کا موضوع ایک بعد کا پیدائشہ شخص بنا۔ اس لیے ختم نبوت کے مسند میں بھی ترمیم کی ضرورت پیش ہوئی۔

○ عقیدہ ختم نبوت میں ترمیم کا آغاز

مسیح ابن مریم کا آمد ثانی ناموسی عقیدہ ختم نبوت کے منافی نہ تھی، اس لیے کہ وہ خود بھی نبوت سے پہلے کی نبوت یافتہ ہیں اور آمد ثانی پر بھی وہ خود کی نبوت کو منسوخ نہ کریں گے بلکہ ماتحت ہو کر رہیں گے مگر چونکہ بعض بزرگان اسلام کی ایسی جاہلیت موجود تھیں جو کسی پہلے کے نبوت یافتہ انسان کے ظہور ثانی پر آنحضرت کے ماتحت رہنے پر دلالت کر رہی تھیں اور اس میں تشریف نبوت کا عنصر کی تمام برکت سے کوئی تضاد نہیں ہوتا تھا۔ اس لیے فن علماء کے دوسرے پہلو کا ناجائز سہارا لے کر منہ انھیں احمد کے دعوے نبوت کو کچھ قوت دی گئی۔ اور اسلام کے عقیدہ ختم نبوت کی ترمیم کے لیے یہ راہ پیدا ہو کر لی گئی۔

لیکن اصل مسیح ابن مریم صرف مبنی علیہ السلام نہ جیسے ایک سلطنت کا حکمران جب کسی دوسری سلطنت میں جاتا ہے تو وہ سب سلطنت نہیں ہوتا بلکہ ہر تادمہ حکمران ہی ہے لیکن اس کی حکومت وہاں نافذ نہیں ہوتی تہ کہ وہ قوت کو منسوخ نہ کرے بلکہ شریعت محمدیہ کے تابع ہو کر رہے۔

ہرگز کسی پُتلے نبی کے ماتحت برکر آنے کی بجائے نئے ماتحت نبی کا پیدا ہونا جائز قرار دیا جائے
پیغمبر ختم نبوت کے منبر و اقدار میں بہت شکوک تھا۔



ان تمام مسائل کے طے کرنے کا مقصد جہاد کی حرمت اور انگریزی حکومت کا استحکام
تھا۔ وفات مسیح۔ مثیل مسیح۔ ابلانے نبوت۔ اور ماتحت نبی۔ یہ محض راستے کے نشین
تھے۔ اصل منزل اپنی جگہ ملاحج کا استحکام ہی تھا اور اس کی انگریز حکومت کو ضرورت تھی۔ جہاد کی
حرمت محض مسئلہ کے بیان کے لیے نہ تھی۔ بلکہ اس میں نیت انگریزی حکومت کی ضرورت
تھی۔



نئی نبوت پر پُرانی نبوتوں کے دلائل

جب اس اتحادی حقیقہ ختم نبوت کی اسلامی حقیقہ ختم نبوت سے محو ہوئی تو مرزا غلام احمد
نے اسے ایک خاص قسم کی حقیقت قرار دیا۔ اور اسے ایک نئی اصطلاح کہا یہ کہ باکریں کچلے نہیں
کے منہ پر اس وقت کا ایک نبی ہوں۔ قادیانی حضرت کی انتہائی بے بسی اور بے ہمارگی ہے
کہ اس ختم نبوت زیر بحث آنے پر وہ اپنی آیات کا سہارا لیتے ہیں جن میں کسی سلبتہ وقت کے نہیں
نہ مرزا غلام احمد خود لکھتا ہے :-

- جن گروہنت کی اطلاع اور خدمت گزاری کی نیت سے ہم نے کئی کتابیں مختلف جہاد
اور گروہنت کی اطلاع میں لکھ کر دنیا میں شائع کیں اور کافر و غیر اپنے ہام رکھ لئے۔
(تبیخ رسالت جلد ۱۰ ص ۳۸)

نہ ولسکل ان بصطلاح و تہ حقیقت الہی (ص ۳۸) یہ املوق مجاز اور استعارہ کے طور پر ہے۔

(دارالمن جلد ۲ ص ۴۴)

کے لئے کہ خبر قرآن کریم میں بطور حکایت ذکر فرمائی گئی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے کہ یہ سچے نہیں کی نسبت
حق نواز تشریف بر فرماہ غیر تشریف اس میں سے اندر منہم کہ جب مرزا غلام احمد بھی آنحضرت علیہ السلام
پر ختم سمجھتے تھے اور ان کی نسبت کہ ایک نئی اصطلاح تو دیتے تھے تو مرزا کی مبینہ پر لازم تھا کہ مرزا
صاحب کے دھن کے مطابق اس نئی قسم کی نسبت پر کوئی ایک آیت پیش کئے۔ جس میں یہ
مورد ذکر ہوئے۔

○ آنحضرت علیہ السلام کے بعد کے لیے کسی نئے نبی کے پیا ہونے یا بعثت ہونے کی

مذمتوں یا جہاد ادا یا نہایت کھد سل منکھ دیخون علیک بابائی۔ (پہلا عرف آیت ۲۵) یہ
ایک عالم اور ارجح کا خطاب قرآن پاک میں ذکر کیا گیا ہے مگر اس سے مرزا کی حضرت اجنہ کی نسبت پر استدلال
کیں گے تو کیا اس سے تشریف نہایت المستقل غیر تشریف نسبت ہر دو کے حدود سے بھی کھلے نظر نہ
آئیں گے، اور انداز ہے کہ قادیانیوں کے قول کے مطابق مرزا غلام احمد خود بھی ایسی ہر نسبت کو حضرت
علیہ السلام کے دہم پر ختم فرماتا ہے۔ قادیانیوں کو سر چنا چلیجے کہ اس قول اور بے اصل استدلال سے
سوائے ایک مخالف کے انہیں کیا فائدہ حاصل ہوا۔ اسی طرح آیت من یصلح اللہ و صلہ ... سے
ماحت اند غیر تشریف نسبت کا استدلال بھی غلط ہے کہ خود دوسرے پیغمبر کی طاعت اور پیروی سے
جو نسبت ضروری نہیں کہ وہ غیر تشریف ہی ہو۔ مرزا صاحب کے قول کے مطابق حضرت یحییٰ علیہ السلام
کو جبروت حضرت مرزا علیہ السلام کی پیروی سے ملی تھی۔ ملاحظہ حضرت یحییٰ علیہ السلام تشریف پہنچتے اور
صاحب کتب بھی تھے مرزا صاحب خود لکھتے ہیں۔

ایک بنفہ خدا کا یعنی نام جس کو مہربانی میں اس سے کہتے ہیں جس میں کہ وہ علیہ السلام کہ پیروی
کے خدا کا شریک بنا اور مرتبہ نبوت پایا۔ (چتر مسیحی ص ۱۴)

اس سے یہ بھی پتہ چلا کہ ان لوگوں کے ہاں نہایت ایک کبی فعل ہے۔ ملاحظہ نسبت ایک مرتبہ
وہی ہے جو خدا تعالیٰ کا اپنا ہی اصطلاح و اجتہاد ہے جس میں ہنسے کی اپنی محنت کا کوئی دخل نہیں
اللہ اعلم حیث یصل رسالہ۔ قرآن پاک کی خاطر ہے۔

کی خبر برتی، کیونکہ بحث مطلق نبوت میں نہیں — نبوت بعد از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے گو وہ کسی مدعی کی ہو۔

○ اس میں صرف حیرت شرعی نبوت کے اجراء کا بیان ہوتا اور شرعی نبوت کے اجراء کا اس میں احتمال تک نہ پایا جاتا، کیونکہ نبوت کی اس قسم کے ختم ہونے کے مزدانی بتوں پر خدا قائل ہیں۔ یہ وہ آیت خود حق کے اندر گرہیں کیوں ہیں۔

○ اس میں مطلق حیرت شرعی نبوت کا بیان بھی نہ ہو بلکہ وہ حیرت شرعی نبوت نقلی یا الٹا کسی حیثیت میں نہ کہ ہر کیونکہ مستقل حیرت شرعی نبوت کے اجراء کے مزدانی خود بھی قائل نہیں سوائے ایسی دلیل کیوں کہ جس میں جو بھی ایک ہر ہو۔

تحقیق کا لطف تب ہے کہ قادیانی حضرات ان تین شرائط کے مطابق مرزا ظلام احمد کا نبوت کا ثبوت پیش کریں مگر احقر کہ یہ حضرت اپنے دعوے کے مطابق قرآن پاک کی ایک آیت یا ایک صریح حدیث بھی آج تک پیش نہیں کئے جس میں ان تین شرائط کے مطابق مرزا صاحب کی کسی مسئلہ نبوت باقی ہونے کا کوئی لدنی ثبوت موجود ہو۔

ملا۔ اسلام کہ چاہیے کہ جن آیات میں تحریف کہتے ہوئے قادیانی مبلغ اجوائے نبوت کا استدلال کریں ان کے اصلی تحقیقی اور تفسیری جوابات دیکھئے پہلے مرزا کی مسخین سے یہ مطالبہ کریں کہ وہ اپنے دعوے کے اجراء کے نبوت کی یہ تینوں شرطیں ان آیات میں سے کسی ایک میں ہی دکھلا دیں۔ جب ان کے خود دعوے اور دلیل میں ہی مطابقت نہیں اور وہ پوری تحریف کہتے ہوئے بھی کسی آیت سے اجراء کے نبوت ان تین شرطوں کے ساتھ نہیں دکھا سکتے۔ تو اسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شانیں ختم نبوت کا زندہ اجاز سمجھنا چاہیے کہ قرآن و سنت میں تحریف والوں کی مدد چھنے کے باوجود مرزا بشیر الدین محمود سے لے کر قادیانی سلسلے کے ہر مبلغ تک تمام اکابر و اصناف مرزا ظلام احمد کے اس خاص دعوے کے ثبوت پر اسی قسم کی خاص دلیل پیش کرنے سے عاجز ہیں اور انشاء اللہ مرزا غیث الدین محمد صاحب مزمل بھی۔

نئی نبوت کے دعویداروں کا ایک نیا دوسرا

مولا نعیم احمد جمعہ کی اس نئی تشریح سے مدعی الہادیں اڑا بگڑا سے اپنے اس فتوہ بہت پر کتب و رسائل سے کئی دلیل بذیل کی۔ دو بجے کو چلے کا سہلا مشہور شل ہے آئینہ بگڑا نہیں کا یہ تنکا بھی لستے سے ہلاتے ہیں۔

ان دعویداروں کا حرام کو مخالف دینے کا یہ ایک عجیب استدلال کیا چکے جب بوجھ مذکور رحمت ہے کہ یہ بند کیوں ہو گئی ہم کہتے ہیں کہ اگر غیر تشریف بہت خدا کی رحمت ہے تو تشریف بہت بھی ہو کر کئی رحمت نہیں آخر وہ کیا بند ہو گئی۔ حالانکہ اس رحمت کے بند ہونے کے تو ہم خود بھی قائل ہو کر کیوں کہ مرثیائی مسبین کے پاس ایسے چند علمی مخالفوں کے سوا کئی علمی اور شہر میں دلیل مرہد نہیں ہے۔

قادریانوں کے ترکش کا آخری تیر

سلسلے کے بندگان اسلام کی چند عبارات ہیں جن میں زولہ میسلی علیہ السلام کے پیش نظر پہلے نبی کی آمد کو اس سلسلے کے ساتھ کہ وہ حضرت علی علیہ السلام کی رحمت منورہ ذکر ہے اور شریعت محمدیہ کے تابع ہو کر ہے۔ ۲۔ اخلاص علی علیہ السلام و سلم کی مہم نبوت کے خلاف قرار نہیں دیا گیا ان عبارات میں تبادل و تفریق کے اندر صاف کہتے ہوئے مرثیائی مسبین انہیں حضرت علی علیہ السلام و سلم کے بعد نئے نبی کے پیدا ہونے کی دلیل بناتے ہیں اور اسے حضرت علی علیہ السلام کی مہم نبوت نہایت کے خلاف نہیں سمجھتے مگر یہ لوگ ان عبارات میں سے آج تک ایک ایسا جھوٹا نہیں پیش کر سکے جس میں۔

○ حضرت علی مرتضیٰ کے بعد کسی غیر تشریف نبی کے اس امت محمدیہ میں پیدا ہونے کی

مرحمت مرہد ہو

○ اس میں بعض اجلانے نبوت (جیسے چمے خلاب) یا بعض کمالت نبوت طے کا بیان نہ کر سکا۔ بعض علماء امت کے منصب نبوت پانے کی نظر پر جیسا کہ شیخ اکبر محمد الدین ابن عربی اور حضرت امام ربانی محمد دلائل ثنائی کی بعض عبارت میں اس امت میں مبشرت پانے والے یا بعض کمال انجمنت ملا ہر سولے کی خبر پر موجود ہیں۔

○ اس نیکو طبع تشریفی جہت کے ۲ مخطوطات علی الشریعہ و علی التعمیدت دہلوی سے متصادم نہ ہونے کی صراحت یہ یہ مذہب کہ اس کے سابق میں تو ختم جہت مرتبی کا ذکر ہوا اور اسے کسی نئے طبع تشریفی نبی کی جہت سے چیز متصادم کہا گیا ہو اور اسے اس طرح سے پیش کیا جائے کہ کسی نئے طبع تشریفی جو کہ جہت حضور کی ختم دہلوی کے منافی نہیں ہے حضرت مولانا محمد قاسم کی بات ختم جہت مرتبی کے سابق میں کہی گئی ہے جسے قادیانی خیانت کے طعن پر ختم جہت دہلوی بنا کر پیش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مولانا کہتے ہیں کہ اگر حضور کے بعد کسی نبی پیدا ہو تو اس سے آپ کی ختم جہت دہلوی میں کوئی فرق نہ آئے گا (استغفر اللہ) یہاں ختم جہت دہلوی کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ بات بدل کر لوگوں کو مضاد دینا یہی تو راہ و عمل

ہے جتنا نکلتا، رکھ لی جہالت سے ثابت ہوتے ہیں مشابہت سے نہیں کو ختم نبوت مرتبی کی بات ختم ہوتے، زمانی پر لگاؤ امدادی پر کفر و اسلام کے خالص قلم کر رہے تھے نتیجہ صحت کے لیے یہ چار باتیں واضح طور پر ذکر کی ہیں۔

○ اس نئی تشریح نبوت کے اخفوت علیٰ طریقہ و ملک کی ختم نبوت نہائی سے متصادم نہ ہونے کی صحت بھی موجود ہے۔

ابن ہادی شریک کے ساتھ آج تک مراد لی مسلمین اجماع نبوت کے ثبوت میں ایک جہاز بھی اپنے دعوئی کے مطابق چنی نہیں سکے۔ پس اصول ہمارے ذمہ مرزائیوں کے کسی استدلال کا جواب نہ تھا۔ کیونکہ دمی اپنے دعوے کی کریم صحت میں پیش نہ کر کے اداس کے پاس اپنے دعوے کے مطابق ایک بھی دلیل موجود نہ ہو تو دعا علیہ کے ذمہ کوئی جواب نہیں ہوتا تاہم فائدہ عام امداد تمام جہت کے لیے چند مختصر دلائل نہایت جامع مانع افغان میں ہیہ قارئین ہیں۔ امداد ان استدلالت کا پسند طرہ نامہ پر دیکھ دیا گیا ہے جن کے سہارے یہ مرزائی لوگ بھلے بھالے عام مسلمانوں کی متابع ایمان پر حملہ آمد ہوتے۔

وما ارید الا اصلاح و ما توفیق الیہ اللہ علیہ توفیق و اللہ اعلم

نامناسب نہ ہو گا کہ ہم مسند ختم نبوت پر بحث کرنے سے پہلے کہ مرزا غلام احمد کا بھی تعریف کر دیں جو اس حد میں اس مسئلے کو نکالنے کا باعث بنا۔

مرزا غلام احمد قادیانی

مرزا غلام احمد اپنے تعارف ولادت قریب ۱۸۴۸ء میں پیدا ہوئے۔
 میرا نام غلام احمد میرے والد کا نام غلام احمد اور
 پر داد کا نام گل محمد تھا..... میری پیدائش ۱۸۴۸ء یا ۱۸۴۹ء میں سکھوں کے
 احمدی وقت میں ہوئی اور میں ۱۸۵۷ء میں سولہ برس کا یا ستر برس میں تھا
 اور ابھی ریش و برص کا آغاز نہ ہوا تھا..... میری عمر تقریباً پچیس یا پچھیس
 برس کی ہوئی جب حضرت والد صاحب کا انتقال ہوا..... میری زندگی قریب
 قریب چالیس برس کے زیر سایہ والد بزرگوار کے گزری۔

اس عبارت میں مرزا صاحب نے اپنا سن پیدائش احتیاطاً دو سالوں میں دائر رکھا ہے
 ۱۸۴۸ء یا ۱۸۴۹ء کی طرح تواریخ پیدائش پوری قیمن سے محفوظ رکھنے کا مدعا ہے
 یہ انداز کب تک ہوتا ہے؟ جب بیان کرنے والا محتاط ہو کر بات کہہ رہا ہو پھر آگے منظر
 نے اپنی عمر کا حصہ بھی ذکر کیا ہے جب یہ اپنے آپ کو سنچال کر لکھیں میں داخل ہوتا ہے
 اس عمر میں چار یا پانچ سال کم یا زیادہ ہونے کا کوئی شبہ یا احتمال باقی نہیں رہتا چار یا پانچ ماہ کا فرق
 محسوس نہ ہونے پائے۔ اور بات ہے لیکن چار یا پانچ سال۔ یہ ایک مدت دقیق ہے جس کے
 اس وقت خطاطی کی گنجائش نہیں ہوتی جب نہیں پچھٹنے کے قریب ہوں مرزا صاحب نے
 اپنے ذکر میں پیدائش کی توثیق میں اپنی عمر ۱۱۸۵۷ء میں سولہ یا ستر سال کی ذکر کیا ہے اس سے
 یہی سمجھ میں آتا ہے کہ مرزا صاحب کی تاریخ پیدائش واقعی ۱۸۴۸ء یا ۱۸۴۹ء میں ہوئی اور سولہ سال
 بعد چار قلم اس خطاطی میں دیکھتے کہ آپ کی عمر سولہ سال ہے یا اکیس سال۔ نہ اس عمر میں عمر

ملک کتب البربر ص ۱۳۲

کے بارے میں کسی کتا نا بڑا معاملہ ہو سکتا ہے اگر مرزا صاحب اپنا ایک سبب پیدائش لکھتے اور پھر مدت العمر اس کا کہیں ذکر نہ ہوتا تو ساتھ یا بائیس سال بعد ہلکے ٹمک یہ بات چل سکتی تھی کہ عمر بائیس سال ہے یا پچاس سال لیکن سولہ سترہ سال کی عمر میں اپنے بچے بین کردہ سال پیدائش کی تصدیق آئینہ کے ہر تفاوت اور احتمال کو ختم کر دیتی ہے پھر والد صاحب کے انتقال کے وقت پھر اپنی عمر بتانا بتاتا ہے کہ آپ کا ابتدائی بتایا سن پیدائش ہرگز غلط نہ تھا۔

مرزا صاحب کے سال پیدائش میں ترمیم کرنے کی ضرورت

مرزا صاحب کی وفات ۱۹۰۸ء میں ہوئی، مرزا صاحب بتا چکے تھے کہ اندرون الہام الہی ان کی عمر ۸۶ یا ۸۷ سال کے امین ہوگی مرزا صاحب کی عمر بوقت وفات ۶۸ سال کی تھی اس ناگہانی وفات سے ان کے اپنی عمر کے بارے میں مادر سے الہامات غلط ہو گئے یہ سبب تھا جس کے باعث قادیانوں کو مرزا صاحب کے سال پیدائش میں ترمیم کرنے کی ضرورت پیش ہوئی کیوں کہ سال وفات میں وہ قلعہ کوئی ترمیم نہ کر سکتے تھے یہ تاریخ ہر خاص و عام کے سامنے واضح تھی — انہوں نے پھر آپ کا سن پیدائش ۱۹۲۵ء مقرر کیا تاکہ آپ کی عمر ۶۲، یا ۶۳، یا ۶۴ سال تک لے جانی جا سکے اور ۱۸۵۵ء میں جن کی عمر میں آپ کی بانی جے مرزا صاحب سولہ سترہ برس بتا رہے ہیں جب ان کے ابھی غار محض آئی تھی۔

⑤ خاندان کے لحاظ سے مرزا غلام احمد قوم منغل برلاس سے تھے منغل بنو خاندان میں سے نہیں ہے مرزا غلام احمد کو اپنے آپ کو بنو خاندان میں داخل کرنے کی خواہش تھی۔ مگر کچھ حدیث میں ہے:

لو کان لابیان عند الثیاب لئالہ رجال من غولاد (رجال بن خاندان اور

قال من ابناہ غولاد)

اے اس خاندان کا خاندان بنو خاندان ہے کوئی تذکرہ ہمارے خاندان میں نہیں دیکھا گیا کہ وہ بنی خاندان

کا خاندان تھا۔ (درمیں جلد ۱ ص ۱۷۰) ص ۱۷۰ ص ۱۷۱ ص ۱۷۲ ص ۱۷۳

ترجمہ اگر ایمان و باستاند ملے تک انھما پر تو بھی انبار فارس سے ایک شخص یا
 اشخاص وہاں سے اگلے آئیں گے
 مرزا غلام احمد چاہتا تھا کہ میں اس شہادت کا مصداق ٹھہروں۔ پچھلے علماء امام سیوطی و غیرہ
 اس شہادت کا مصداق امام ابوحنیفہؒ کو ٹھہرا چکے تھے مرزا کو اب ان سے بڑی اسناد کی ضرورت تھی۔
 اسے الہام ہوا کہ فضل ہاس بنز فادر میں سے ہیں اسد اس شہادت کا مصداق تو ہے
 مرزا غلام احمد کہتا ہے ۔
 میرے پاس فارسی ہونے کے لیے بیز الہام الہی اور کچھ ثبوت نہیں ملے
 اور پھر یہ بھی لکھتا ہے ۔
 کہ جو خانہاں کی حقیقت جیسی کہ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کسی کو ہرگز نہیں ملے

مرزا غلام احمد کے خاندان کا سرکاری تعارف

میرے والد مرزا غلام مرتضیٰ صاحب مبارک گدڑی میں کسی لشین تھے اور
 سرکار انگریزی کے ایسے خیر خواہ اور دل کے بہادر تھے کہ مضمودہ ۱۸۵۷ء
 میں سپاس گھٹنے اپنی گھر سے خرید کر پچاس جہاں جنگ جو بہم پہنچا کر اپنی
 عیالیت سے زیادہ گدڑ منت علیہ کر دی تھی ۔
 ان سپاس گھٹوں کا بلہ انگریزوں نے مرزا غلام مرتضیٰ کو یہ دیا کہ ان کے بیٹے مرزا غلام احمد
 کو ایک بے کام کے لیے چننا اور مرزا غلام احمد نے اپنے ملکہ سرکار برطانیہ کی اس خیر خواہی کو
 اسماعیلی استناد بننا ۔

میں تمام مسلمانوں میں اول درجے کا خیر خواہ گدڑ منت انگریزی کا ہوں کہہ چکا
 مجھے تین باقوں نے طر خواہی میں اول درجے کا بنا دیا ہے ۔ اول والد مرحوم

ملہ محمد کوثر علیہ السلام ابوعین مصدوم علیہ السلام محمد قیس علیہ السلام

کے اثر نے ۲۰۰۰ دوم اس گورنمنٹ مالیر کے محالوں نے ۲۰۰۰ تیسرے خاندانی
کے الہام نے:

مرزا غلام احمد کی مذہبی زندگی کا آغاز

مرزا صاحب ملک میں ایک مذہبی شخصیت کے طور پر ۱۸۸۰ء میں متعارف ہوئے۔ مذہبی
تعلیم انہوں نے بچوں پر خلیفہ فضل الہی، فضل احمد، علی علی شاہ، اساتذہ سے حاصل کی۔
۱۸۸۰ء میں انہوں نے پانچویں جہی تصنیف برہین احمدیہ شائع کی جس میں ان کا اومہ آریہ اور صیانت
کے اسوہ پر محلوں کا تذکرہ تھا۔ اس نسلے میں پشت و پانہ اور پادری خندہ مسلمانوں کو بہت پریشان
کسہ کرتے تھے پنجاب کے مسلمانوں نے مرزا غلام احمد سے بہت امیدیں باندھیں اور اسے براہین
احمدیہ کے لیے بہت چندہ دیا۔ مرزا غلام احمد کا دعویٰ تھا کہ وہ پچاس محلوں میں کس کتب کو مکمل
کریں گے۔ مگر اس کے مرزا صاحب نے فریادوں کو پانچ سے زیادہ سے نو سے کے اور اپنی
بریت میں کہا۔ پانچ اور پچاس میں صرف ایک مفر کا فرق ہے اور ظاہر ہے کہ مفر کی کوئی
قیمت نہیں ہوتی۔

مرزا کا ذہنی تجزیہ ایک مبصر کی نظر میں

مرزا غلام احمد کے بارے میں اس کے بیٹے بشیر احمد مولف سیرۃ المہدی نے یہ تاثر دیا ہے
کہ حضرت بہت بھولے بھولے اور سادہ تھے۔ دائیں اور بائیں جوتے میں امتیاز نہ کر سکتے تھے گرتے
کے لیکن نم لگانے کا سلیقہ نہ تھا ہر وقت نیم ٹھکر کا ہی حالت رہتی تھی۔ بات اس طرح تھیں۔ علم
گلان کا پختہ نہ تھا مگر وہ کے ذہین تھے۔ انہوں نے مسلمانوں کی اس بے چارگی میں جب مکتوبیں
اور میساجوں کے ہاتھوں پریشان تھے براہین احمدیہ لکھنے کا اعلان کر دیا۔ براہین احمدیہ میں مرزا غلام احمد

لے عاجزانہ خواست سعادت خدائی فرماؤں جلد ۱۸ ص ۲۹

نے مسلمانوں کے کسی بنیادی معجزہ سے تو اشد نفرت نہ کیا لیکن کہیں کہیں ہر ذی کرام کی طرح الہامات ولایت بیکھر دینے — مسلمانوں کو اپنے بنیادی عقیدہ میں کے تحفظ کی ضرورت تھی۔ اس لیے اس وقت انہوں نے مرزا غلام احمد کی باتوں کو لڑنے لیا کی پیر بعد جنگ الہامات کے مٹی بنے رہتے ہیں مرزا غلام احمد کی ان باتوں سے کیا فرق پڑتا ہے۔ اصل کام جاری رہے۔ ہمیں ان الہامات سے کیا غرض — مرزا غلام احمد نے ان الہامات میں کہیں کہیں فرقین کی آیات بھی لکھیں بن سے عام شخص یہی سمجھتا ہے کہ اگر یہ الہام حق ہے تو ان آیات پر کچھ محنت کرنے کی ضرورت ہے۔ مگر کہیں اللہ تعالیٰ نے محنت میں کچھ مخاطب کیا تو اس نے وہ آیات بھی اپنے الہامات میں لکھ دیں اور وہ بن میں یہی رکھا کہ یہی آیات میرے آئینہ مسیح بننے کی بنیاد ہوں گی۔

۱۸۸۰ء — ۱۸۸۱ء میں براہین احمدیہ کے چاروں حصے شائع ہو گئے اور ۸۸۹۱

تک مرزا کا اعلان یہ رہا :-

میں بن تمام ائمہ کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں اور جیسا کہ اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے ان سب باتوں کو مانا ہوں جو قرآن و حدیث کی زد سے مسلم بشریت میں اور تہذیب و تمدن و مملکت و مملکت و مملکت و مملکت کے بعد کسی دوسرے مٹی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافرا مانا ہوں۔ میرا عقیدہ ہے کہ وہی رسالت آدم علیہ السلام سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی ہے۔

① بارہ سال تک اپنے عزائم پر وہ میں رکھنا

۱۸۸۰ء اور ۱۸۸۱ء کی تحریکات میں اپنے مسیح بننے کی زمین ہموار کر لیا اور پھر ۸۹۱ء

میں یہاں ملایاں مرزا غلام احمد کی انتہائی ذہنی چالاک اور ہوشیار ٹھکنی کا پتہ دیتا ہے اور پھر اس کے

طہ اعلان ۲، اکتوبر ۸۹۱ء مندرجہ تبلیغ رسالت صفحہ ۲

اس اعلان میں ۔ ان سب باتوں کو ماننا ہمیں جو قرآن و حدیث کی رو سے مسلم الشیعت میں نہ کتنی گہرائی
پہنچی ہے۔ اے وہی سمجھ سکتا ہے جس نے مرزا غلام احمد کی آئندہ مذہبی قلوب بازیاں دیکھی ہیں۔

② مرزا غلام احمد کا آزاد علمی موقف

مرزا غلام احمد نے اپنے اس اعلان میں اپنے آپ کو قرآن و حدیث تک محدود نہ کیا۔ فقیر
قرآن میں اپنے آپ کو اصل فتویٰ پابندی سے پسرو کر لیا۔ ایسا کیوں؟ یہ اس لیے کہ ان دنوں
تفریک اہل حدیث تیزی سے چل رہی تھی۔ مولانا محمد حسین بناوی اس عنوان پر لوگوں کو نئے نئے
جمع کر رہے تھے۔ مرزا غلام احمد نے ملاقات کا اندازہ کرتے ہوئے معلوم کر لیا کہ میرے ساتھ زیادہ
وہی لوگ آئیں گے جو قرآن و حدیث کے اس آزاد عنوان کو اختیار کریں گے۔ اندھ لڑکی پر وہی کرنے
والے لوگوں میں بہت کم میرے ساتھ اُنھیں گے۔ مرزا غلام احمد نے اپنے وقت کے علماء میں ملانا
محمد حسین بناوی، مولوی محمد الدین بھیروی، مولوی عبدالکوکیم سیالکوٹی، ڈاکٹر عبدالحکیم شیاہی وغیرہم
سے بہت قریب کے تعلقات رکھے اور ان حضرات نے مرزا غلام احمد کی کتاب باہین احمدیہ کو
ہاتھوں ہاتھ لیا اور اس پر تحریضیں لکھیں اور اس کی بہت اشاعت کی۔ وہ یہ سمجھ نہ پائے کہ
مرزا غلام احمد نے اس کی تہ میں اپنے آئندہ پروگرام کے لیے کسی خطرناک سرنگیں بچھا دی ہیں۔ لاہور
کے ممتاز عالم دین شیخ الحدیث مولانا محمد اسحق ٹھٹھی لکھتے ہیں :-

ہر جماعت کا ایک مزاج ہے۔ جماعت اہل حدیث کا مزاج کچھ ایسا ہے کہ اس
سے حلقہ نہ کھنے والے لوگوں کے نزدیک عام و اظہار کی باتیں زیادہ مرغوب
ہیں۔ علمی اور گہری باتیں ان کے لیے بے اہم و اوقات پریشانی کا باعث بن جاتی
ہیں۔ ان کے نزدیک شاید الدین کیسر کا مطلب یہ ہے کہ ایسی بات کی جائے اور
کسی جانے کہ ذہن و فکر کو سہانے کی تکلیف دینا داشت کرنی پڑے بلکہ

لہ مہ سبحانی کی بی بی طبع دوم

③ دینی حلقوں کی پُرانی ملی پالیسی سے انحراف

اللہ نگ زیب عالمگیرؑ کی اسلامی فکر یہ تھی کہ لوگوں کو قرآن و حدیث میں اتنا دھن دھن نہ دیا جائے کہ وہ مسلمانان ہند زیادہ فرقہ پرست بن جائیں گے، انہیں اسی سلام کا پابند رکھا جائے جو پہلے ائمہ فقہ سے چلا آرہا ہے۔ مسلمانوں میں اگر کوئی ایسی چیز تو عمل کی ہے ملی پہلو سے مسلمانوں کا اپنی کسی باب میں تشنہ تکمیل نہیں رہا۔ انگریزوں نے اپنی رعایا کو آزاد خیالی کی راہ دکھائی یہاں تک کہ اس آزاد فکری میں مسلمانوں میں پُرانی ملی پالیسی کے خلاف انحراف کی لہر پڑنے لگی۔ یہ وہ دور تھا جب مرزا غلام احمد اپنے ذہن میں ایک نیا مذہب ترتیب دے رہے تھے اور انہوں نے براہین احمدیہ میں کچھ بنیاد بھی سمجھ کر رکھی تھی۔ اور قرآن و حدیث میں آزاد فکری کے لیے اجماع کی قیادت دلی تھی۔ چنانچہ اب تک اس کے پیروں کا عمل آٹھ تراویح، فاتحہ صغیر، اہتمام، فاتحہ بیخ پر ہاتھ پڑھنا، دم مقرر، طلاق، غنہ اور غنا، زبانہ فاتحہ، زبانہ میں اجماع کے طریقے پر چلا آرہا ہے۔

آزاد فکری پالیسی بنانے میں مرزا غلام احمد غنیمت کا ہر شید خدا مدد دلا۔ کتبچ میں لانا یہ کوئی نیا کام نہیں جسے ہر آدمی کر سکے، نہ اس کی ملی حیثیت کمزور تھی۔ اس لیے اس میں اسے حکیم نظایں سے مشورہ لینا پڑتا تھا کہ کن مادیوں کو ملا اور کن مانہیں۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ اپنے لیے ماہ وہ خود بناتا تھا اور اس باب میں وہ غیر معمولی طور پر ہر شید تھا۔

④ دوسروں کو اپنے پیچ میں لانے کی سکیم

ابتداء سے ہی مرزا غلام احمد کا منصوبہ تھا کہ علماء کس طرح اس کے پیچ میں پھنسیں یہ کہلاتی ہے خود اس کی ربانی سنیں۔

یہ ابھارات روبرو ملنے براہین احمدیہ میں درج کیے تھے مگر میری طرف سے

اس وقت ظاہر ہوتے جب کہ علماء مخالفت بر گئے تھے تو وہ ہنزدہ اقرض
 کرتے لیکن وہ ایسے موقع پر شائع کیے گئے جب کہ یہ علماء میرے موافق تھے
 یہی سبب ہے کہ باوجود اس قدر دشمنوں کے ان اہلالت پر انہوں نے اتراہن
 نہیں کیا کیونکہ وہ ایک دفعہ ان کو قبول کر چکے تھے اور سرچنے سے ظاہر ہو گا
 کہ میرے مسیح موعود ہونے کی بنیاد اپنی اہلالت سے پڑی ہے اور انہی
 میں ملنے میرے نام مسیح رکھا اور جو مسیح موعود کے حق میں اہستہ تھیں
 وہ میرے حق میں بیان کر دیں۔ اگر علماء کو فیر ہوئی کہ ان اہلالت سے تو اس
 شخص کا یسوع ہونا ثابت ہوتا ہے تو وہ کبھی ان کو قبول نہ کرتے یہ خدا کی
 قدرت ہے کہ انہوں نے قبول کر لیا اور یسوع میں پھنس گئے۔
 یہ دوسرے مل کو یسوع میں پھانسا کہ لوگوں کا کام ہوتا ہے۔ ہوشیار اور چالاک لوگوں کا یا
 سادہ اور بھلے بھلے لوگوں کا۔ یہ آپ خود فیصلہ کریں۔

⑤ دعوے شروع سے مرزا کے ذہن میں تھے

مرزا غلام احمد کے ذہن میں اس وقت صرف مسیح موعود بننے کی سکیم تھی یا اس کے ساتھ کچھ
 دوسری رسالت تک پہنچنے کی بھی آرزو تھی اس کے لیے آپ اپنی سے کچھ سن لیں:-
 میری دعوت کے شکات میں سے ایک رسالت، ایک دوسری رسالت، ایک دوسری
 موعود کا دعوے تھا۔

مگر باطلانِ انبیاء اور کشف و کرامت کے دعووں میں انہیں کس پریشانی کا اندیشہ نہ تھا۔
 :ابنِ حمید میں مسیح موعود بننے کی بنیادیں بچھا دی گئیں۔ اس دعوے سے آگے دوسری کا دعوے اور
 اس سے آگے چھوڑ رسالت کا دعوے یہ ترتیب مرزا صاحب کے ذہن میں شروع سے تھی جیسا کہ

نہ در بین صدمہ! نہ ضرورتی مہ!

نزت بھی ان کا غری منزل تھی۔ مندرجہ ذیل عبارت میں غلط بھی بہت معنی خیز ہے اور بتاتا ہے کہ ان کا بہت کا قدم بہت اگے تھا۔

تو پر اس قدر بھی اُمید نہ تھی کہ وہ اس سر کو تسلیم کر سکیں کہ وہ بعد نماز نزت وحی غیر تشریفی کا سلسلہ متعلق نہیں ہوا اور قیامت تک باقی ہے۔

یہ اُمید ہونا یا نہ ہونا کب کی بات ہے؟ وحی غیر تشریفی دوسرے سے پہلے یا وحی غیر تشریفی پھر کسی منزل کی اُمیدیں واقعہ سے پہلے ہوتی ہیں، منزل میں آکر نہیں۔ مذکورہ عبارت بتا رہی ہے کہ یہ اس دعوئی نے بہت پہلے کی بات ہے۔ ناظرین کرم: سادش اور کسے کہتے ہیں اس طرح کی بات کو پہلے سے سچا۔ خوب حیرتِ تعبیر سے پہلے دیکھا جاتا ہے۔

⑥ ایک خفیہ خط و کتابت کا پتہ بھی چل گیا

حکیم نورالدین نے مشرورہ دیا تھا کہ مثیل مسیح کا دعویٰ تو کریں لیکن حسینی بن مریم کے دمشق میں اترنے کی حدیث سے تعرض نہ کریں۔ مرزا غلام احمد نے اسے نہ مانا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ صرف مثیل مسیح بننے سے وہ ضرورت پوری نہیں ہوتی جس کے لیے وہ یہ رسائی کا دعویٰ کر رہا ہے وہ بات (یعنی وصیت جہاد) تو بھی پوری ہو سکتی ہے کہ مثیل مسیح ہونے کے دعوے کے ساتھ یہ بات بھی ہو کہ دمشق حدیث کا مصداق میں ہی ہوں۔ ورنہ صرف مثیل بننے سے وہ حاجت پوری کیسے ہو گی؟ — دیکھئے مرزا غلام احمد کتنا تیز دماغ ہے کہ جہاں حکیم نورالدین کی نظر پہنچ سکی یہ وہیں ہیشیانہ بنادیا تھا۔ مرزا صاحب نے اپنے ایک خط میں حکیم نورالدین کو لکھا۔ جو کچھ انھوں نے تحریر فرمایا ہے کہ اگر دمشق حدیث کے مصداق کو غلطیہ چھوڑ کر الگ مثیل مسیح کا دعوے ظاہر کیا جائے تو اس میں کیا حرج ہے؟ درحقیقت اس عاجز کو مثیل مسیح بننے کی حاجت نہیں ہے۔

لے ضرور اکتی ۲۵ لے مکتوبات احمدیہ جلد ۵ ص ۲۵۷

یہ ہیں اس طرح مشورے کرنا کہ ناکن لوگوں کا کام ہوتا ہے، جو خدا کے بھیجے ہوئے ہیں
یا ان لوگوں کا جو خود کو نبی حکیم بنا رہے ہیں، فیصلہ ہم آپ پر چھوڑتے ہیں۔

علاء کو بیچ میں پھنسانے کی خوشی عارضی مکملی

مناظروں کو یاد رہے اس واقعہ پر تو بہت شاداں و اندازوں سے کہ علماء سے براہین احمدیہ
پر ریور کھیلایا اور انہیں بیچ بیچ میں پھنسا لیا لیکن کیا حقیقت نہیں کہ اس بیچ میں پھنسنے پر
سب اٹھ گئے۔ حکیم لکھنوی سب سے بڑے ڈانڈے کو وہاں جا لے گئے جس میں خود شریک مل گئے
اور مولوی عبدالحکیم سیالکوٹی بخیر تھے اور مرزا غلام احمد سے وابستگی سے پہلے ان کا علاء کے
کسی ملحقے سے تعلق بھی نہ تھا۔ پھر کچھ ایسے علماء بھی تھے جو گراؤ نہ سکے لیکن کچھ چھوٹے
اور وہ قادیان سے لاہور چلے آئے یہ مولوی محمد علی تھے۔ لاہور پہنچنے پر جو انہوں نے نیا پیٹ
قلم بنایا اس میں وہ اپنے قادیانیوں کی مدد کی بہت سی باتیں چھڑ گئے۔ مگر انہوں نے منظر غلام
سے علیحدگی کا اقرار نہ کیا لیکن قادیانیوں نے مسند ختم نبوت میں جو پیٹ فارم ہوا اس کی اس
دہریہ نگاہ نے کھل کر مخالفت کی۔

علاء اس میں سے جو منظر غلام احمد کو بیچ میں لے کر آیا اور براہین احمدیہ پر ریور کھلے
ان میں مولانا محمد حسین بنوری سرفہرست ہیں لیکن کیا حقیقت نہیں کہ وہ اس بیچ سے پھر کھلے طور پر
بھٹکے اور نہ صرف بھٹکے بلکہ قرآن و حدیث کے اصول و مسائل سے جو نہ ہی آزادی حاصل، البتہ مدینہ
میں پھیل رہی تھی کہہ سکتے ہیں کہ یہ حق نہ تھا لگائی اور اس کی اطلاع کی بھی کہ جس کی حق کی یہ
مولوی کو ملے اور غلام احمد کی پڑی ترکیب کو قریب سے دیکھنے کا تجربہ تھا۔

الحدیث مولانا محمد حسین کا ایمان افروز انتخابہ

پچیس برس کے تجربے ہم کو یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ جو لوگ بے علمی کے ساتھ مجتہد
 مطلق یا مطلق تقلید کے تدک بن جاتے ہیں وہ اکثر اسلام کو سلام کر بیٹھتے ہیں بلکہ
 گمراہ اہل بدعت میں جو بے علم یا کم علم ہوں کہ ترک تقلید کے مدعی ہیں وہ ان نتائج سے
 نہیں۔ اس گمراہ کے عوام ازلا اور خود مختار ہوتے رہا ہے۔
 ہندوستان میں ترک تقلید کا تجربہ پچیس سال میں ناکام ہو گیا اور اس کے نتیجے میں قادیانی
 اور پھلانگ پھریں بڑے ندے اٹھیں۔

مولانا محمد حسین کی جماعت میں منزلت

مولانا محمد حسین بناری کی جماعت میں بہت قدر منزلت تھی۔ آپ نے ہی جماعت کے
 لیے حکومت سے اہل بیت نام منظور کیا یا تھا۔ پنجاب میں اشاعت اسلام آپ کا جماعتی آرگن تھا۔ مولانا
 کی مرزا غلام احمد سے علمی لگاؤ اور باہمین احمد کی حمایت سے ماہی پندی جماعت اہل بدعت کے لیے
 بہت خوش آئند واقع ہوئی اور بہت سے لوگ جو علماء اہل بدعت کے مرزا غلام احمد کے قریب پہنچنے
 کے باعث مرزا صاحب کے قریب ہو گئے تھے پیچھے رہ گئے۔

پنجاب میں علماء نے دیر بند کے ہم خیال اور ترسلیں کلمہ کہ لکھنا تھا۔ یہ حضرت غلام
 احمد کی مرزا غلام احمد کے خلاف رہے۔ ان کے ذریعہ پنجاب کے دینی حالات کی خبریں دیر بند پہنچتی
 رہتی۔ دیر بند میں اس وقت شیخ الہند مولانا محمد الحسن کا دور تھا۔

مرزا غلام احمد کی دعوت جب دیر بند پہنچی تو غلام احمد نے وہاں ایک علمی مباحثے کا اہتمام
 کیا اور اہل اسلام کی طرف سے دیر بند کی طرف رجوع کیا۔ حضرت شیخ الہند حالات کے مدد پر
 گہری عقلی نظر رکھتے تھے۔ آپ نے اپنے شاگردوں میں سے مولانا ثناء اللہ امرتسری کو وہاں بھیجا۔
 ان کی سیاسی سوچ یہ تھی کہ قرآن و حدیث کی تشریح و تفسیر میں متنبی اتنا دخیالی پیسے کی اتنی ہی

اشاعت اسلام جلد ۱۸۸۸ء طبع

قادیانیوں کو قوت ملے گی۔ سو اس کی دینی حکمت یہ ہے کہ جماعت اہل حدیث کو ان کے خلاف اُٹھا دو۔ آپ کی یہ پیش بینی درست نکلی اور مولانا ثناء اللہ صاحب مرحوم نے پھر ساری عمر اس فتوے کے خلاف لگا دی۔ بلکہ اپنے قریبی دوست حضرت مولانا محمد ابراہیم میر کو بھی اس ٹیپٹ فارم پر لکھوا دیا۔

قادیانیت کے دو بڑے مولانا محمد حسین بنالوی کا مرزا غلام احمد کے مخالف ہو جانا اور ان کے شاگرد مولانا ثناء اللہ امرتسری اور مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی کا اس درجہ ان کے خلاف اُٹھ کھڑا ہونا گویا ضد ہو گئی ہو۔ اس سے قادیانیت کو بڑا دھچکا لگا۔ پنجاب کے سجادہ نشینوں میں جناب پیر مہر علی شاہ صاحب گوڑوی قادیانیت پر برق سوزاں بن کر گرے۔ علماء لدھیانہ میں حضرت مولانا عبدالعزیز احمد لگے بٹھے اور مرزا غلام احمد پر کھل کر کفر کا فتوے دیا۔ یہ قادیانیوں پر پہلا فتویٰ کفر تھا جس کی پھر دیوبند نے بھی تصدیق کر دی۔

مرزا غلام احمد کی اپنے بیچ میں ناکامی

اس پس منظر میں ہم مرزا غلام احمد سے پوچھنے کا حق رکھتے ہیں کہ تم جو کہتے ہو کہ علماء کو میں نے اپنے بیچ میں بچاؤ لیا۔ اب تم ہی کہو کہ جو بچنے تھے وہ کامیابی سے اُڑے یا نہیں؟ ڈاکٹر عبدالحکیم بیالوی کی مرزا غلام احمد سے ملحقگی کیا اس بیچ کی پوری ناکامی نہیں جو تم نے لگایا تھا پھر مولانا محمد حسین بنالوی اس بیچ سے نکلے یا نہیں؟

اب تم ہی کہو کس کی صدا دل کی صدا ہے

علماء اہل حدیث پر مٹر پر ویز کا طعن

اس دور کے قریب حضرت مولانا عبد الجبار غزنوی نے اثبات الالہام والبعیہ لکھی۔ قادیانی فسطوح پر اسے اپنی حمایت میں پیش کرتے ہیں کہ آنحضرت عبد الہام اور مکالمہ الہیہ کا سلسلہ جاری ہے ہم کہتے ہیں یہ کتاب اتنا فی طرد پر اس دور میں لکھی گئی۔ اس سے مرزا غلام احمد کی کوئی تائید مقصود نہ تھی۔

یہ ایہام شریر و بیک کا قائم کیا پہلے ہے۔ وہ لکھتا ہے۔

ختم نبوت کے بعد خدا سے مسئلہ اور مخاطبہ کا کوئی ثبوت قرآن سے نہیں ملتا۔
 نہ ہی اس میں کشف والہام کا کوئی ذکر ہے۔ لہذا مرزا صاحب کا یہ دعویٰ رضا
 سے مسئلہ کا، قرآن کے خلاف اور ختم نبوت کے منافی ہے بات یہیں ختم ہو
 جاتی لیکن ان سے بحث کرنے والے ملا کشف والہام اور مخاطبہ و مسئلہ
 خداوندی کے خدا قائل تھے وہ ان کے دعویٰ کی تردید کیے کہ کتنے تھے۔

مخاطبہ اور مسئلہ الہیہ ہرگز ختم نبوت کے منافی نہیں۔ کوئی غلط طور پر ایہام کا دعویٰ ہو تو
 یہ اور بات ہے لیکن حضرت کے بعد خدا سے مسئلہ الہیہ کا شرف کوئی ایسی چیز نہیں جو کتاب سنت
 کے خلاف ہو۔ ہاں یہ ضروری ہو گا کہ اسے کسی وجہ میں حجت شرعی نہ سمجھا جائے دین مکمل ہو چکا
 اور خدا کی حجت تمام ہو چکی۔

ان انہیات سے اس وقت خوف یہ بتونا مقصود ہے کہ مرزا غلام احمد نے کس ہر شیدی
 سے ملا کہ اس بیچ میں پہلانے کی کوشش کی ہے اور وہ ذہنی طور پر کس وجہ کا ذہن اور ہوشیار
 تھا یہ مفید بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا کراسی پر لٹھا دیا اور ملا۔ اس بیچ سے نکل گئے
 ولا یبقی المکذوبین الا بالملہ۔

مرزا غلام احمد کی کلے علم کی مشقتیں

مرزا غلام احمد کا گونا گونا سہد کے ایک دیندار گھولنے سے تھا اس کے والد کوگز نہ کے دہلی
 میں کرسی قاضی تھی ظاہر ہے کہ اس سید کے لوگ خلا سے شست اور شانہ ہوتے ہیں۔ ان سے وہ جو
 ہوں مگر وہ اپنا ظہری کہہ سکا تو قاضی رکھتے ہیں مرزا غلام احمد کے بدلے میں ترقع ہوئی چاہیے
 کہ وہ باخلاق اور گندہ زبان نہ ہو۔ لیکن جب ہم اس کی اس قسم کی تحریکات دیکھتے ہیں جنہیں
 ملے ختم نبوت اور تحریک احمدیت ملے۔

پھر کہ شہزادہ خاص گھن گھس کرے میں امد کھنے مالے سے بکمال نفرت بنو ہوں تو فرزا خیال میں آتا ہے کہ اس خادم کا ہر کس قدر گنتی کیوں امد انتہائی پیچھے مدجے کے دو گن کا یہ انداز محکم کیوں ۹۔

ماقم احراف اسی خیال میں آلم تھا کہ مجھے کابل کے ایک پرانے مال نے بتایا کہ کالے ملم کے مالوں کے لیے گنہ رہنا امد گنتی میں رہنا نرمی تھا ہے شیعانی جنت انہیں بعض غیب کی خبریں اسی صحت میں دیجی ہیں کہ یہ ظاہری یا اعتقادی گنتی میں گھرے بیٹھے ہوں۔
مرزا فہم احمد کی سحریت کا یہ گنہ اندازہ ملاحظہ فرمائیں۔

یعنی ایک شخص جو قدم کا چہرہ یعنی بھٹکی ہے امد ایک گاؤں کے شریفیہ کلاٹوں کی تیس پانچ سال سے یہ خدمت کرتا ہے کہ دو وقت ان کے گھروں کی گنتی نامیوں کو صاف کر لے آتا ہے امد ان کے پاخانوں کی نہایت اٹھاتا ہے امد ایک دو دفعہ چھری میں بھی پکڑا گیا ہے امد چند دفعہ زنا میں بھی گرفتار ہو کر اس کی رسوائی ہو چکی ہے امد چند سال جیل میں بھی رہ چکا ہے امد چند دفعہ ایسے بے کاسوں پر گاؤں کے بزرگواروں نے اس کے جھٹے بھی مارے ہیں امد اس کی ماں اور دادیاں امد نانیاں ہمیشہ سے ایسے ہی بھس کام میں مشغول رہی ہیں امد سب شرکار کھاتے اور گرہ اٹھاتے ہیں۔ اب خدا تعالیٰ کی قدرت پر خیال کر کے ممکن نہ ہے کہ وہ اپنے کاموں سے تائب ہو کر مسلمان ہو جائے امد پھر یہ بھی ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ کا ایسا فضل اس پر ہو کہ وہ دراصل اور سچی بھی ہو جائے۔

پھر ایک اور بزرگ کھتے ہیں۔

صوفیوں کی تہذیب دیکھی جاتی ہے کہ وہ دماصل جو ٹیڑھوں میں سے ہوں یا

لہ تر یا قاتل کو بڑا مہمانہ مہمان صاحب تہذیب کی اس لیے نہایت کھتے ہیں کہ انہیں یہ ہے سب سے گنتی کی دینا۔

چلادوں میں سے یا شفا ان میں کوئی ذات کا کفر ہو جس نے اپنے پیشے سے توبہ
 کی ہو یا ان قوموں میں سے جو جو اسلام میں مدد سہری قوموں کے خادمہ ہند
 نچی قومیں بھی جاتی ہیں جیسے جام، بوجی، تیلی، ذدم، ہراسی ستے، ضلانی، جوڑے
 کنبڑے، تنہلی، دھوبلی، بھوڑے، بھڑ بھڑے، نانانی، دجیرو یا شفا ایسا شخص
 ہو کہ اس کی ولادت میں ہی شک ہو کہ آیا حلال کا ہے وہم کا۔

ایسی گندی زبان نہیں نقل کرتے ہمارے بھی بہت گھن آرہی ہے مگر مجبور ہیں اللہ
 مرزا صاحب بھی مجبور تھے کہ پھر اس گندگی کے کالے ملک کی مشقیں جاری نہ رہ سکتی تھیں

ایک سوال اور اس کا جواب

مرزا غلام احمد کہ جب علم تھا کہ اس نے مشیل مسیح ہمنے کا دعویٰ کیا ہے اور لوگ اس سے
 اعلیٰ اخلاق و نیت کی توقع رکھیں گے تو اس نے اپنے آپ کو محض شعبہ بازی کی خاطر اس مشلی
 علم میں کیوں گھبرے رکھا کیا اسے اندیشہ نہ تھا کہ لوگ اس کی اس بدذاتی پہاٹلی بھائیں گے،
 جواب: اہل مدظلہم احمد کہ اس بھجن کا سامنا کر لے لی تھوکتی لیکن اسے حل کرنے کے لیے
 اس نے اپنی زبان کی اصلاح کی بجائے منہ مسیح پر بدذاتی کا الزام کھینے بندوں لگا دیا۔ یہ
 اس لیے کہ لوگ جب بھے بدذاتی کرتے دیکھیں تو وہ کہیں کہ جب پہو مسیح بدذاتی تھا تو اب اگر
 اس کا پیش بدذاتی کہے تو یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔

حضرت عیسیٰ کے خلاف غلط الزامات

مرزا غلام احمد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں لکھتا ہے۔

ہاں آپ کو گالیاں دیجئے اور بدذاتی کی اکثر عادات تھیں۔ اعلیٰ انسانی باتیں

نہ تریانی انتہاب م

خدا جانتا تھا اپنے نفس کو بند بات سے روک نہیں سکتے تھے۔ عمر میرے نزدیک
 آپ کی یہ حرکات جانے افسوس نہیں کیونکہ آپ تو گلاباں دیتے تھے اور
 یہودی ہاتھ سے کسر نکال لیا کرتے تھے۔

یہاں تلا میرے نزدیک خود طلب ہے۔ یہ بتواتا ہے کہ مرزا صاحب یہ جلدت اپنے خیمے
 کے طود پر نقل کر رہے ہیں مگر یہ جلدت محض اڑائی طود پر ہو تو پھر کوئی شخص اس کی تفسیر یہ کہہ کر نہیں
 کرنا کہ میرے نزدیک یہ ہیں ہے۔

مرزا صاحب نے اس سے ایک حوامی تاثر دینا تھا مرا انہوں نے دے لیا اب اگر کوئی
 شخص مرزا صاحب کو دس ہزار دفعہ لعنت لکھتا بھی دیکھے تو وہ کہے گا کہ غافین کر اس طرح
 طویل و طویل گالیاں دینا کوئی ایسی بات نہیں جو میرا کن جو۔ پیسے بنگ بھی ایسا کیا کرتے تھے۔
 چنانچہ مرزا صاحب نے کہا۔ دیکھو کیا حضرت عیسیٰؑ ہر باقی ذکر کرتے تھے عیسیٰؑ یقیناً بیا کرتے تھے
 اسلام میں میرے طے شدہ ہے کہ پیغمبر کی تعین تک نہ ہو پھر میری ہر مرزا اظہار احمد نے محنت میں میرا اسلام کی
 ترجمین کی ہے اور یہ اس کے کفر کی ایک مستقل وجہ ہے اس کا دعویٰ نبوت اپنی ہر ایک وجہ کفر جو ہے اپنے جو
 نبوت سے پیشتر محنت میں میرا اسلام کہہ کر مذہب ثابت کرنے ہے پڑ کا فر ہو چکا تھا اسیہ کہہ کر کہ میرے
 نزدیک ایسا ہوا اس نے دے اپنا حقیقہ کہا ہے۔ یہ کوئی ازادی بات نہ تھی۔

پھر اس ترتیب کام پر بھی غمہ کریں۔ اس میں محنت میں میرا اسلام کو پہل کر لے کا حجم
 ٹھہرا ہے۔ یہودیوں کی کا دعویٰ محض جو لب کے طود پر تھی۔
 مرزا اظہار احمد لکھتا ہے۔۔

آپ تو گلاباں دیتے تھے اور یہودی ہاتھ سے کسر نکال لیا کرتے تھے۔ (متفقہ شمس)
 پھر اپنے کفر کا اقرار یوں کرتا ہے۔۔

میرا یہی مذہب ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی مدد کے خلاف وہابیوں کا میرے نزدیک کفر ہے۔

نامناسب نہ ہو گا کہ اگر ہم یہاں چند وہ باتیں بھی درج کر دیں جو مستحب انبیاء کا موجب ہیں اور ان کا ترک کثرت سے نہیں ہوتا۔

مرزا غلام احمد کو کسی نے مشورہ دیا کہ آپ کو ذیابیطس کی جلدی ہے، ایفرن استعمال کریں یہ اس مرض میں مفید ہوتی ہے۔ مرزا صاحب نے کہا :-

آپ نے بڑی مہربانی کی کہ مجددی فرمائی، لیکن میں ڈرنا ہوں کہ لوگ غلط فہمی سے کہیں کہ پہلا مسیح تو شرابی تھا اور دوسرا ایفرنی ہے۔

حضرت مسیح پر شراب نوشی کا الزام

پیش نظر ہے کہ مرزا غلام احمد یہ بات مبانیوں کو نہیں کہہ رہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام شراب پیچے تھے یہ اپنے مامیوں کو کہہ رہے ہیں جو اسی مسیح سے محد ملتے ہیں۔ سر نہ بھگاتے کہ یہ بات مبانیوں کو بطور الزام کہی گئی ہے۔ مرزا صاحب نے کتاب نہیم دھوت ان کے نفوت لکھی تھی، مسیح کو اس ماحول اور ان لوگوں میں جو شراب سے نفرت کرنے میں شرابی کہنا یقیناً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تہمین ہے اور یہیں یہ بات بھی نہیں چل سکتی کہ اس شریعت میں شراب حرام نہ تھی، سوال اس ماحول کا ہے جہاں لوگ شراب کو حرام سمجھتے ہیں، امدان کے ذہن میں یہ بات غالب رہتی ہے کہ شریف لوگ شراب نہیں پیتے، اس میں کسی کو شرابی کہنا یقیناً اسے گالی دینے کے مترادف ہے۔ مرزا غلام احمد نے واقعی حضرت عیسیٰ کو گالی دی ہے۔

مرزا صاحب جو کچھ مثیل مسیح ہونے کے متعلق تھے، اس لیے انہیں ایفرنی اور شرابی ہونے میں تضاد محسوس ہوتا تھا۔ وہ چاہتے تھے کہ میں شرابی ہوں، ایفرنی نہ بنوں، مگر میرے مثیل مسیح ہونے کے دعوے پر کوئی اعتراض نہ کر سکے۔

اس میں مرزا صاحب نے اپنی شراب نوشی پر پردہ ڈالنے کے لیے حضرت مسیح پر

نہ نہیم دھوت ۱۷۱

جی تھوں میں شرابی ہونے کا انکار کیا اور یہ عرض اس لیے کہ اپنے لیے شراب دشمنی کی راہ ہموار کریں۔
 مرزا جیرالدین محمد نے منہ بے منہ کوٹہ شیخ نجی منہ گندہ اسپہ کی عدالت میں مئی ۱۹۲۵ء
 کو بیان دیا تھا کہ واقعی اس کے والد نے ٹانگ دائن پی۔ اے۔ اس کا یہ اقوال فرداؤن کے گرگن انٹرنل
 میں ۱۹۲۵ء کو چھاپے ہوئے ہیں۔

اس وقت مرزا قوام احمد کی یہ بات زیر بحث نہیں کہ وہ شرابی کیوں تھے ہم یہاں صرف
 یہ بتا رہے ہیں کہ اس نے صوفی مصلیٰ علیہ السلام کی تہذیب کو یہ اعلان میں مسحت کی ہے اور اسلام
 میں یہ اسی طرح کفر ہے جس طرح حیدر ختم نبوت کا انکار یا اس کے اس مصلیٰ کا انکار جو انتہا پروردہ سر
 سال سے مولوی علی آرہی ہے۔

قادیانوں کا یہ کہنا غلط ہے کہ مرزا صاحب نے یہ باقی صوف میا تیروں کو بھڑکانے کے
 لیے کہیں ملان کا اپنا مقصد بدھ تھا۔ انہیں چاہیے کہ منہ بے منہ عدالت میں لے کر میرے نزدیک
 پر حقد کریں۔

میرے نزدیک یہ شراب سے پرہیز رکھنے والا نہیں تھا۔
 پھر کیا کبھی اراچی جہالت میں اس قسم کے دلائل بھی برپے ہیں جو مشاہدات پر مبنی ہوں،
 کچھ تو سوچیں۔

یہ سب کے سب لوگوں کو حق قد شراب نے نشان پہنایا ہے اس کا سبب یہ تھا کہ
 صوفی علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے شاید کسی بیلگی کی وجہ سے یا پانی عادت
 تھے۔

کسی کے بارے میں ہماری کی وجہ سے شراب پینے کا اگر کوئی احتمال ہو سکتا تھا۔ تو دیکھئے
 ملا صاحب نے کس غیر حق سے فخر کیا یا اے تو شاید کہا اور پانی عادت میں کوئی قید نہ تھی۔
 مرزا خوں کی جی ہمت کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلے گا کہ اس کے بغیر حق پر بھی کوئی فخر کریں۔

۱۔ عزیر ملا صاحب ۲۰۰۹ء دیوانہ ریجنل جہالت کے کتب خانے نور مٹ ماسٹر

مرزا غلام احمد قادیانی اپنے ہفتی موقوف کے آئینہ میں

مرزا غلام احمد کے قریب کے دوست سب آزا و خیال تھے۔ مروی جہدِ محکوم سبیا کھڑی
 بھری تھا احمد حکیم نور الدین الحمدیث تھا۔ سند بہ ذیل اہمال کی مدد شنی میں آپ خود دیکھ لیں کہ مرزا
 غلام احمد کا لفظی مسک کیا تھا۔ اگر یہ غیر متعلقہ نہ ہوتا تو مرزا غلام احمد حسین بناری اس کے گلوہ جہنے کا
 آواز ترک تعلق سے نہ کرتے۔

کچھ عرصے ایک خاص طبقہ تعصب اور جہالت کی رد میں بہہ کر یہ شرانگیز شوشہ پھیل گیا
 ہے کہ مرزا غلام احمد جہتِ مذہب نہیں بلکہ حنفی المسک تھا۔ اس پر کئی ضخیم کتابیں شائع کی گئی ہیں کہ عوام کو غلط
 تاثر دیا جا رہا ہے۔ ملاحظہ اس کا غیر متعلقہ ہونا اتنا ہی واضح اور یقینی ہے جتنا اس کے کفر اور تعلقہ
 ذیل میں قادیانی کی معتبر کتب سے مرزا احمد نور الدین کے چند اہمال اور فتاویٰ مدعی کیے جاتے
 ہیں۔ بالخصوص خود نویس کر لیں کہ ان اہمال و اقوال والا شخص کون ہو سکتا ہے۔ حنفی یا غیر متعلقہ؟ ویسے
 بھی ان کی عبادت گاہوں میں جا کر دیکھا جائے تو یہ کیسے اہلِ مذہب نظر آئیں گے۔

① جناب مرزا صاحب نمازیں دہ تھ سینہ پر بلند تھے تھے۔

(دیکھئے فتاویٰ احمدیہ جلد ۱۵ و ۱۶ حقیقتِ غلام احمد)

② مستحق امام کے چپے لازماً سجدہ فائز پڑھیں یہ فرض ہے۔

(فتاویٰ احمدیہ جلد ۱۵، ۱۶، ۱۷ حقیقتِ غلام احمد)

③ ہمارے لیے احمدیہ سے پہلے چند آدمی سے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنا، رفیع الدین کرنا۔

④ چھوٹی پر مسج کرنا جائز ہے۔ (فتاویٰ احمدیہ جلد ۱۵، ۱۶) سنی جواہر پر مسج کرنا جائز ہے۔

⑤ ننانکے حالت میں بس آیاتِ قرآنی کا جواب دینا۔

ملہ فتوے احمدیہ جلد ۱۵، ۱۶

- ① سجدہ سہو کے لیے سہم پھیرنے سے پہلے وہ سجدے کرے یا نہ
- ② صلیب نما میں ہل کر کٹنبی کھل دینے اور گھٹا ہاتھ لینے سے نما میں فرق نہیں آتا
- ③ جس کی سنت نبوہ جائز وہ فرضوں کے بعد پڑھے۔ ہلایا ہی دستہ ہے نہ
- ④ منسوب کی اذان کے بعد وہ سنت غیر ترکہ پڑھے۔ (حقیقت نماز ص ۵۹)
- ⑤ جماعت ثانیہ یا جمع جائز ہے۔ (فتاویٰ احمدیہ جلد ۱ ص ۱۱۱)
- ⑥ خاصۃ (نماز آدمی بھی امام کو سنانا کہہ سکتا ہے۔ (حقیقت نماز ص ۱۱۱)
- ⑦ بعد از فرض نماز کا نا بھوت ہے۔ (فتاویٰ احمدیہ جلد ۱ ص ۱۱۱)
- ⑧ جوتا سمیت نماز جائز ہے۔ (فتاویٰ احمدیہ جلد ۱ ص ۱۱۱)
- ⑨ نماز تادیع جمع وتر گیارہ رکعت ہے۔ (حقیقت نماز ص ۱۱۱)
- ⑩ تین وتر دو پر سہم پھیر کر تیسرا انگ پڑھے۔ (فتاویٰ احمدیہ جلد ۱ ص ۱۱۱)
- ⑪ نماز جمعہ کے لیے نہ معتدیل کی کوئی تعداد ثابت ہے اور نہ ہی مصر (شہر) کی شرط ثابت ہے۔ (فتاویٰ ص ۱۱۱، ص ۱۱۱)
- ⑫ جمعہ اور عصر جمع کیے جاسکتے ہیں۔ (حقیقت نماز ص ۱۱۱)
- ⑬ دورانِ خطبہ جمعہ دو رکعت تہنہ اکسود پڑھ لینی چاہیے۔ (حقیقت نماز ص ۱۱۱)
- ⑭ عیدین کی نماز میں ۱۲ مجلیزات ہیں۔
- ⑮ قرآنی تمام کلمات کی طرف سے صرف ایک۔ یہ چوتھوں میں جائز ہے جو ملا ہینہ ہو سکتی ہے۔ (حقیقت نماز ص ۱۱۱)
- ⑯ نماز جنازہ میں سترہ فاتحہ کا پڑھنا سترہ کے ساتھ سترہ بھی پڑھنا چاہیے۔
- ⑰ (حقیقت نماز ص ۱۱۱)
- ⑱ تائب نماز جنازہ جائز ہے جو متعدد غائبین کا جنازہ بھی ہو سکتا ہے۔ (حقیقت نماز ص ۱۱۱)

لے حقیقت نماز ص ۱۱۱ سے ایضاً ص ۱۱۱ سے ایضاً ص ۱۱۱

(۲۳) سنا کی گئی وہ مقرر نہیں۔ (قادی جلد ۱ صفحہ ۱۱۱) حقیقت نماز میں (مذاہب صاحب المصالح)
میل پر بھی حشر کر لیتے تھے۔

(۲۴) مجلس واحد میں دی گئی تین ملاقیں ایک ہی ہرمل گئی۔

(قادی احمدیہ صفحات ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶)

(۲۵) رکوع سجدہ تشبہ۔ قیام اور مبر میں اپنی اپنی زبان میں دعائیں مانگنا چاہتے تھے۔

(۲۶) مجبورہ جانے کی صورت میں ایک دینا یا سارے تین روپے کاغذ دے یا ایک صلح
فدائے۔

(حقیقت نماز اور بیعت علی تکب از نئی ایڈیٹر اخبار الحکم مطبوعہ ۱۹۰۰ء)
فرمائیے! کیا یہ اعمال و افعال غنی کے ہیں یا غیر متقد کے۔

۱۔ ایک مجلس میں دی گئی تین ملاقیں ہرمل ہرمل کے نزدیک چار ہی خند ہرمل کی صوف میں زور کے
الہیٹ اور قادیانی ان کے ایک ہرمل کے قتل میں نہ حقیقت نماز میں ۳۳ گویا یوں کے نزدیک نماز میں
دوسری زبان میں بھی دعائیں کی جاسکتی ہیں مذاہم احمد کے سر یہ ساری احمد نے ایک غلو کی نماز میں ہیں
میں غلو احمد بھی تھا دوسری رکعت میں رکوع کے بعد ملا صاحب کی ایک غلو کی نظم پڑھی۔ اے خدا!
مے چارہ آزاد با۔ دیکھتے ہی وہ الہی صوم ۱۱۱ امر لہی محمد بن اگرمی لکھتے ہیں۔ حتمی ایک مرتبہ
سب سے نماز ظہر پر پانچ رکعت پڑھا دی۔ آپ سے پوچھا گیا کیا غلا بڑھ گئی ہے؟ آپ نے کہا کیسے؟
انہوں نے کہا آپ نے پانچ رکعتیں پڑھائی ہیں اس پر آپ نے سہ کے دو سب سے کچھ دیکھتے شیخ محمدی
مذاہب ۱۱ اس سے پتہ چلا کہ جو شیخ کے ہیں اب بھی امام احمد متقبل کے کہہ میں انکے لئے خدا نہیں لکھی۔

نوٹ: ملا غلو احمد نے اپنے ان مسائل کو کسی اچھی دینی پستی نہیں بتوایا۔ اس سے پتہ چلتا
ہے کہ اس کا پیسے سے ہی سبب پیدا ہوا تھا۔ الہیٹ ہرمل سے پیسے وہ کہیں متقد ہرمل یا وہاں
۷۔ نئی صحت کی رٹہ میں بیٹے متقد ہو کر لگے۔

مرزا قلام اسحاق نئی تہمت

[illegible]

مفتی محمد رفیع -

۱۔ چاروں طرف سے گھیر کر مارا جائے گا۔
 ۲۔ ایک طرف سے مارا جائے گا۔
 ۳۔ دو طرف سے مارا جائے گا۔
 ۴۔ چاروں طرف سے گھیر کر مارا جائے گا۔
 ۵۔ ایک طرف سے مارا جائے گا۔
 ۶۔ دو طرف سے مارا جائے گا۔
 ۷۔ چاروں طرف سے گھیر کر مارا جائے گا۔
 ۸۔ ایک طرف سے مارا جائے گا۔
 ۹۔ دو طرف سے مارا جائے گا۔
 ۱۰۔ چاروں طرف سے گھیر کر مارا جائے گا۔

© نسبی

ہمارے افسانے ہر طبقہ کی اپنی اپنی غریبہ خوریا

في فضل من لا يملك

کرتے ہوئے تہ رنجہ تمام بہت پہلے سے پہلے نہیں گزرا جس نے پہلے اللہ و ملائی
کیسے ہیں اور پھر نبی بنا ہو۔

① مشتبہ نبی

پہلے کوئی ایسا نبی نہیں گزرا جس کے اسے میں اس کے پیرو اس سند پر وہ پاڑیوں میں
بٹ گئے ہوں کہ اس کا اصل دھوئے کیا ہے اور یہ کہ وہ نبی تھا یا نہیں۔

② غلام نبی

پہلے نہیں میں کوئی ایسا نبی نہیں گزرا جس نے خدا کے نام پر کسی کافر کو موت کی مانتی کہ
ملا رحمت خیال کیا ہو اور اس کے احسانات سے اپنے کام کو آگے بڑھایا ہو اس کی نخل
حیات اپنی آسمانی کا اللہ الٰہی کی ہو۔

③ جھوٹا نبی

اب تک کوئی ایسا نبی نہیں گزرا جس کی وہ پیش گوئیاں جو اس نے اپنے دھوئی کے
صدق کے لیے بعد دلیل پیش کی ہیں اللہ بالہ ان پر تصدی کی ہو جیسی شکل ہوں اور پھر بھی
وہ اپنے دھوئے پر قائم ہے اور ان میں پیش گوئیاں پیش نہیں لگاتا جانتے۔

④ انگریزی نبی

اب تک کوئی ایسا نبی نہیں گزرا جو لوگوں کو گردن نش کے حکم سے اپنی بہت کے
نشان دکھائے۔ مجوزہ خدا کا فعل ہے اور خدا کسی گردن نش کے حکم کے ماتحت نہیں ہے۔ پھر
وہ ایک غیر مسلم گردن نش کے ماتحت کیسے ہو سکتا ہے۔

یہ وہ پانچ وجوہ ہیں جواب تک کسی پہلی بہت میں وہ وحی تشریح کے ساتھ ہو یا وہی
غیر تشریح کے ساتھ نہیں پہلے گئے۔ سرسوزا غلام احمد کی بہت باطل ایک جدیدی علم کی بہت
ہے جس کا پہلی جوتوں سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ بہت کی ایک باطل نبی نوع ہے جس کو بھی پہلے
پانی لگتی اور نہ کبھی آئینہ پانی جائے گی۔ مرنا صاحب کلا وحی تھا کہ اس بہت کے لیے ایک

میں ہی مخصوص کیا گیا ہوں۔

جب یہ نبوت ایک مجددی نوع کی ہوئی امداس نوع کا فرد بھی واقع میں ایک ہی ہوتو کیا یہ سہولت نہیں جس کا کوئی مصداق ملنے نہ ہو، جب یہ حدیث کسی حق نبوت کا ہے تو اس کے لیے پہلے نبیوں کی ہدایت کی آیات پڑھنا امداس کی ہدایت کو باقی امدادی فرد دنیا کا امدادی ہر دلیل میں کھلا تصادم نہیں، قادیانی مبلغین اگر مرزا صاحب کی نبوت کے لیے ان آیات سے استہلال نہ کرتے جن میں پہلے نبیر لکھا ہے، امدکی غیروہی گئی تو شاید ان کے پانے سامنے مولوی محمد علی لاہوری ان سے جواب نہ دے سکتے۔ وہ بار بار مرزا بشیر الدین محمود کو سمجھاتے رہے کہ جب ہم مرزا صاحب کے لیے ایک بالکل نئی نوع نبوت کے قائل ہیں تو پہلی نبوتوں سے وہ تشریحی ہوں یا غیر تشریحی کیوں مثالیں لائیں، وہ تمام نبوتیں جن کا قرآن ذکر کرتا ہے تشریحی ہوں یا غیر تشریحی حضرت خاتم النبیین پر ختم ہو چکی ہیں مگر انہوں نے ان کی نہ مالتی امد مرزا غلام احمد کو برابر نبی کہتا رہا۔

جہاں اس کا بھی انہوں نے سچا کہ مولوی محمد علی لاہوری مرزا غلام احمد کے لیے اس مجددی نوع نبوت کو جس کا ذکر قرآن میں کہیں نہ حدیث صحیح میں، پھر نبی ماختہ ہے۔ اور انہیں وکیل ہونے کے باوجود کبھی یہ خیال نہ آیا کہ قرآن پاک جس نے کوئی اصلی بات نبی کی کہنا یا نہ کہ کبھی ضرورت پڑ سکتی تھی نہیں چھٹی۔ انہوں نے نوع نبوت کا کیوں کہیں نہ ذکر نہیں کیا؟

اس سے زیادہ انہوں نے اس پہلے کہ قادیانی مبلغ جو مرزا غلام احمد کی اس نئی نبوت کو قرآن و حدیث میں کہیں دیکھ نہیں پائے امد مرزا غلام احمد کے ہر حدیث میں تردد و اشتباہ کا شکار ہیں۔ یہ بھی ایک گروہ بندی میں ہیں ہیں، انے ہند ہے جس مسلمان کو امد مغرب دینے کے لیے کچھ اس کے پہلے ہونے کے مسلمانوں کے بعض بڑے بزرگ بھی صرف ختم نبوت مرتبی کے قائل تھے نہ امد ممکن سمجھتے تھے کہ حضرت خاتم النبیین کے بعد بھی کوئی نبی پیدا ہو سکتا ہے (محلہ نشر)

عقیدۃ الآخرۃ فی معنی ختم النبوة

الحمد لله وسلام علی عباده الذین اصطفیٰ خصیصاً علی سید الرسل
وخاتم الانبیاء وعلیٰ آلہ الامتیار واصلیہ واصحابہ الاحفاد

اما بعد :

ختم نبوت کی اساسی حیثیت

ختم نبوت سے پہلے کچھ نبوت کے بارے میں جان لیجئے۔ اس سے ختم نبوت کو سمجھنے کے لیے بہت مدد ملے گی۔

- ① اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے (انسان) سے باتیں کرے جن میں تعلیم، ہمدردی، کافروں کی فتنوں میں جو
- ② وہ ان میں اس پر کوئی غصی، انور کھلے یا اسے کوئی نیا حکم بھی دے۔
- ③ اس کی ان باتوں کا ماننا دوسرے انسانوں کے لیے ضروری ہو اور وہ اس کے لیے دھرم کرے اللہ اُٹھے۔
- ④ اس کے اس دھرمی سے انسانوں کی تقسیم ہو۔ ماننے والے ایک طرف اللہ ماننے والے ایک طرف۔

نبوت کی تاثیر کیا ہے؟

یہاں ہر چیز کی کوئی ذکر کوئی تاثیر ہے گلاب کی ایک تاثیر ہے۔ بتدریج کی ایک تاثیر ہے۔ نمک کی ایک تاثیر ہے کہ یہ بہ حیاتی سے مدد کرتی ہے۔ نبوت کی تاثیر کیسا ہے؟

جواب : نبوت اپنے ماننے والوں کو آخرت میں بہت کی ضمانت بخشتی ہے۔ نبی کی

پر وہی کئے والوں کی نجات ملنے ہی ہر جائے گی اور گنہگاروں کی کچھ سزا کے بعد تاجہم جبروت
کراخنہ کے لیے نجات مینتی ہے۔

سوال: نجات اپنے ملنے والے کو نجات کی صفات کب تک دیتی ہے صفات کی
آخری تاریخ کیا ہے؟

جواب: جب تک دور سزا نکلنے اس کے آنے پر یہ صفات اس دوسرے میں
منتقل ہو جاتی ہے جب اس پہلے جی کرانا تو ضروری ہو گا لیکن اس کے ملنے میں نجات کی صفات
نہ ہو گی۔ یہ صفات اب اگلے جی کی نجات میں ملے گی۔

سوال: یہیں صفات کچی بھی ہوتی ہے جو کچھ وقت کے لیے ہو اور کچی بھی ہوتی ہے جو
دائما رہے کسی جبروت کے تسلیم کرنے میں نجات کی کچی صفات بھی ہے؟

جواب: جس جبروت میں نجات کی صفات کچی ہو، دائما ہو، اگلے کسی کو منتقل نہ ہو وہ
ختم نہ ہوتا ہے۔ اس میں نہ کسی نئے جی کی آمد ہے نہ اس میں اس صفات کے کہیں آگے منتقل
ہونے کا شکا ہے نجات کی یہ کچی صفات صرف حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی جنت میں
ہے اور اس جنت کو تسلیم کرنا پہلی سب جبروتوں کی جامعیت ہے اس کامل کے آنے کے بعد کئی
اور نہیں جس کا اثبات کا دھڑے ہو، اس کا ماننا ضروری ہو اور آخرت میں نجات کی صفات اب
اس میں منتقل ہو جائے۔

آسمانی دفتر کا الہی فیصلہ

سر علم الہی میں متعدد ہر اک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی شخص کو جبروت نہ ملے گا۔
جو شخص جبروت کا دعویٰ کرے گا اس دعوے میں ضرور ہے کہ وہ خدا تعالیٰ
کی ہستی کا اقرار کرے اور نیز یہ بھی کہے کہ خدا تعالیٰ کی طاعت سے میرے پر وہی
نازل ہوتی ہے اور نیز خلق اللہ کو وہ کلام سنا دے جو اس پر اللہ تعالیٰ

کی طرف سے نازل ہوا ہے۔ ایک امت بناوے جو اس کو نبی سمجھتی ہو اور
اس کی کتاب کو کتاب اللہ مانتی ہو۔

دوسرے نبوت کے لیے ضروری نہیں کہ وہ کوئی نئی شریعت بھی لاتے محض
اتنی بات سے بھی جوت کا حق ہو جاتا ہے اور نبوت کی ضمانت اگلے
نبی میں منتقل ہو جاتی ہے ایسا نہ ہو تو ایک نئی جماعت بننے کی ضرورت نہیں
رہتی اور اس نبی کا ماننا لازم نہیں ٹھہرتا جب اس نے نئی جماعت بنائی
تو دوسرے سب نبوت کی ضمانت سے نکل گئے۔

کیا مسیح صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیروؤں کو یہودیہ سے الگ نہیں کیا
کیا وہ انبیاء جن کے سوا کچھ کا علم ہم تک پہنچا ہے اور ہمیں ان کے ساتھ
جماعتیں نظر آتی ہیں۔ انہوں نے اپنی جماعتوں کو غیر مل سے الگ نہیں کر دیا
ہر ایک شخص کو ماننا پڑے گا کہ بے شک کیا ہے پس اگر حضرت مرزا صاحب
نے بھی جو کہ نبی اور رسول ہیں اپنی جماعت کو منہاج نبوت کے مطابق غیر مل
سے الگ کر دیا تو حتیٰ الامکان کئی بات کہیں سہی کی ہوتی۔

میں اس وقت اس دعوئی (دعویٰ نبوت) کے صدق و کذب سے بحث نہیں ہم
یہاں مونیہ سمجھنا چاہتے ہیں کہ کسی نئے نبی کو ماننے سے (اس کا دعویٰ نئی شریعت کا ہر یا پلنی
شریعت کی بحالی، نبوت کی ضمانت خاتم النبیین کے ماننے میں نہیں رہتی اور یہ رسالت محمدی
کی کمالیت کے اس عقیدے کے خلاف ہے جو ہر مسلمان کے دل میں گہر چکے ہے۔ ضرورت کی رسالت
اتنی کامل و مکمل ہے کہ اب اسے ماننے سے نبوت میں نبوت کی ضمانت یقینی ہے اب اس
امت کے لیے اور کوئی نبوت نہیں رہے۔ نبوت کی ضمانت اب اور کسی میں منتقل ہوگی۔ قیامت اسی
امت پر آئے گی اس امت کے بعد اب کوئی امت نہیں۔

ختم نبوت کا عقیدہ اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ہے۔ منصف سے لے کر غفیل تک جس نے اسے بیان کیا اسے اسلام کے بنیادی عقائد میں ذکر کیا ہے اور اس کے منکر کو کافر قرار دیا ہے۔ اب یہ کہیے ہو سکتا ہے کہ ایک عقیدہ غرضاً تو بنیادی درجے میں ہو مگر معنی غیر واضح ہو اور اسے نئے اس کا کوئی قطعی مفہوم اور واضح حقیقت ذہن میں نہ آئے حقیقت یہ ہے کہ ختم نبوت کا عقیدہ جس طرح اپنے نبوت میں قطعی اور یقینی ہے اسی طرح اپنی دلالت میں بھی قطعی اور یقینی ہے ختم نبوت کا نام لے کر ہی ذہن میں یہ بات آجاتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی شخص پیدا نہ ہو گا جسے شریعت کی مدد سے نبی اللہ کہا جاسکے۔ پوری تیرہ صدیوں میں اس کے یہی معنی سمجھے گئے اور اس کے اس معنی و مفہوم سے کبھی کسی نے اختلاف نہیں کیا۔

چیز اس کے کہ ہم عقیدہ ختم نبوت کے اس تاریخی تسلسل اور اس کے قوائے قبول کیے گئے معنی و مفہوم پر غور کریں۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس کا معنی و مفہوم کتاب و سنت سے سائنس کے چلیں۔ قرآنی مرادوات اور پیغمبرانہ تعلیمات کی صحیح اور واضح ترین صورت وہی ہے جس نے تیرہ صدیوں کے تاریخی تسلسل میں بالاتفاق قبول کیا ہے۔

قرآن کریم اور ختم نبوت

قرآن کریم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کھلے الفاظ میں خاتم النبیین کہا گیا ہے اور اس میں سب سے قریب ایسے شواہد موجود ہیں جو حضور کے آخری نبی ہونے کی شہادت دیتے ہیں۔ قرآن کریم آخری حصہ میں مدد و قیامت کو کچھ ایسی تفصیل سے پیش کیا گیا ہے کہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کے بعد اب صرف قیامت ہے۔ حضور اور قیامت کے درمیان کوئی آسمانی بشت نہیں ہے۔

اس دوسرے کہ یہ کتاب طویل نہ ہو جائے ہم بطور تبرک معنی ختم نبوت پر قرآن کریم کی فر شہادتیں پیش کرتے ہیں۔ واللہ ولی ماں و بہنم الصالحات۔

معنی ختم نبوت پر قرآن کی پہلی شہادت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی زینہ املاؤ زعمہ حدیثی، جامی عرب میں غامضی رشتوں اور قبائلی محبت سے تحرکیں آگے بڑھتی تھیں۔ ذہن جاہلیت نے سمجھا کہ حضور رسالت مکی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تحریک اسامیہ نبی بنے گی۔ کیونکہ پیغمبر کا کوئی یمانہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ یہ ٹھیک ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن آپ اللہ کے رسول تو ہیں اور ظاہر ہے کہ رسول اپنی امت کا باپ ہر تہا ہے اور اس کی بیویاں امت کی مائیں ہیں۔ پس جس کی مدد غامضی املاؤ موجود ہو وہ آپ کی دعوت اور حریت کو لے کر آگے کیوں نہ بڑھے گی اور اسلام کا پردہ ہمیشہ کے لیے کیوں نہ پہلے لے گا؛ بلکہ آپ کی مدد غامضی املاؤ تو اس قدر ہے کہ کبھی ختم نہ ہوگی کیونکہ آپ ناقص انتہین ہیں اور قیامت تک اسے ملے انسان آپ کی شخص رسالت سے روشنی پائیں گے اور آپ کی مدد غامضی املاؤ ہوں گے۔ بھلا جس کی مدد غامضی املاؤ اتنی کثیر ہو اور برابر جلتی آئے اس کی تحریک اس کی وفات پر کیسے ختم ہو جائے گی۔ جس چراغ کو خدا مدد شرف رکھے اسے کوئی نہیں بجھا سکتا۔ قرآن کریم کہتا ہے۔

ماکان محمد اباً احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین

وکان اللہ بکل شیء علیہا۔

ترجمہ: وہ محمد تم میں سے کسی کوکے باپ نہیں لیکن آپ اللہ کے رسول ہیں اور ایک بڑی امت کے مدد غامضی باپ ہیں، اللہ میں سے ختم ہوئے ہیں۔ کتب یا مسک آپ کی امت ہی چھٹگی، اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر مانتے ہیں کہ آپ کی مدد غامضی املاؤ کوئی زیادہ ہوئی۔

ولکن رسول اللہ کے ساتھ خاتم النبیین کا نظرد مدد غامضی املاؤ کی کثرت کے لیے ہے

ولکن رسول اللہ کا استدراک آپ کے مدد غامضی باپ ہونے کا معنی اور خاتم النبیین آپ

لعلوا نولجہ امہا فہم (پتہ اولاد) کہ آپ انا احولنا الکوش

کی کثرت اولاد کا بیان ہے۔ آپ کے بعد کسی اور نبی کا پیدا ہونا اگر ممکن مانا جائے تو قرآنی تاکید و نکتہ رسول اللہ کے ساتھ و خاتم النبیین کا کوئی جوڑ نہیں بیٹھتا۔ خصوصاً جب کہ سب سے اعلیٰ درجے کے پیغمبریں اور میں ختم نبی صریحاً سے بھی انکار نہیں۔ ہم یہ بھی تسلیم کر لیں کہ آپ کے کماؤت نبوت سے کا طین امت کو فیض ملتا ہے لیکن آیت مذکورہ میں ہم یہ یقین و سہاق سے آپ کے مدد ملنا باپ ہونے کا اعلان ہے اس کے ساتھ خاتم النبیین کا منظر آپ کی کثرت امت کا بیان ہے اور اس کی دلالت یہی ہے کہ اب قیامت تک پیدا ہونے والے انسان آپ ہی کی امت ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی پیدا ہونہ کوئی نئی امت جسے ختم غزوة کی اساس پر آپ کی روحانی اولاد قیامت تک جاری رہے۔ خاتم النبیین کے اس معنی کے سوا کوئی اور معنی و مراد اس نص کی سیاق و سباق کے ساتھ چاہیں نہیں ہوتے۔

آپ کے بعد کوئی اور نبی پیدا ہونہ ضرور ہے کہ آگے اس کی امت کا وہ شروع ہو پھر ختم خاتم النبیین کی مدد ملانی اولاد کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے جو قرآنی بشارت کے خلاف ہے اور اگر کوئی ایسا نبی پیدا ہو جونی شریعت بذلتے اور اپنے آپ کو ختم کی شریعت کے تابع کہے مگر ایک ہی امت بنائے اسے اپنے پر ایمان والے والوں کو کافروں کے ساتھ ملا دے اور کھٹے میں خدا تعالیٰ پابند ہے کہ ایک جماعت بندہ کے پیروں پر جو کران و گور ویراں بن جائے وہ ایک کنا پانہ ہے مثلاً الہی کی خلافت ہے۔ (الحکم الفردی ص ۱۸۰) مزید بتا دینا چاہتے ہیں بل کہان جو حضرت یحییٰ علیہ السلام کی امت میں شامل نہیں ہوتے خواہ انہوں نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کی امت میں شامل نہ ہوں اور نہ وہ ان سے خارج ہیں میں تسلیم کرتا ہوں کہ یہ میرے عقائد میں آئینہ صراحت ہے ہمارا فرض ہے کہ ہم یہ امر یوں کو سامان نہ سمجھیں اور ان کے چپے خداداد ہیں کہ وہ ختم کے ایک نبی کے منکر ہیں یہ دین کا سلسلہ ہے اس میں کسی کا اختیار نہیں ہے کہ کر کے۔ (ادب طوالت مراد الشیخ الدین محمد ص ۱۸۰) جو شخص جنت کا دعویٰ کرے گا... خود ہے کہ وہ ایک امت بنا دے

جسے قرائدے اور ماہیں خدا کر مصلیٰ اللہ علیہ وسلم کی ردِ عائلی امت سے الگ کہتے بھی خود
خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کا تسلسلِ لوثِ ہالک ہے اور یہ منقرضیِ اقصیت جو خدا کو
صلی اللہ علیہ وسلم کی ردِ عائلی اولاد کی بیان کردہ کثرت کو قرؤ کر دھو دھیں اسے لگی گراپے آپ
کو خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی امت کہے اس کا وجہ دہیت خاتم النبیین کی کثرتِ امتِ بشریت
کے قلنا سنائی ہو گا پھر قرآنی احکام و خاتم النبیین آپ کی ردِ عائلی اہیت اور آپ کی ردِ عائلی
اولاد کی کثرت پر کیسے دلالت کئے گا؟

مرزا غلام احمد بھی اپنے دعوئے نبوت سے پہلے اس اہیت کی یہی مراد بیان کرتا
رہا ہے :-

محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں مگر وہ رسول اللہ ہے
ختم کئے والوں میں کا..... یہ اہیت صاف دلالت کر رہی ہے کہ بعد ہمارے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی رسول دنیا میں نہیں آئے گا۔

قرآن شریف میں کا نظر لفظ قطعی ہے اپنی اہیت کو یہ دیکھو رسول اللہ و
خانہ النبیین سے اس کی تصدیق کرتا ہے کئی بحیثیت جملے نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہو چکی ہے۔

بیت اور غیر اسل طبر الانام
برجوت ما برد شد اہت تام

مرزا بشیر الدین محمد تسلیم کرتے ہیں۔

نبوت اور جہالتِ صبح کے متعلق آپ کا عقیدہ پہلے عام مسلمانوں کی طرح
تھا مگر پھر وہ دن میں تبدیلی فرمائی گئی تھی۔

ان قرابت کے بعد قادیانوں کا یہ اعلان کہ وہ حضرت اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین
مانتے ہیں اور وہ مسلمانوں سے ملگ نہیں ہیں ایک منالہ نہیں تو امد کیا ہے؛ قرآنی شہادت
اس باب میں قطعی امد واضح ہے کہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ہر ہر طرح کی عزت ختم ہے
اصحاب کے بعد کوئی نئی پیدا نہ ہوگا۔

آیت خاتم النبیین کے معنی و در اول میں کیا سمجھے گئے؟

آیت خاتم النبیین کے معنی بعد اول میں کیا سمجھے گئے اس کے لیے محلہ کلام شکان
شاگردوں کی شہادت لیجئے جس امت میں علم تفسیر کے امام سمجھے گئے ہیں۔ حضرت قتادہ (۵۸۸)
اور حضرت من بصری (۱۱۰ء) کے علم و مرتبہ سے کن واقف نہیں۔ بن جریر طبری (۳۱۰ء)
حضرت قتادہ سے نقل کرتے ہیں۔

عن قتاده ولكن رسول الله وخاتم النبیین ای آخرهم۔

حدث محمد بن حميد حضرت من سے روایت کرتے ہیں۔

من الحسن في قوله: تعالى وخاتم النبیین قال ختمه الله النبیین

بمحمد صلى الله عليه وسلم وكان آخر من بعث۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سب نبیوں کا (وہ نئی شریعت والے ہوں یا اپنی شریعت
پر چلنے والے) خاتم کہا گیا ہے خاتم المرسلین نہ فرمایا تاکہ کوئی آپ کو صرف رسولوں کا خاتم
نہ سمجھے۔ آپ سب نبیوں کے خاتم ہیں اور آخری فرد ہیں جس کی بعثت ہوئی۔

امام ابن جریر کی اپنی عبارت ملاحظہ ہو۔

ولكنه رسول الله خاتم النبیین الذی ختمه النبوة فطبع عليها فلا

تفتح لاحد بعده الى قيام الساعة وصوره الذي خلقه قال اهل الاول

تفسير ابن جریر جلد ۲۲ ص ۲۲۰ م ۲۲۰ م ۲۲۰ م ۲۲۰ م ۲۲۰ م ۲۲۰ م ۲۲۰ م ۲۲۰ م ۲۲۰ م ۲۲۰ م

ترجو۔ نبیل کا آخری اس کا معنی یہ ہے کہ آپ کے بعد کسی کو حکومت نہ دی جائے گی اور میں علی علیہ السلام کا آنا اس کے خلاف نہیں، وہ ان میں سے ہیں جن کو حضورؐ کی بعثت سے پہلے نبوت ملی۔
مانند ابن کثیر (مہملہ) لکھتے ہیں:-

فَهَذِهِ لَلْأَيَّةِ هِيَ فِي قَوْلِهِ لَا يَخْلُقُ بَعْدَهُ وَلَا يَكُنْ بَعْدَهُ وَلَا يَخْلُقُ رِجْلٌ
بِطَرِيقِ الْأَوَّلِ وَلَئِنْ مَقَامَ الرِّسَالَةِ الْحَسَنَ مِنْ مَقَامِ النَّبِيِّ فَلَنْ يَكُنْ
رَسُولَ بَعْدِهِ وَلَا يَنْعَكُسُ وَبِذَلِكَ وَرَحْتَ الْأَحَادِيثِ الْمُتَوَاتِرَةِ عَنْ رَسُولِ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ حَدِيثِ جَمَاعَةٍ مِنَ الصَّحَابَةِ ۞

زجر بہت قائم البتین اس پر فرض ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا اور جب
نبی کوئی نہ ہوگا تو ظاہر ہے کہ رسول بطریقِ اولیٰ کوئی نہ ہوگا کیونکہ رسالت
نہایت سے خاص ہے ہر رسول نبی ہے لیکن ہر نبی رسول نہیں وہ غیر تشریفی
ہے، اس ضمن میں پر حضرت علیؑ علیہ السلام اور صحابہؓ کی ایک جماعت سے
ماتر احادیث وارد ہیں۔

یہ اس حدیث کی پہلی روایت ہے۔ اس سے لے کر پچیس پہلے
میں اقتداء قائم البتین سے کبھی یہ نہیں سمجھا کہ اس سے صرف تشریفی نبوت کا اہتمام مراد ہے اور اس
آیت میں یہ تخصیص ہے سب نے اتفاق اس سے یہی مراد سمجھی کہ اس میں نبوتِ عہدِ راتِ ہلو
کے ختم کا کلمہ اعلان ہے اور ختمِ نبوت پر فرض ہے۔
کلماتِ الہی البتہ میں ہے:-

وَتَسْمِيَةِ بَيْتِهَا خَاتَمَ الْأَنْبِيَاءِ لِأَنَّ الْخَاتَمَ يُخَوِّضُ الْقَوْمَ قَالَهُ اللَّهُ تَعَالَى وَلَكِنْ
رَسُولُ اللَّهِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ ثُمَّ قَالَ وَفِي الْأَمْرِ بِسَلَامٍ فَقِيْلَ لَا خَلْفَ بَعْدَ

۞ تفسیر ابن کثیر علیہ الرحمۃ ۞ کہ کلماتِ الہی البتہ مانع

ترجمہ۔ ہمارے نبی کریم کا ہم اس لیے خاتم النبیین لکھا گیا کہ خاتم قوم انھما قوم ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں فرمایا: آپ اللہ کے رسول ہیں اللہ خاتم النبیین ہیں۔ صاحب مزاج یہ کہتے ہیں عام کی نفی (آئینہ نبی ہونے کی نفی) ہخاص کی نفی کو لازم ہے کہ تشریفی نبوت کا بھی اس میں خاتم ہے۔

یہ دو برآئل کی شہادت آپ کے سامنے ہے ختم نبوت سے ہر شخص نے وہ حامی ہو یا عالم، محدث ہو یا مفسر، مجتہد ہو یا ماسہلی صرف ایک اور ایک ہی مفہوم مواد لیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی وہ غیر تشریفی درجے کا ہو (صرف نبی) یا تشریفی درجے کا (کہ رسول بھی ہو) ہرگز مبعوث نہ ہوگا اور جو ختم نبوت کا اس تفصیل سے اقرار نہیں کرتا۔ اس میں تخصیص کا مدعی ہے وہ ختم نبوت کا منکر ہے ہرگز اس کا قائل نہیں۔ حضور کا خاتم النبیین ہونا قرآن کی صریح ہے اور وہ نص کا منکر ہے۔ الفاظ کا معنی کوئی بات نہیں۔ الفاظ اپنے معنی کے ساتھ چلتے ہیں مگر کوئی اس معنی کو مواد نہیں ملتا تو اسے کس طرح ان الفاظ کا قائل قرار دیا جاسکتا ہے۔

معنی خاتم النبیین پر دو برآئل کی شہادت

تیرہویں صدی کے مشہور جلیل القدر محدث سیوطی (۷۹۱ھ) لکھتے ہیں:-

للرؤایا بالنبی ما هو احد من الرسل فیلزم من کونه صلی اللہ علیہ وسلم
خاتم النبیین کون خاتم للرسلین۔

ترجمہ۔ خاتم النبیین میں نبی سے مواد رسالت (تشریفی نبوت) سے الگ وجہ ہے
لہذا آپ کے خاتم النبیین ہونے سے آپ کا خاتم الرسلین ہونا خود بخود لازم

آ رہا ہے۔

اسلام کی ان تیرہ صدیوں میں کئی قابل ذکر محدث اور فقیہ اس بات کا قائل نہیں
تھوڑا کہ قرآن کی اس ہیئت میں کئی تخصیص ہے۔

معنی ختم نبوت پر قرآن کی دوسری شہادت

اللہ تعالیٰ نے عالم امداح میں تمام انبیاء کرام کا ایک اجلاس بلوایا۔ سب کی امداح حاضر
ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے میثاق لیا کہ جب تمہیں میری طرف سے نبوت اور احکام ملیں اور پھر
میرا ایک خاص رسول تمہارے ہاں آئے تو سب اس پر ایمان لانا یعنی اپنی اپنی اختراں میں اس
آئے والے رسول کی پیروی جتنے جانا اور اگر تمہاں کا نانا نہ پاؤ تو اس کی نصرت بھی کرنا۔ پھر اللہ تعالیٰ
نے ان سے اس کا اقرار لیا کہ سب نے اقرار کیا اور محبوب اللہ کے اس میثاق پر اپنی شہادت
ثبت فرمادی۔ اس میثاق میں اس خاص رسول کی آمد سب سے آخر میں بتائی گئی ہے۔ اے
خدا کے فضل سے ذکر کیا جو ترانی اور بعدیت پر دلالت کرتا ہے۔ اس میثاق سے نہایت واضح
طریقہ پر ثابت ہوتا ہے کہ وہ سب سے پہلے آیا پھر سب سے آخر میں آئے گا۔ انصاف صلی اللہ
علیہ وسلم کی ختم نبوت سے مراد آپ کا سب سے اخیر میں آنا ہے قرآن کریم میں ہے:-

وَإِذَا خَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ حَتِّيبٍ حَكَمَةٍ مُّجَلَّدَةٍ
رَسُولٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَنْ نَنْقُصَنَّ قَوْلَهُ وَاتَّخِذْتُمُوهُ
وَإِذَا خَذْتُمْ عَلَىٰ ذُلِّكُمْ إِصْرِي قَالُوا اتَّخَذْنَا قَوْلَ فَاشِهِمْ وَأَنَّا لَمَعَمَكُم
مِّنَ الشَّاهِدِينَ (ربیع الاول، ص ۸۱)

ترجمہ: اور جب لیا عہد اللہ نے سب نبیوں سے کہ جو کچھ میں تمہیں کتاب دے

میں پہلی کتابوں میں بھی رسول کا قول اس طرح مطلق ہوتا ہے کہ میں اللہ میرے دھرم کے لیے آیا ہوں۔ امتداد بھی
ہے کہ جب کئی مطلقاً ذکر کیا جائے تو اس کا فرد کامل مراد ہوتا ہے۔

محکمات سے عدل پہ لگے مہندے ہاں اس شان کا رسول کو وہ مہندے
 پاس والی کتاب کی تصدیق کرے تو قسم اس رسول پر ضرور ایمان لانا اور اس
 کی نصرت کرنا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے پوچھا کیا تم نے اقرار کیا اور اس شرط پر میرا
 عہد قبول کیا۔ انہوں نے کہا ہم نے اقرار کیا۔ فرمایا اب تم گواہ رہو اور میں بھی
 تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔

مذاہم احمقہا دیانی اس عہد کے بارے میں کہتے ہیں۔

خدا نے تمام رسولوں سے عہد لیا کہ جب میں تمہیں کتاب اور حکمت دوں۔ پھر
 مہندے پاس آخری زمانہ میں میرا رسول آئے گا جو مہندی کتابوں کی تصدیق
 کرے گا۔ تمہیں اس پر ایمان لانا ہو گا اور اس کی مدد کرنی ہوگی۔

یہ عہد تمام رسولوں سے لیا گیا تھا جن میں وہ بھی تھے جو نئی شریعت دے گئے اور وہ
 بھی تھے جو سابقہ شرائع کے مطابق فیصلے دیتے رہے۔ اور وہ عہد کا رسول ان سب کے بعد
 آیا اور مکہ سے ہجرت کو ختم کرنے والا تھا۔ ان کریم کی یہ آیت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے
 آخری نبی ہونے کو بڑی وضاحت سے بیان کر رہی ہے۔

باقی آیت سے پتہ چلتا ہے کہ وہ رسول اور عہد سب نہیں اور رسولوں سے افضل
 واقعی ہے۔ تبھی تو اس پر ایمان لانے اور اس کی نصرت کرنے کا ان سے وعدہ لیا جا رہا ہے اور
 آیت میں یہ بات بھی رد جو بعض مذکور ہے کہ وہ ان سب کے بعد آئے گی۔

نصرت عرب میں شہر تافہ کی لیے آتا ہے اس کے بعد جو مذکور ہو اس میں اہمال ہوتا
 ہے اسے کچھ ملت دی جاتی ہے۔ عرب جب کہتے ہیں جانی زید شہر جس کا مطلب یہ
 یہ ہوتا ہے کہ مریض کے بعد آیا۔

وَلَقَدْ نَزَّلْنَا التَّوْرَةَ فِيهَا هُدًى وَفُورٌ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّونَ فَذَرُوا

اسلموا۔ (سورہ المائدہ ۴۴)

سوال جب یہ عہدِ قلم رسول سے لیا گیا کہ تم اس پیغمبر کو ان میں پر ایمان لانا خدا کی نصرت کرتا تو کیا اس میں شک ہے؟ حضرت بھی موجود تھے اور آپ بھی عہد لیا گیا کہ اپنے آپ پر ایمان لائیں؟
الجواب: سہ! حزب میں اس میں شکی کا ذکر ان الفاظ میں ہے۔

واخذنا من التین بیتا ثم جعلنا من سوح و ابراهیم و موسیٰ و عیسیٰ بن مریم
واخذنا منهم بیثاقا ظاہرا. (پہلا حزب)

ترجمہ: اور جب ہم نے سب نبیوں کو عہد لیا اور آپ بھی اور موسیٰ سے بھی اور عیسیٰ سے بھی اور ہم نے ان سے کچھ عہد لیا تھا۔

یہ عہد نبیوں کو لیا گیا تھا کہ ان پانچ اور ان پیغمبروں کو کچھ خصوصیت ذکر کیا گیا کہ اس عہد میں یہ سب شامل تھے۔ یہی بات کہ حضورؐ صحابہؓ اور پر ایمان لائے کہ عہد کر لیے یا گیا اس کی کیا ضرورت تھی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس کی تصدیق خدا قرآن کریم نے کر دی ہے۔

انزل الیہ من ذبہ طائونون۔ کل من بائعہ۔ (پہلا بقو ۲۵)

ترجمہ: یہ خاص رسول بھی اس پر ایمان لائے جو آپ کی طرف آپ کے رب کی طرف سے

اُتار دیا اور تمام مومنین بھی ایمان لائے ہر ایک ان میں سے ظہر پر ایمان لایا۔

اس طرح صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی اگر شہادت دیتے تھے تو اپنے رسولؐ کے شہادت جیسے تھے

یہ کئی قہرِ غیرت نہیں ہے تلافیٰ اس پر اس لیے قہر کا اظہار کرتے ہیں کہ اس رسولؐ کو ایمان
سے حضورؐ کے علاوہ کسی اور رسولؐ کی رسالت ثابت کرنے کے مدد پر ہیں اور وہ نہیں جانتے کہ نواز انھم ہم
نے یہاں رسولؐ سے حضرت ہی مراد لیے ہیں۔

اس آیت میں ثم جلد کہ رسول سے مراد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔

یہ آیت بذی خاصیت تہذیبی ہے کہ حضرتؐ سب سے پہلے اپنے لیے ہیں۔ چپکے بارے میں تمام نبیوں
سے عہد لیا گیا کہ اپنے اپنے وقت میں آپؐ کی خبر لے کر آپؐ کی نصرت کریں۔ غلہ ہے کہ جس کی خبر سب پہلے پہنچے
پہلے آئے وہی افضل التین ہو گا۔

اہم عہد میثاق سے یہ بات واضح ہے کہ جہاں فضل النعین ہو گا وہی قائم النعین ہے۔
اب یہ بات کہ حضورؐ فضل النعین ہے یہ وہ حقیقت ہے کہ اس کا اٹکل شاید قادیانی بھی ذکر نہیں
ساس کے بعد اس بات کے تسلیم کرنے میں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی سب کے آفریں شریف
ہوئے اور کیا تردد نہ ہوتا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن عباس سے یہی تفسیر منقول ہے۔

معنی ختم نبوت پر قرآن کی تیسری شہادت

انبیاء علیہم السلام خدا تعالیٰ سے خبریں پہلے میں اور اپنے مخاطبین کو بشائرتیں بھی دیتے
میں اور اس لئے نکالی کی پلا سے ڈالتے بھی ہیں۔ انبیاء کرام خواہ نئی شریعت دے دے ہوں خواہ پہلی شریعت
کے تابع بشائرت و نذارت سب کی مشترک صفت ہے ہر نیا بشیر و نذیر ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ
وسلم کی بعثت کا غایت یہ بتوئی گئی ہے کہ آپ نہ صرف عرب کو بلکہ تمام دنیا کے لوگوں کو اور نہ
صرف اس وقت کے لوگوں کو بلکہ قیامت تک آنے والے انسانوں کو ان کے نیک و بد سے
آگاہ کریں۔ ہر طرح آپ کی شریعت ان سب کے لیے کافی ہے آپ کی بعثت و نذارت بھی
ان سب کو محیط ہے۔ ان کے لیے خلکِ طرف سے کوئی اور بشیر و نذیر نہ کرنے کا نہیں۔
قرآن کریم کہتا ہے:-

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا۔ (پتہ: مدارج ۴)

ترجمہ: ہم نے آپ کو رسالت اسی لیے دی کہ اب آپ (آئینہ کے) تمام
لوگوں کے لیے بعثت و نذارت بھیجے دے ہیں۔

آپ کے بعد اگر کوئی اور نبی ہو گا تو آپ کی شریعت کے تابع قصہ کیا جلتے سوال یہ ہے
کہ وہ اپنی قوم کے لیے بشیر و نذیر ہو گا یا نہ؟ بعورت دیگر وہ نبی نہیں۔ بعثت و نذارت ہر
پہنچنے کی ذمہ داری ہے اور بعورتِ اول اس سے انصاف صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام انسانوں کے

لیے بشرِ فذیر ہونا کافی ہو جاتا ہے۔ اہل ایک بشارت و نذرت کافی ہوتی ہے جو جائز نہیں۔
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت و نذرت سب بنی نوع انسان کے لیے ہے۔ جسے اب
 تک آپ کے مائیں المعللہ و ریشۃ الانبیاء آپ کی طرف سے نیابتاً ادا کر رہے ہیں حقیقت
 میں اب آپ ہی سب انسانوں کے لیے بشرِ فذیر ہیں۔ آپ کے بعد کوئی اور بنی تجزیہ کیا جائے
 تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب انسانوں کے لیے بشرِ فذیر نہیں رہتے پھر وہ نیا بنی
 اپنے وقت کا بشرِ فذیر سمجھتا ہے جو خدا سے خبریں پا کر بشارت اور نذرت دے۔

سیدنا علی المرتضیٰ کو حضور جبرائیل علیہ السلام فرماتے ہیں۔

تنت بنیتنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم یجتہد و یبلغ المقطع عندہ
 و نذرہ۔

ترجمہ: پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اللہ کی محبت اہل زمین پر
 پوری ہو گئی اور اللہ کی طرف سے فذیر اور نذیر ہونا آپ پر ختم ہو گیا۔
 جن لوگوں میں آمد و رفت کے ذرائع اور کھول کا سبیل جوں جوں انسان دنیا میں آئے
 اور تقاریر کی ضرورتیں ملنے لگی تھیں تو قوموں کی باہمی آمیزش کے عام مواقع میسر تھے تو حکمت
 بیزدی ہر علاقے اور ملک میں علیحدہ علیحدہ پیغمبر بھیجتی رہی اور جب تمدنوں اور تقاریر
 ہر ایک مادی دنیا ایک وحدت میں منسلک ہو گئے تو پھر وہ پیغمبر آیا جو مسانی اعتبار سے بھی
 مادی دنیا کے لیے بشرِ فذیر ہوا اور دینی اعتبار سے بھی ہمیشہ کے لیے بشرِ فذیر ٹھہرے
 آئندہ آنے والی تمام نسلوں اور قوموں کے لیے اس کی بشارت اور نذرت چھیلے۔ وہ
 خدا کی طرف سے آخری بُرائیوں ہوا اور نبوت کا آخری نشان ہوا۔ اشلہ ثنائین حقیقت کو
 معلوم ہو کہ آپ کی نبوت کلن و مکان اور زمین و زمان کی تمام دستوں کو شامل ہے۔

لہ کان الناس امة واحدة فبعث اللہ النبیین مبشورین و منذرین... الایہ آپ

و ما نزل المرسلین الا مبشورین و منذرین۔ (پہلا، الکہف ص ۸۷) مہ شیخ ابو قتادہ

قرآنِ کریم کہتا ہے ۔

قل یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً۔ (پہ : الاعراف آیت ۱۵۸)
ترجمہ۔ آپ کہہ دیں۔ اے لوگو! میں رسول ہوں انہم کا۔ تم سب لوگوں کی
طرف۔

اور یہ بھی فرمایا ۔

تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکن للعالمین نذیر (پہش فرقان)
ترجمہ۔ بڑی برکت ہے اس کی جس نے تمہاری فیصلہ کی کتاب اپنے بندہ پر
تاکہ ہر سب جہانِ عالم کو ڈرانے والا۔

آپ سب جہانوں کے لیے بشیر و نذیر تھے ہر کچھ میں کہ آپ کی تشریف آمدی کے بعد
نہ کہیں کوئی اور نبی ہوا اور نہ کبھی کوئی بعد نبی آئے۔ ابتداءِ عالم میں جس طرح دُنیا ایک قوم
تھی آخر میں بھی دُنیا آپ کی وحدتِ رسالت سے ایک قوم بن کر رہے۔
مرزا غلام احمد لکھتے ہیں۔

جب دینے کے اجتماع اور اتحاد کے لیے پڑا کھایا اور ایک ملک کو دوسرے
ملک سے طاقت کوٹنے کے سارے سامان پیدا ہو گئے تب وہ وقت آ
گیا کہ قومی تفرقہ درمیان سے اُٹھ دیا جائے اور ایک کتاب کے ماتحت
سب کو کھدیا جائے تب خدا نے سب دُنیا کے لیے ایک ہی نبی بھیجا۔ تاکہ
وہ سب قوموں کو ایک ہی مذہب پر جمع کرے اور جیسا کہ ابتدا میں ایک
قوم تھی آخر میں بھی ایک ہی قوم بنادے۔

آنحضرتؐ کا مذاہبِ عالم کا اعلان

اللہ تعالیٰ نے آپ کو کل بنی آدم کے لیے بشیر و نذیر بنایا۔ آپ کی بعثت ہر امت و آدم کے
جہاں جہاں تک پھیلی ہو سب کے لیے آپ ہی بشیر و نذیر ہیں۔ آپ نے خود بھی اس کا اعلان
فرمایا:-

و ادعى الى هذا القرآن لان هذا حكم به ومن بلغ. (پک الانعام آیت ۹۹)
ترجمہ: مجھے یہ قرآن دے دی کے ساتھ دیا گیا ہے کہ میں تمہیں اس کے ذریعہ نداؤں
امدان تمہارے کی خدایت کروں جن تک یہ پہنچے۔
اور آپ نے یہ بھی فرمایا:-

انا رسول من ادرك حيا ومن يولد بعدى.
ترجمہ: میں اس کے لیے بھی رسول ہوں جسے میں زندہ پاؤں اور اس کے
لیے بھی جو میرے بعد پیدا ہوں۔
اور آپ نے یہ بھی فرمایا:-

فصلت على الانبياء بسبب... وارسلت الملائك كافة وختمت في
التيوت.
ترجمہ: مجھے تمام انبیاء پرچہ قبل میں نصبت دی گئی... (اس میں ایک جگہ ہیں تمام لوگوں
کا ختم بھی لایا گیا اور نبیوں کے آئے کا سلسلہ عہد پر ختم ہوا۔

اور یہ بھی فرمایا کہ میں تمام کالی اور گندی قوموں کے لیے بھی لایا گیا ہوں۔ یہ رنگوں اور
نسوں کے جغرافیائی فاصلے میری نبوت کی قید نہیں کرتے۔ میں سب کے لیے رسول بنا کر بھیجا
گیا ہوں۔ حضرت مہاجرین عبد شمس کہتے ہیں: آپ نے فرمایا:-

لله مداد ابن سعد من اني اكس من رفا جلدنا... صحیح مسلم جلد ۱ ص ۱۹۱

بُغْتِ الْاِطْلَاقِ كَلِّ احْمَدُ وَسُوْدُ

ترجمہ میں تمام تو ہم عالم کی طرف بھیجا گیا ہیں وہ شروع میں واسیہ۔

یہ بات ماننی کہ آپ کل بنی آدم کے لیے رسول ہیں ضروریات دین میں سے ہے
آپ کی بعثت کے بعد جو کوئی اپنے لیے کسی حد کو رسول بتا کر وہ ضروریات دین کا منکر ہوگا
آپ سب کے لیے اللہ کے رسول ہیں۔ اللہ خدا کے اس تعلق کے تحت آپ اس دین پر
نفا کی آمد ہیں۔

لَا يَصْلُحُ مِنَ الْمَلَائِكَةِ وَلَا مِنْ النَّاسِ رِبِّيُّ الْاِطْلَاقِ

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ نے جو فرشتوں میں پیغام پہنچانے والے اور ان میں
میں۔

انہوں میں سے اس حد کے بعد اللہ تعالیٰ نے اخلافت کی ضروریات کو ہم کو رسول
پہنچا رہا ہے۔ اس لیے کہ نبوت کا وہ قیامت تک کو سچ ہے

اِطْلَاقِ الْاِطْلَاقِ كَلِّ ابْنِ اَدَمَ

تَلَا بِهَا النَّاسَ اَلَى رَسُوْلٍ لَّهٗ اِيْكَدُ جَمِيْعًا (پہلے احسن ص ۱۰)

ترجمہ۔ یہ کہیں سے لگا۔ میری طرف سے میں اللہ کا تم سب لوگوں کی طرف۔

اس کے تحت ملاحظہ فرمائیے (ص ۱۱، ۱۲) کھینچیں۔

هَٰذَا مِنْ شَرَفِ مَحَلِّ مَقْصُودٍ وَسَلَامِ اَلْمُنَاقِمِ الْبَنِيْنَ جَانِهٍ مَبْعُوْثِ

هَٰذَا كَاخَذَ... طَائِفَاتٍ فِيْ هَٰذَا كَثِيْرَةً كَمَا اَنَّ اَلْمَلٰٓئِكَةَ فِيْ هَٰذَا اَكْثَرُ

مِنْ اِنِّ مَقْصُوْدٍ هُوَ مَقْصُوْدٌ فِيْ دِيْنِ اَلْاِسْلَامِ ضَرُوْرَةٌ اِنَّهٗ عَلٰٓي اَلْاِسْلَامِ

وَالْاِسْلَامُ رَسُوْلًا اِلٰى نَاسٍ كَاثِرٍ

۱۰ ص ۱۱ م ۱۲ م ۱۳ م ۱۴ م ۱۵ م ۱۶ م ۱۷ م ۱۸ م ۱۹ م ۲۰ م

معنی ختم نبوت پر قرآن کی چوتھی شہادت

اللہ تعالیٰ نے دنیا کی سیدھی راہ اور آخرت کی فلاح دو قسم کی دی پر ایمان لانے سے دہشت کی ہے۔ ایک وہ دی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی درخواستوں پر خواہ غیر متواہدہ مدد سے چھوٹا کلام پر اپنی رچی۔ دوسری وہ دی جو کئی تیسرا فرد نہیں جس پر ایمان لانے کا ہم سے مطالبہ کیا گیا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اگر کوئی اور دی آئے والی ہوتی تو ہمیں اس پر بھی ایمان لانے کا مکلف کہا جاتا۔ قرآن کریم ہمیشہ کے لیے رہنا کہتا ہے اس میں دی کی یہ دونوں قسمیں ذکر کی گئی ہیں۔

وَالَّذِينَ يَمُنُونَ بِمِائِاتِ الْبُكِّ وَمَا تَزَلُ مِنْ فَلَکَ ؕ وَبِالْآخِرَةِ هُمْ یَوْقِنُونَ

اُولَٰئِکَ هُمُ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِکُلِّ کَذِبٍ وَّیُؤْمِنُوْنَ بِکُلِّ کَذِبٍ وَّیُؤْمِنُوْنَ بِکُلِّ کَذِبٍ (البقرہ ۱)

ترجمہ۔ اور جو لوگ اس پر ایمان لائے جو تیری طرف آتا گیا اور جو کج سے پہلے نازل کیا گیا اور آخرت کو وہ یقینی جانتے ہیں وہی لوگ ہیں اپنے پروردگار کی ذات پر اور وہی لوگ ہیں فلاح پالنے والے۔

وہی ہر چیز پر آتی ہے خواہ وہ نئی شریعت لائے والا ہو خواہ وہ کسی پہلی شریعت کے تابع ہو۔ قرآن کریم نے دی کو مذکورہ دو قسموں میں ذکر کر کے بتا دیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد احسن دی نہیں ہے۔ یعنی آپ کے بعد نہ کوئی نئی شریعت والا نہ کوئی تابع شریعت محمدیہ کسی قسم کا کوئی نئی پیدائش ہو گا۔ نزول میرلی بہ پیرایہ دی قیامت تک کے لیے مسدود ہے۔

قرآن پاک صرف دو قسم کی دی پر ایمان لانے کا ہم سے مطالبہ کرتا ہے۔ حضور صلی اللہ

نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ان کے نزول کے بعد اگر کوئی دی آئے تو اس کی کافرانی حیثیت نہ ہوگی نہ اس پر ایمان لانے کا کسی سے مطالبہ ہو گا۔ اس کا تعلق صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ذات سے ہو گا۔ احساس کی حیثیت ایک محکومی راہنمائی سے نانا نہ ہوگی۔ مگر تفسیر ابن جریر جلد ۱ ص ۱۰۰

علیہ وسلم پر کی گئی اور دوسری آپ سے پہلے کی۔ — وہی کا کئی تفسر فو نہیں جس پر ایمان لانے کے ہم مکلف کیے گئے ہوں۔

یاد رکھئے آخرت سے مراد مرنے کے بعد پھر اٹھنے پر ایمان لانا ہے اور یہ کہ حساب و میزان برحق ہے اور جنت اور دوزخ برحق ہیں۔ ترجمان القرآن حضرت ابن عباس سے یہی معنی منتقل ہے امام ابن جریر (۲۱۰ھ) لکھتے ہیں:۔

عن ابن عباس (و بالآخرۃ) ای بلبث والقیامۃ والجنۃ والنار

مرزا الطام احمد لکھتے ہیں:۔

و بالآخرۃ بعد یوقنون اور مطالب نجات وہ ہے جو کچھ اٹنے والی گھڑی

یعنی قیامت پر یقین رکھے اور جزا سزا مانا ہو

وہ ایمان لانے میں کس نہایت جو کچھ پر نائل کی گئی اور جو کچھ سچے پہلے

نائل ہوا اور آخرت پر یقین۔ کہتے ہیں:۔

مذکورہ آیت سے پتہ چلا کہ آخرت علیہ السلام کے بعد کسی نئی شریعت ہی کا آنا بند نہیں مطلقاً وہی کا آنا بند ہے اور حدودی آخرت علیہ السلام پر ختم ہو چکا ہے۔

مرزا بشیر الدین محمود کی تحریف قرآن

آخر میں اسی دی کا ذکر ہے جو پچھے آنے والی ہے۔

جو طرح کی آپ سے پہلے دیکھی گئی تھی وہ بریں تھی اور یہی ایمان رکھنا ہے۔

۱۔ تفسیر ابن جریر جلد ۱ ص ۱۱۱ ۲۔ تحفہ غلات جلد ۱ ص ۱۱۱ ۳۔ جلد ۱۰ ج ۱ ص ۱۱۱

۴۔ الحکم ج ۱ ص ۱۱۱ ۵۔ حکیم نوادین خلیلہ اول بھی یہی ترجمہ کرتے ہیں۔ اور آخرت کی گھڑی پر

بھی یقین رکھتے ہیں۔ (ضمیمہ جلد ۲ ص ۱۱۱)

۶۔ حاشیہ ترجمہ قرآن مجید زیر تفسیر مرزا محمد ص ۱۱۱ ۷۔ ص ۱۱۱ ۸۔ تفسیر کبیر ص ۱۱۱

ایمان بالآخرت قرآن کریم میں

قرآن کریم میں دیے تو ایمان لانے کی دعوت اُن الرسول بما اتزل الیہم من ربہ
ہر بات کو شامل ہے جو خدا کی طرف سے لے کر آئے کسی ایک بات پر بھی کہ اللہ انسان
کو کافر بنا کر رکھ دیتا ہے۔

قالوا کلمۃ الکفر و کفر واقعہ اسلامہ۔ (پٹ البقرہ ۱۷۵)

لیکن قرآن کریم میں بن تمام مومن باہمہ (ایمانیات) کو وہ عزائم سے مکمل ایمان کی
سرفی بنایا گیا ہے۔ ۱۔ ایمان باللہ اور ۲۔ ایمان بالیوم الآخر۔

مناہتین جیہ حضرت کے پاس آکر اپنے مومن ہونے کو بیان کرتے تو اس سرفی سے کہ
ہم اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں۔

ومن الناس من یقول اٰمنا باللہ و بالیوم الآخر و ما لہم بعلومین۔

(پٹ البقرہ آیت ۸)

ترجمہ۔ اللہ تو گول میں ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں ہم اللہ پر ایمان لائے اللہ پر ایمان
پر ایمان لائے اللہ اور مومن نہیں ہیں۔

پورے ایمان کا یہ عنوان ایمان باللہ اور بالیوم الآخر ہے قرآن میں جگہ جگہ پھیلا ہے
میں اور کئی مقامات پر الیوم الآخر کی جگہ الآخرہ کے الفاظ ملتے ہیں۔

ان تمام آیات کی مدد سے یہ بات بکمال واضح ہے کہ قرآن کریم کے معنی و بالآخرہ
حدید و فہم سے ملادہی ہے جو تینہ حضرت عبداللہ بن عباس نے بتائی کہ یہاں مرنے کے بعد
پھر جی انھما اور حلب و میزان اور حنظل اور دوزخ ملادہ ہے۔ ذکر یہ وہی کی کئی تیسری
قسم ہے آخرت کا لفظ قرآن کریم میں دنیا کے مقابل ملادہ ہوا ہے۔

وینا انسانی الذین احسنہ و فہم۔ الآخرۃ حنہ۔ (پٹ البقرہ ۲۶)

واكتب لنا في هذه الدنيا حسنة و في الآخرة (بک الاف آیت ۱۰۱)

اب ایک فکر جو قرآن کریم میں بطور دعوت نے ایمان شریعے نامہ نگاہ میں وارد ہے
 امد اس کا صریح طور پر کسی جگہ دینا سے تعادل رکھا گیا ہے اے تاویل و تحریف اے ایسے معنی پر
 لانا جو قرآن کریم میں امد کہیں مذکور نہ ہوں جہاں صریح تحریف قرآن ہے۔ وہاں قرآن کریم
 کی اجماعی براہمت (حکماً بامقناہما۔ ۳۲ الزمر آیت ۳۳) کے بھی خلاف ہے کہ اس کے سب معنیوں
 آپس میں ملا جلا کر لائے گئے ہیں امد اس کے بعض مقامات بعض کی تفسیر کرتے ہیں۔ والقرآن
 یضربہ جفلاً یکاً سطر کا وہ ہے۔

اس تحریف میں سب سے بڑا نقصان

پھر تحریف قرآن کے اس شغل سے جو سب سے بڑا نقصان نفہم قرآن پر وارد ہوتا ہے
 وہ یہ ہے کہ یہاں قرآن پاک میں ایک پُر انصاف ہدایت بیان کیا جا رہا ہے۔ جو لوگ ان ائمہ
 پر ایمان لائیں امد ان پر عمل پیرا ہوں۔ نہیں اس پر لوگ اعلیٰ مدنی من بعدہ و اولہ
 بعد اللہ لعلوں کی خبر دی جا رہی ہے۔ اب یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ یہ سلا انصاف ہدایت ایمان بالآخر
 کے بغیر ہو۔ جب ایمان بالیم الا وانا ہم مفلان ہے کہ قرآن اے بُرے ایمان کی سرخی
 قرار دیتا ہے تو یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ قرآن کا یہ پہلا منشور ہدایت ایمان بالیم اللہ سے
 یکسر غلط ہو۔ اللہ تعالیٰ ہم سے قرار کریم کے وجہ جنت میں بُنڈ فرمائے جنہوں نے اس اہت
 کو پڑھتے ہوئے دما انزل من قبلک پر وقف کر کے بالآخر ہم یوقون پڑھا۔

مومن بہ امور میں آخرت کیا ہے؟

دبا لآخرۃ مدیوقون میں آخرت سے مراد اٹھ جہان ہے جہاں ہمیشہ رہنا ہے اس
 اہت کا حاصل یہ ہے کہ اللہ سے دُسنے والے وہ لوگ ہیں جو قرآن کریم سے پیچھے کی نازل

شدہ کتابوں پر ایمان لاتے ہیں اور یوم آخر پر پورا یقین رکھتے ہیں۔ یوم آخر وہ ہے جس میں اللہ عزوجل نے نبی اکرم ﷺ کے حضور اپنے احوال کے ساتھ پیش ہوئے۔ قرآن کریم میں یہ بات ایک دوسرے مقام پر بھی بیان کی گئی ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا بَآئِهِ وَبِوَحْيِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي نَزَّلَ عَلَيْنَا مِنْهُ
وَالْكِتَابِ الَّذِي نَزَّلَ مِنْ قَبْلِهِ وَمَنْ يَكْفُرْ بِآيَاتِهِ وَلِكُنْكَ وَكِتَابِهِ
صَلَاةً وَالْخُرُوجُ مِنْ خِلَافٍ عِيدًا. (پہلا فرقہ آیت ۱۲۶ ج ۲۰)

ترجمہ ایمان والو! اللہ کے اس کے رسول پر ایمان لانا اور اس کی کتاب پر جو تم کو
اس کے پہلے رسول پر اور اس کی کتاب پر جو تم کو ان کی گئی ہے۔ اللہ جو کئی ایمان لائے
پہلے رسول پر ان کی کتابوں پر اور اس کے رسول پر اس کے ساتھ حق دن پر نہ مگر یہی رسول ہے۔

یہاں ایمانیت (مومن برآمد) کا ذکر ہے۔ بسلا دی۔ ۱۔ قرآن کریم اور ۲۔ پہلی نازل
شدہ کتابوں پر ایمان لانے کا حکم ہے کسی قیسی دی کا ذکر نہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ اس کے خدوں
اس کی کتابوں اس کے رسولوں اور یوم آخر پر ایمان لانے کی دعوت ہے۔ کتابوں کی تفصیل
پہلے کر دی گئی ہے۔ رسولوں کا بیان بھی دوسری جگہ ہو چکا کہ وہ سب پہلے ہو گئے ہیں۔
وہ قصہ اللہ کے تحت رسول یا م قصہ اللہ کے تحت قصص کا حق چلے اور رہے۔

وَسَلَامًا قَدْ فَضَّلَهُ عَلَيْهِ مِنْ قَبْلُ وَنَسَلًا قَدْ فَضَّلَهُ عَلَيْهِ مِنْ قَبْلُ (پہلا فرقہ آیت ۱۲۵)

ترجمہ اور ایسے رسول کن کے احوال ہم نے تم کو سنا دیئے ہیں۔
پہلے دیئے رسول بھی بھیجے کہ ہم نے ان کے دعوت کی جگہ سنائی۔

یہاں قرآن کریم اور پہلی کتابوں کے ساتھ یوم آخر پر ایمان لانا ضروری بتایا گیا ہے۔ جو
سب مومن نبی اکرم پر ایمان لانے کا باعث بھی یوم آخر ہے جس میں اللہ کے حضور طلب کے
لیے پیش ہوتا ہے۔ اگر اس میں ایمان لانا نہ ہو تو پھر کسی چیز پر ایمان لانے کی ضرورت نہیں
باقی نہ کسی سے کسی عمل کا مطالبہ ہے۔

ہے۔ سورۃ مؤمن میں آخرت کی تفسیر ان الفاظ میں بھی دی گئی ہے۔

ان الآخرۃ فی دارالآخرۃ (پہلے المؤمن آیت ۲۹ ع ۵)

ترجمہ بے شک آخرت کا گھر ہی ٹھہرنے کی جگہ ہے۔

① قایمانی دارالآخرۃ ہمدیون کو پہلی دو وجوہ کے ساتھ جوڑ کر ایک تیسری وہی کا قصد پیدا کرتے ہیں مالا لکھ تمام قادیانوں نے یہاں وقت کیا ہے اور یہاں ٹھہرنے کو بہتر بتایا ہے۔ یہ کیوں؟ تاکہ ان مومن (آخرت پر یقین برنا)، الگ رہے۔

② پھر قرآن نے یہ بات بالآخرۃ ہمدیون (وہ آخرت پر یقین لاتے ہیں) وہی کے سابق کے نیز بھی کہی ہے جہاں پہلے وہی کا کوئی ذکر نہیں۔ اس سے اس جگہ کا معنی میں ہو جاتا ہے۔

الذین یتیمون الصلوٰۃ ویؤتوا الزکوٰۃ وہم بالآخرۃ ہم یوقنون۔

(پہلے، انحل آیت ۲، لقمان آیت ۴)

ترجمہ جو لوگ نماز قائم کرتے ہیں زکوٰۃ دیتے ہیں اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں کیا یہ وہی الفاظ نہیں جو سورۃ البقرہ کے پہلے رکوع میں دیئے گئے ہیں اس سے واضح ہوتا ہے کہ آخرت سے مراد آخرت ہی ہے۔ پھر قرآن کی شان، مہملہ نہ سمجھئے کہ اس سے اگلی آیت میں سے اور واضح کر دیا گیا ہے۔

ان الذین لایوقنون بالآخرۃ نینالہم اعمالہم فہم یسمعون (پہلے انحل ۴)

ترجمہ بے شک جو لوگ آخرت پر یقین نہیں رکھتے ہم نے ان کے لیے ان کے لیسن کے دینا کے اعمال نیک بنائے ہیں۔

سورۃ البقرہ میں دو وجوہ ۱۔ قرآن کریم اور ۲۔ پہلی کتابوں کے ساتھ بالآخرۃ

ہمدیون میں اسی یوم آخرت پر ایمان لانے کی خبر دی گئی ہے۔ یہاں اسے فقط آخرت سے بیان کیا گیا ہے اور سورۃ نسا میں سے یوم الآخر کے الفاظ میں ذکر کیا گیا ہے قرآن کریم اپنی تفسیر خود کتاب

③ سۃ البقرہ کی زیر بحث آیت میں دو فعل غیرہ طعمہ لائے گئے ہیں۔ ۱۔ ایمان اور یقین
— دوسرے کی دہی (۱۔ قرآن اور ۲۔ پہلے سے نازل شدہ دہی) اگر ایمان کے تحت بیان کیا
ہے اور آخرت کو ایمان کے تحت ذکر کیا ہے۔

یومنون بما نزل الیک وما نزل من قبلك و بما لآخرۃ ہم یوقنن یمیز
(پ، البقرہ کہت ۲)

ترجمہ۔ وہ ایمان لائے ہیں آپ پر نازل کی گئی دہی پر اور اس پر جو آمدی گئی
آپ سے پہلے اور وہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔
اس سے بھی پتہ چلتا ہے کہ قرآن کریم یہاں تین طرح کی دہی کی خبر نہیں دے رہا —
آخرت کا بیان دہی کے علاوہ ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ ایمان ایمان کے معنی میں بھی آتا ہے۔ لیکن
ایک ہی اہت میں جب یہ دو فعل ایک دوسرے کے ساتھ آئیں تو فرق کرنا ضرور ہے۔
④ پھر یہ بات بھی لائق غور ہے کہ سۃ البقرہ کی ان آیات میں ذلک الکتاب لاریبغہ
سے لے کر و بما لآخرۃ ہم یوقنن تک ایک نصابِ ہدایت کا بیان ہے جس پر چلنے والا آخر
میں فلاح کا یقین ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اس کے منافیہ فرمایا۔

اولئک علی حدی من بعدہ اولئک هم المفلحون۔ (آیت ۵)

ترجمہ۔ وہی لوگ ہیں انچھ سبکی طرف سے صحیح سے پروردگار ہیں (آخرت میں)
کامیاب ہونے والے۔

اس ایک اگلی اہت میں پھر فرمایا۔

اولئک الذین لہم سوء العذاب وہم فی الآخرۃ هم الماخرون چنانچہ

ترجمہ۔ وہی لوگ ہیں جن کے لیے بُرا عذاب ہے، اور وہی ہیں جو آخرت میں گمنا ہیں ہوں گے۔

اب گریہاں (وہ عذابِ آخرت ہم یوقنن میں، آخرت سے وہی ملو، تو اس

پورے نصابِ ہدایت میں ایمان بالآخرۃ کا کہیں ذکر نہ ملے گا۔ اب یہ کیسے باور کیا جائے

کہ استخام موضوع کہ ضابطہ ہدایت میں ذکر ہی نہ کیا گیا ہو۔ ایمان بلا تفریق تو اتنا اہم موضوع ایمان ہے کہ اسے ایمان باللہ ولہویم الآخر کا عنوان دیا گیا ہے۔

- من امن ختمہم باللہ والیوم الآخر۔ (البقرہ ۶۲۔۱۲۸۔۱۷۷۔۲۳۲)
 ان کن یؤمن باللہ والیوم الآخر۔ (البقرہ ۲۲۸)
 ولا یؤمن باللہ والیوم الآخر۔ (البقرہ ۲۶۴)
 یؤمنون باللہ والیوم الآخر۔ (آل عمران ۷۴)
 لو امنوا باللہ والیوم الآخر۔ (النساء ۴۹)
 والمؤمنون باللہ والیوم الآخر۔ (النساء ۱۳۲)
 من امن باللہ والیوم الآخر۔ (المائدہ ۶۹۔ التوبہ ۱۸)
 لا یؤمنون باللہ وہم بالآخرۃ ہم کافرون۔ (یوسف ۴۷)
 من کان ینؤمن باللہ والیوم الآخر۔ (رپ، الطلاق ۲)
 لا یؤمنون باللہ ولا بالیوم الآخر۔ (رپ، التوبہ ۱۹)
 یؤمنون باللہ والیوم الآخر۔ (رپ، التوبہ ۴۵)
 من یؤمن باللہ والیوم الآخر۔ (رپ، توبہ ۹۹)
 ان حکمتہم قومین باللہ والیوم الآخر۔ (رپ، النور ۲)
 یؤمنون باللہ والیوم الآخر۔ (رپ، الحجادہ ۳)
 من کان ینؤمن باللہ والیوم الآخر۔ (رپ، البقرہ ۶)

اب استخام مکن ایمان کے بغیر ہم کیسے تسلیم کریں کہ قرآن کا ضابطہ ہدایت مکمل ہو گیا اور انہیں اولیک علی حدی من بعدہ واولیک ہم المفلحون کی بشارت دے دی گئی ہے۔
 ⑤ ضابطہ ایمان کے اس بیان میں (جو سورۃ البقرہ کے شروع میں ہے) یقیناً توحید سے مراد اگر ایمان باللہ ولہویم الآخر نہ ہو تو منافقوں کو کیسے پہل گیا کہ مسلمانوں کے اس ایمان کا قرآن

ایمان باللہ والہیم بالآخر ہے؛ منافق وہ لوگ تھے جو مسلمانوں کے ظاہر کو اپنے مسلمان بننے کی سسنگ کے طور پر اختیار کرتے تھے۔ انہوں نے جب اپنے آپ کو (دھوکا دینے کے لیے) مسلمانوں میں ملانا چاہا تو کہا۔ اٰمنا باللہ و بالیوم الآخر معلوم ہوا اس سے پہلے مسلمانوں کا ایمان بالآخرہ ان کے سامنے پوری طرح واضح ہو چکا تھا۔ تبھی تو وہ اسے ایمان باللہ کے ساتھ جوڑ کر ملتے لگتے۔

قرآن کریم میں یہاں (سورۃ البقرہ کی ابتدا میں) پہلے ایمان کا نصاب پایا ہے جو وہاں آخرہ و بعد یقون پر ختم ہوتا ہے۔ پھر آگے کا فطر کا بیان ہے پھر ان کے بعد منافقوں (چھپے کافروں) کا بیان ہے۔ اس میں وہ اپنے (ظاہر) ایمان کو ایمان باللہ اور ایمان بالہیم بالآخر سے ذکر کر رہے ہیں۔

ومن الناس من یقول اٰمنا باللہ و بالیوم الآخر و ما ہم بشی منین
 ینفذون فی ذلک و لا ذنب اٰمنا۔ (پہا البقرہ ۸)

ترجمہ: ایسا یہ لوگ بھی ہیں جو کہتے ہیں ہم اللہ اور یوم الآخر پر ایمان لائے اور وہ
 مومن نہیں ہیں۔ وہ دھوکہ کر رہے ہیں اللہ سے اور ایمان والوں سے

یہ آیات بتا رہی ہیں کہ اس سے ایمان بالآخرت ایک جلی عنوان ایمان کے طور پر بیان ہو چکا ہے۔ تبھی تو منافق اس کے سامنے میں اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ یہ تبھی ہو سکتا ہے کہ اس سے پہلے مسلمانوں کے نصاب ایمان میں وہاں آخرہ و بعد یقون سے مراد ایمان بالہیم بالآخر ہی ہو۔

⑥ ایمان بالآخرہ اس وجہ سے کا اہم عنوان ہے کہ قرآن کریم اس کے انکار کو پورے اسلام کا انکار شمار کرتا ہے۔

الذین لا یؤمنون بالآخرہ۔ (پہا الانعام ۴۳)

وہم بالآخرہ و بعد یقون۔ (پہا الاحزاب ۴۴)

لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ . (مؤمنین ۷۲، النحل ۲۲، الزمر ۲۵)

لَا يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ كَاٰفِرُونَ . (یوسف ۲۷)

لَا يُؤْمِنُونَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ كَاٰفِرُونَ . (محمد صبحہ ۷۰)

وَيُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ فِي الْعَذَابِ وَالضَّلَالِ الْبَعِيدِ . (سبا ۸)

⑥ قرآن کریم میں لفظ آخِرَت دنیا کے مقابلے میں تیس کے قریب مقامات میں وارد ہے

سنتہ البقرہ میں (و بِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ میں)، بھی آخِرَت اسی معنی میں ہے یعنی وہ زندگی جو اس دنیا کے بعد اگلے جہاں میں ہوگی۔ قرآن کریم آخِرَت، در الحقرار کو کہتا ہے۔

اِنَّ الْآخِرَةَ هِيَ خَيْرٌ اَلْوَقُوْرَ . (المرین ۳۹)

قادیانوں کا یہ اصرار کہ آخِرَت سے یہاں مراد آخری دہریں آنے والی دہی ہے اور البقرہ کی اس آیت میں آخِرَت کا لفظ دہی لدئی کے مقابلے میں ہے اگر کھلی تخریف نہیں تو اور کیا ہے؟ قرآن کریم میں کیا کہیں یہ لفظ دہی آخِرَت کے لیے آیا ہے؟ — نہیں اور ہرگز نہیں۔ اور قرآن کریم میں یہ لفظ ہر مہلّہ آخر کے معنی میں شہر سے زیادہ مقامات میں وارد ہے تو اب قرآن کی اس اپنی اصطلاح کو بھڑک اپنی ایک خاص غرض کے لیے اسے ایک خود ساختہ معنوں پر لانا قرآن کے مقابلے میں ایک بڑی جرات ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم میں یہاں آخِرَت کا لفظ قادیانوں کے لیے ایک مذہب بنا ہوا ہے جس میں دہل کیے بغیر وہ اپنی جہالی جرئت کو کچھ آگے نہیں لاسکتے۔ ہم اس کے جواب میں یہ کہنا کافی سمجھتے ہیں کہ یہاں تو یہ لفظ متبادل کے لیے مذہب بنا ہوا ہے لیکن جب تم آخِرَت میں پہنچو گے تو اس کا مذہب اس سے بھی زیادہ سخت ہوگا۔

وَلِلْعَذَابِ الْآخِرَةِ اَشَدُّ وَابَقًا . ﴿۷۷﴾ (ظہر ۷۷)

وَلِلْعَذَابِ الْآخِرَةِ اَكْبَرُ . ﴿۷۸﴾ (القلم ۷۸)

اور جو لوگ آخِرَت سے اس کے معنی صحیح مراد لیتے ہیں اور اس کے مطابق عمل کرتے

ہیں اور ایمان لائے ہیں قرآن کی سچی اللہ تعالیٰ کے ہاں سچی شکر رہ گئی۔
 ومن اراد الآخرة وسقى لها سعيها وحسب مؤمن فادلك كل سعيهم
 مشكورا . كلاً تمتد هؤلاء هؤلاء من مطلق ربك . (پٹ الامراء ۱۹)
 ترجمہ . اور جس نے چاہا آخرت کر اور وہ جس کی اس کے واسطے جو اس کی دوز
 ہے . جو ایسوں کی دوز ٹھکانے لگی اور سب ایک کر تیرے پر مددگار کی حالت
 کچھ نہ کچھ پیچھا رہے .

⑧ قرآن کریم میں لفظ آخرت اس جہان کے مقابل

- لذلك الذين اشتد الحيرة الدنيا والآخرة . (البقرہ ۸۱)
 الذين يشربون الحيرة الدنيا والآخرة . (النساء ۴)
 يعلمون ظاهراً من الحيرة الدنيا والآخرة غافلون . (الروم ۷)
 من كنتم تزدون الحيرة الدنيا... ولكن كنتم تزدون الحيرة الدنيا والآخرة . (الزمر ۳۹)
 من كان يريد العاجلة عجلنا له فيها... ومن اراد الآخرة . (الاسراء ۱۹)
 لعنهم الله في الدنيا والآخرة . (الاحزاب ۵۱)
 لنذيقهم هذا الحيرة في الحيرة الدنيا والآخرة لعناب الآخرة اخزى . (محمد صبحہ ۳۵)
 فانما هم الله الحيرة في الحيرة الدنيا والآخرة اكبر لو كانوا يعلمون . (الزمر ۲۱)
 انما هذه الحيرة الدنيا والآخرة هي دار القرار . (المرجن ۳۹)
 ليس له حيرة في الدنيا والآخرة . (المرجن ۴۲)
 فمن اراد العاجلة في الحيرة الدنيا والآخرة . (محمد صبحہ ۳۵)
 من كان يريد حيرة الآخرة نزوله في حيرة من كان يريد حيرة الدنيا . (الشوریٰ ۳۱)
 وان كل ذلك ما متاع الحيرة الدنيا والآخرة عند ربك للفتن . (الزخرف ۳۵)

یذہم فی الدنیا والآخرۃ عذاب النار . (المشر ۴)

بل تؤثثون الخیوة الدنیا والآخرۃ خیر والبقی . (الاعلیٰ ۷۷)

بل تحبون العاجلۃ وتذرون الآخرة . (الغیرہ ۲۱)

قرآن کریم کا بار بار آخت کا یہ بیان اسے ایک اصطلاح بنا چکا ہے اب اسے اس کے ظاہر معنی سے پھینکا اگر کسی تخریف نہیں تو اس کی سی ہے ؟ آخت معنی اللہ علیہ وسلم سے بھی جب ایمان کے سنی پہچے گئے تو آپ نے مومن باہر میں مخرج نفکوں میں بخت کا ذکر کیا یعنی بخت کیلئے ؟ پھر ہی اٹھنا اور اپنے اعمال کا حساب دینا — آخت پر ایمان نہ ہو تو پھر مارا دین بے کار ہے

قادیا نیل کا ایک بے جلیلا حلیج

قادیا نیل معنی جہول الدین جس نے ایک دفعہ حلیج دیا کہ آیات الہیہ پر ایمان کی بحث ہو اور پھر اس میں آخت کا ذکر ہو تو اس سے یوم آخت مراد نہیں ہوتا۔ ہم نے اسی وقت یہ آیت پڑھ دی ۔

واما الذین کفروا وکذبوا بآیاتنا ولقاء الآخرۃ فلعلیکم فی العذاب

محضرون . (سپہ الروم آیت ۱۶)

ترجمہ ۔ وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور جھوٹا ہماری آیات کو اور آخرت کے دن کو وہ مذاب میں اُنکے جہنم گئے

آیات الہیہ سے صرف قرآنی آیات مراد نہیں پہلی دہی الہی بھی اس میں داخل ہے اس کی تکذیب بھی کفر ہے اس کے ساتھ یہاں آخت کی تکذیب کا ذکر ہے۔ یہاں آخت سے مراد انہوی دہی نہیں۔ پھر یہاں صرف آخت نہیں فرمایا لقاء الآخرۃ فرمایا تاکہ کوئی شخص یہاں آخت کے کوئی اور معنی نہ کر سکے۔ اس سے یقیناً یوم آخرت کی حاضری مراد ہے فہمت الذی کفر

وہ ششدر رہ گیا۔

پھر ہم نے جواب اٹھانے کے طور پر پہنچ دیا کہ قرآن کریم میں کہیں متقین کا ذکر ہے اور ان کے ضمن میں آخرت کا لفظ آیا ہے اور آخرت کے معنی انکا جہانِ دہرہ۔ اس حوالے کو تم لکھو اور اس پر آیت پیش کر جبکہ وہ اس کا کوئی جواب دے سکے گا۔ ترجمہ نے پر آیت پڑھ دی۔
وان کل ذلك لما متاع الحياة الدنيا والآخرة عند ربك للمتقين .

(رَبِّ، الرخف ۳۵)

ترجمہ۔ اور یہ سب کچھ ہمیں مگر سامانِ دنیا کی زندگی کا اور آخرت تیرے رب کے ہاں ابھری کی ہے جو اس سے ملے تھے ہیں۔

یہاں متقین کی بحث ہے اور اس میں لفظ آخرت وارد ہے اور وہ بھی مرتبہ طور پر حیاتِ دنیوی کے مقابل وارد ہے۔ کیا اب بھی اس لحاظ تاویل کر کوئی راہ ہے کہ یہاں آخرت سے مراد ایمان نہیں۔ یا قوم البر صکرہ جلت شید۔

کسی کے کلام کی شرح کرنے کے لیے اس کی مراد سے دقتِ فہمی ہے مگر ان میں آخرت کا لفظ یک جگہ نہیں۔ یہ متعدد پیرایوں میں مختلف ہمتیات میں ملتا ہے۔ ان تمام مواقع کو غور رکھے بغیر اسے اپنے کسی پسند کے قالب میں اُکاڑنا ہی وہ تفسیر بولای ہے جس کے بارے میں حضرت خاتم النبیین نے فرمایا جو اس طرح کہے اس کا لکھنا جہنم ہے۔

معنی ختم نبوت پر قرآن کی پانچویں شہادت

مذہبِ تبارک و تعالیٰ نے اپنی اطاعت کے ساتھ صرف ایک پیغمبر علیٰ علیہ وسلم کی اطاعت ایمان والوں پر فرض کی ہے اور یہ قرآنی حکم قیامت تک کے لیے ہے۔ اس امت کے لیے اگر کوئی اور پیغمبر بھی متعدد ہوتا تو وہ نئی شریعت والا ہو یا شریعتِ محمدیہ کے تابع۔ تو رسول پیدا کرتا ہے کہ اس کی اطاعت ایمان والوں پر فرض ہوگی یا نہ؟ پہلی صحت میں یہ اطاعت قرآنی اس فیصلے پر ایک اضافہ ہوگی۔ کیونکہ قرآن پاک صرف ایک پیغمبر کی اطاعت فرض قرار دیتا ہے۔ اور دوسری صحت میں وہ پیغمبر ہی نہ ہوا۔ کیونکہ ہر پیغمبر تا ہی اس لیے ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے۔ سو اب اس جہ کے رسول کے بعد آئندہ اطاعتِ اعلیٰ الامر کی ہوگی اور وہ بھی بایں شرط کہ اعلیٰ الامر کے فیصلے کا خدا اور اس کے رسول پاک کے فیصلے سے کہیں تقادم نہ ہو۔ اعلیٰ الامر کے فیصلے کے خلاف پہل بھی ہو سکتی ہے مگر پیغمبر کا فیصلہ ہر حال میں نازل شدہ ہوگا۔

آیت اطیعوا اللہ و اطیعوا لمرسل و ادخلوا فیہ۔ الامم منکم میں تین صلاحِ مذکورہ گئے ہیں۔ ۱۔ اللہ تعالیٰ۔ ۲۔ اس کے رسول برحق۔ ۳۔ اہلِ امامت جو مسلمانوں میں سے ہیں۔

لیکن لفظ اطیعوا صرف دودفعہ ہے۔ یہ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت مستقل ہے۔ یہ کسی شرط سے مشروط نہیں۔ لیکن دوسری امر کی اطاعت مستقل نہیں یہ اس شرط سے مشروط ہے کہ ان کی بات اللہ کے رسول کے خلاف نہ ہو۔ اس لیے انہیں ہی اطیعوا کے ماتحت لکھا گیا جو المرسل کے لیے وارد ہوا۔

منفرد قرآنی نہایت واضح ہے کہ اس امت کے لیے ہمیشہ تک کے لیے ایک ہی پیغمبر واجب الوجود ہے۔ اس کے بعد اعلیٰ الامر اس مقام پر آئے ہیں لیکن اس امت کے لیے کسی اور نبی کی آمد ہرگز نہیں۔ اس کا اختلاف ہے۔ مدعی یہاں اس کا ذکر ضرور ہوتا تھا۔ ذکر میں کسی بات کا ذکر نہ ہرنا اس کی نفی کا نشان ہوتا ہے قرآن کریم میں ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اطِيعُوا اللَّهَ وَاطِيعُوا الرَّسُولَ وَادْعُوا إِلَى مَا نُنَازِعُكُمْ فِيهِ
فَإِنَّ أَكْثَرَكُمْ مُشْرِكُونَ وَاللَّهُ عَظِيمٌ
بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا (پہلے آیت ۵۹)
ترجمہ اے ایمان والو! حکم کرو اللہ کا۔ اور حکم کرو رسول کا۔ بعد ان حکم کا
کا جو تم میں سے ہوں۔ پھر اگر تمہارا دامن حاکموں سے، کسی بات میں اختلاف
ہو جائے تو تم سے نفاذ اللہ اور اس کے رسول کی طرف۔ اگر حقیقی یقین
رکھتے ہو اللہ پر اور قیامت کے دن پر۔ یہ بات اچھی ہے اور بہت
مہتمم ہے اس کا اہتمام۔

اس آیت میں حکمرانوں سے مراد استعماری حکمران بھی ہیں اور وہ بھی جن کی حکومت ظلم پر
چلتی ہے اور عام مسلمان مبتلائی مسائل میں ان کے تابع ہوتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے بعد اگر کسی اور نبی کی بعثت مقدر تھی تو آپ کے بعد امت میں مجتہدین اور ائمہ فقیہ
اس مرتبہ پہنچ گئے کہ حضور کے بعد امت میں ان کی پیروی جاری ہو۔ اور استعماری امور میں
بھی حضور کے بعد حکمرانوں کی صلاحیت لازم ہونا اسے نعم نبوت کا دلی ثبوت ہے۔ جس طرح صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا میرے بعد کوئی نبی نہیں، اس غلط فہمی سے ہمیں گئے۔ تم کے بعد
دیجئے ان سے وفا کرنا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اگر کسی تابع شریعت محمدیہ نبی کی گنجائش تھی تو یہاں پر
الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو بیان اس کا ذکر ضرور ہوتا۔ اس سے غلط فہمی سے ہمیں بچنا۔

مرزا غلام احمد کو اولی الامر میں داخل کرنے کی کوشش

امان قادیانی مرزا غلام احمد کو اُن اطاعت بنائے گئے اسے اولی الامر میں لانے کی بھی کوشش کی گئی۔ انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ اس آیت میں اول الامر کے ساتھ اختلاف کرنے کی ممانعت دی گئی ہے اور سمجھا گیا ہے کہ اگر متبداً اولی الامر کے ساتھ کوئی تنازعہ ہو جائے تو پھر اپنے اس اختلاف کا شرعاً (قرآن کریم) اور اس کے رسول (رسالت) کی طرف رجوع کرنا ہی اس کی تیسری اطاعت نہیں۔ بین المذاہب صرف اہل دل و دماغ میں تھیں۔ جب خود اولی الامر سے ہی اختلاف ہو تو پھر صرف وہ اطاعتیں ہیں اور یہی طریق ہے جس کا انجام بہتر ہو سکتا ہے۔

بنی غیر تشریع بھی ہو تو اس کے ماننے والوں پر اس کی اطاعت لازم ہوگی بنی سے متکاف کو نہ کہ اس کے پاس آپس میں بھی بحف و اختلاف بھی جائز نہیں۔

حضرت علیؓ علیہ السلام نے ایک دفعہ اجماع کو آپس میں جھگڑتے سنا تو فرمایا۔
وما یبغی عندہ جف تنازع

ترجمہ۔ بنی کے پاس تنازع نہ چاہیے۔

مرزا غلام احمد کو کسی طرح غیر تشریعی جہت کا دعوہ نہیں دیا جاسکتا۔ اولی الامر دنیا میں کب تک ہوں گے جب تک دنیا ہوگی۔ معلوم ہوا کہ اب قیامت تک حضور کے بعد صرف اولی الامر ائق اتباع ہوں گے کسی اور بنی کی آمد اس امت میں متوقع نہیں ہے اور نہ اس کی کوئی گنجائش ہے۔

مرزا غلام احمد تو انگیزوں کو اپنے اولی الامر میں داخل کرنے کی کوشش کر سکا۔ نادان قادیانی کیسے ہیں جو خود مرزا غلام احمد کو اس صف میں لانے کے میں ہیں۔ اور وہ کس لیے ایسا کرتے ہیں جس میں اس لیے کسی طرح مرزا غلام احمد کو وہ اپنے لیے ائق اتباع ٹھہرا سکیں۔

ماہ صیغہ ہندی جلد ۲۵۴ جلد ۲۵۴ صیغہ مسلم جلد ۲۵۴

معنی ختم نبوت پر قرآن کی تھپی شہادت

ومن یشاق الرسول من بعد ما تبین له الهدی ویفیع غیر سبیل
 للؤمنین خولہ ما قویٰ وفضلہ جہنم وملت حصیل (رپ الفہم ۱۱۵)
 ترجمہ۔ اور جو کوئی خلاف کسے اس رسول کا۔ بعد اس کے کہ ظاہر ہوئی اس
 کے لیے ہدایت اور پیروی کسے ان مسلمانوں کے علاوہ کسی اور راہ کی توہم
 سے لگا دیں گے اسی راہ پر مبعوثہ پہلا اور سے پہنچائیں گے جہنم میں، جو
 بڑا ٹھکانہ ہے۔

یہاں الرسول سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی ہے اور آپ کے
 تابع ہر کہنا فرض بتایا گیا ہے۔ آپ کے بعد اگر کوئی پیروی ہے تو وہ سبیل المؤمنین کی ہے جو
 اس وقت ایمان لانے ہوئے تھے، اور حضور کے ساتھ تھے۔ اس آیت نے بتلایا کہ آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے بعد آئندہ مسلمانوں پر اگر کوئی لازم اتباع ہے تو وہ صحابہ کرام کی
 ہے۔ راہ حق ہے تو وہ ما نا علیہ واما بعد ہے۔

قرآن کریم کا یہ حکم قیامت تک کے لیے ہے۔ حضور کے بعد کسی اور نبی کی بشارت ممکن ہوئی
 تو یہاں اس کی اتباع کا بھی ذکر ہوتا۔ کیونکہ انبیاء تو آتے ہی اتباع کے لیے ہیں۔ یہ کیسا نبی ہے
 جس کی اطاعت کا پورے قرآن میں کہیں اشارہ تک نہیں ملتا۔ حضور کے بعد اگر کوئی اطاعت
 ہے تو وہ سبیل المؤمنین کی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اگر کوئی نبی یا نبی جو یز کیا جائے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ
 صحابہ کرام کی اتباع کسے لایا نہیں۔ اگر کرے گا تو وہ نبی کا ہے کا ہوا۔ نبی تو اتباع
 کالے آتے ہیں۔ نہ کہ میرا نبی کی اتباع کرنے کے لیے۔ اور اگر وہ ان کی اتباع نہ
 کرے گا تو اس آیت کی رو سے وہ جہنمی قرار پائے گا۔ کیونکہ یہ آیت ہر اس شخص کو جہنم میں

پہنچا رہی ہے جو صحابہ کے طریق کے سوا کسی اور راہ پر چلا۔

اگر خدا کا پیغمبر اگر وہ غیر قریشی نبوت کا مدعی کیوں نہ ہو، بھی دنیا میں آکر صحابہ کی پیروی کا ہی مکتب ٹھہرے۔ تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر اس کے آنے کی کیا ضرورت ہو گئی؟ ہم بعد ادب عرض کریں گے جناب پیچھے ہی رہیں۔ آپ کے لیے یہاں کوئی جگہ نہیں ہے۔ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام بعد نزول صحابہ کی پیروی کریں گے اور اس امت کے ایک فرد (حضرت عہدی) کے پیچھے نماز پڑھیں گے تو یہ امت کا شرف اور اعزاز ہے۔ مگر عیسیٰ علیہ السلام کی اس میں کوئی توہین نہیں۔ آپ اپنے کسی گروہ کی قیادت کے لیے نہ آئیں گے اس امت کے ساتھ رہنے کے لیے آئیں گے۔

امت ہمیشہ حق پر رہے گی

قرآن کریم میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت امت کی مخالفت و دوزخ کو ایک ڈیڑی میں پر مدیا گیا ہے اور اس پر جہنم کا وعدہ نکلی گئی ہے۔

وَمَن يَخْلُقِ الْإِنسَانَ مِنۢ بَدَنٍ مَّائِينَ
فَوَلَدَهِ نَجْفًا ذَلِيلًا
فَوَلَدَهِ نَجْفًا ذَلِيلًا
(پہلے انشراح ۱۶)

ترجمہ۔ اور جو مخالفت کرے اس رسول کی بعد اس کے کہ کھل چکی اس پر سیدھی راہ اللہ چلے مسلمانوں کے رستہ کے خلاف ہم پھیر دیں گے اس کی طرف بعد صرف پھر اللہ سے جہنم رسید کریں گے اللہ وہ بہت بُری جگہ ہے۔

سید امت جس بات پر جمع ہو جائے اور اس پر صدیقین گزر جائیں اور ہر دم میں اہل حق اسی ایک بات کی نوا کی کہ سنے لے ہوں وہ بات کیسے غلط ہو سکتی ہے؟ — اللہ اگر یہ کوئی غلطی محض حق تو پھر عہدینہ وقت لے کیوں اس کی اصلاح نہ کی جودہ بھی وہی بات کہتے رہے جو اس بات میں امت کا اجماعی موقف رہا۔

معنی ختم نبوت پر قرآن کی ساتویں شہادت

۲۔ حضرت علیؓ علیہ السلام کی بعثت امین میں ہوئی آپ نے انہیں اللہ کی کتاب دی انہیں تزکیہ کی حدت دی اور انہیں کتاب و سنت کی تعلیم دی اس سے پہلے وہ مرتج گمراہی میں پڑے تھے۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ آپ کی بعثت صوف انہی لوگوں کے لیے تھی یا کچھ لوگوں کے لیے بھی؟ قرآن کریم سے پتہ چلتا ہے کہ آپ پہلے لوگوں کے لیے بھی نبی تھے اور آپ کی بعثت امین اور آخرین دونوں کے لیے ہے۔

یہ آخرین کو کہیں ہیں، قرآن کریم میں یہ لفظ اولین کے مقابل میں آیا ہے۔

ثَلَاثِينَ اَوَّلِينَ وَاٰخِرِينَ (پہلے اور آخر)

اَلَمْ يَهْدِ الْاَوَّلِينَ اَنْ يَنْتَبِعُوا الْاٰخِرِينَ۔ (پہلے اور آخر)

۳۔ حضرت علیؓ علیہ السلام کی بعثت اور رحمت میں اولین امین تھے اور پھر آخرین۔ آخرین کا لفظ مکانی طور پر تمام اطراف عرب اور احاطہ کرتا ہے۔ چنانچہ آپ نے تمام عرب ملک کو اپنی رحمت کے غوطہ کھینے اور ملحق ہونے پر یہ ان تمام لوگوں کو شامل ہے جو قیامت تک آئندہ ہمنے رہیں گے آپ یقیناً ان سب کچھوں کے لیے بھی نبی ہیں اور آپ کی بعثت امین اور آخرین دونوں کے لیے ہے۔

هَذَا لَكُمْ اَمْرٌ مِنْكُمْ اَلَمْ يَهْدِ الْاَوَّلِينَ اَنْ يَنْتَبِعُوا الْاٰخِرِينَ۔

ترجمہ: اے نبی لوگوں میں سے لوگوں کے سوا جس نے بھی نبی نہ ہو گا علیؓ علیہ السلام

کا بعد نبی کی رو سے اس میں آتے ہیں

شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ فرماتے ہیں۔

۱۔ تفسیر جامعہ

مدیٹ میں ہے کہ جب آپ سے واخرین منہملا بلعقوا بعد کی نسبت
 سال کیا گیا تو آپ نے سلمان فارسی کے شانہ پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ اگر علم
 یا دین ثریا پر جا پہنچے گا تو اس کی قوم فارس کا مردوں سے بھی اُسے
 لے آئے گا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی وضاحت سے اپنا عزم بٹھتے بتلایا اور بتلایا کہ
 آئندہ آنے والے لوگوں کے لیے بھی میں ہی پیغمبر بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ یہ اہلئے فارس نبوت
 کے ماننے والوں میں سے ہوں گے مالمین نبوت نہ ہوں گے ان کی انتہا ہے پر دوزخیتاؤں
 تک ہر کھلے گئے عرش اور ذوالعرش تک نہیں عرش والے سے دین لانے والا امتین
 اور آخرین دونوں کے لیے میں ہی ہوں۔ اور آخرین کا عزم بھی مکان و زمین کی دونوں
 دستانوں کو شامل ہے ارشاد ہوتا ہے۔

هو الله جث في الامتين رسولاً منهم يتلوا عليهم اياته وينجيهم
 ويعلمهم الكتاب والحكمة وان كانوا من قبل لفى ضلالٍ مبين ۝ و
 واخرين منهم لما بلعقوا بعد هو العزيز الحكيم ۝ (پٹ، اکھم)
 ترجمہ: وہ ہے جس نے اپنا ایک رسول امتین میں بھیجا۔ پڑھتا ہے ان کے
 پاس ان کی آیتیں اور ان کے دل سزا دیتا ہے اور سکھاتا ہے کتاب و
 سنت اور اس سے پہلے وہ صریح گلواری میں تھے اور وہ مبحث ہے ان
 پھلوں کے لیے بھی جو ابھی ان سے نہیں ملے اور وہ ہے غالب۔
 حکمت والا۔

آخرین سے مراد مکانا سب بھی ہیں اور زمانا آخری دور کے سب انسان جن کے بعد
 دنیا کی صف لپیٹ دی جائے گی حضرت سہیل بن سعد الساعدی کی ایک روایت آخرین کے

لے تفسیر عثمانی ص ۱۱۷ پٹ

مہرم نغانی کو رک سب کچھ کئے والے اس میں شامل ہیں، کمال واضح کرتی ہے۔ حوت بہل
کہتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ان فی اصحاب اصحاب اصحاب رجال و نساء من تقی یہ خلون

الجنة بنیر حساب (ثم قرأ) و اخرین منهم لما یلقوا بہم

ترجمہ: بے شک میری امت کے مردوں اور عورتوں کی پشت در پشت
در پشت ایسے لوگ ہوں گے جو بے حساب بہشت میں جائیں گے۔

(حضرت سہلؓ کہتے ہیں حضورؐ نے اس پر یہ آیت پڑھی) و اخرین منهم لما یلقوا بہم

اس سے پتہ چلا کہ وہ آخرین سب حضورؐ کی امت میں سے ہوں گے۔ حافظ ابن کثیرؒ
اس حدیث کو بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

یعنی من بقی من امة محمد صلی اللہ علیہ وسلم

اور انباء فخرس والی حدیث جو حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے اسے اس آیت کا تفسیر
میں لا کر لکھتے ہیں۔

فی هذا الحديث دليل على ان هذه السورة مكية و على عموم

بعثته صلی اللہ علیہ وسلم الى جميع الناس لانه خبر قوله تعالى

و اخرین منهم بفارس و لهذا كتب كعبه الى فارس لادوم و

غيرهم من الامم

ترجمہ: اس حدیث میں اس پر دلیل ہے کہ سورۃ مجید مکی ہے اور یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کی بعثت راہزنہ کرنے والے، تمام لوگوں کے لیے ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان

و اخرین منهم میں ان لوگوں کی شانہ ہی ہے جو فارس میں ہوں گے۔ آپؐ نے اسی

لیے فخرس، دوم اور دوسرے ممالک کو اپنی رسالت کے خطوط بھیجے۔

ما تفسیر ابن کثیر جلد ۹ ص ۲۱۹ مے ایٹا

آپ نے سب تصریح محدثین ثریا تک پہنچنے والے حضرت میں امام ابوحنیفہؒ و غیرہ
 مراد لیے ہیں کئی غیر تشریحی نجی نہیں۔ نجی تشریحی ہر یا غیر تشریحی اس کی روحانی پہلہ از عرش
 والے تک ہوتی ہے صرف ثریا تک نہیں۔ محدثین حد مفسرین کی لان و معائنوں سے پتہ چلتا
 ہے کہ انہوں نے اس آیت سے یہی سمجھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کئی غیر تشریحی نجی نہ ہو
 گا صرف یہ ہے کہ آپ کی امت میں حضرت امام ابوحنیفہؒ جیسے بل کمال پیدا ہوں گے اور
 امت ان کی راہنمائی میں ان کے نقش قدم پر چلے گی۔

معنی ختم نبوت پر قرآن کی اٹھویں شہادت

قل، امنا باللہ وما انزل حلینا وما انزل علی ابراہیم واسمعیل و اسحق
 و یعقوب و اسباط و ما اوتیٰ موسیٰ و عیسیٰ و النبیون من ربہم
 لا نفترق بین احدہم منهم و نحن لہ مسلمون۔ (پ کا آل عمران آیت ۸۴)
 ترجمہ: آپ کہہ دیں ہم ہر پر ایمان لائے۔ اس پر ایمان لائے جو ہم پر اترا۔
 اور اس پر جو حضرت ابراہیمؑ حضرت اسحاقؑ اور حضرت یعقوبؑ پر اترا
 گیا اور اس پر بھی جو حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ اور سب نجی دیئے گئے
 ہم ان میں سے کسی کو الگ نہیں کرتے اور ہم اس کے (سب پیغمبروں کو)
 ماننے والے ہیں۔

اس صف انبیاء میں حضرت نوح علیہ السلام اور ان کے بعد آنے والے نبیوں کا ذکر
 کہاں ہے؛ یہ آخری الفاظ والنبیون من ربہم میں ہے کہ جو کچھ تمام نبیوں کو دیا گیا ہم
 سب پر ایمان لاتے ہیں اور صف انبیاء میں سے کسی کو نہیں نکالتے۔ سب پر اور ان پر
 اتنے کلام پر ایمان لاتے ہیں۔

یہ بات کہ ہم ان کے نبیوں میں سے کسی کا انکار نہیں کرتے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ سب نجی

اس دنیا میں آچکے ہوں اور ہمارے خدا علیہ السلام پر ایمان لانا ان تمام خیروں کی تصدیق ہے۔ اگرچہ اللہ نبی بھی آئے باقی ہوں تو قرآن کا یہ اعلان لا تفرق بین احدہم وجماعہ جلاہت سے بگڑتا ہے۔ حساب میں تفریق ہمیشہ جمع کے بعد آتی ہے اگرچہ خدا کے تمام انبیاء و رسل جنت میں اس زمین پر جمع نہیں ہو چکے تو یہ تفریق کہنے کا اعلان کیا۔ تفریق بھی ہو سکتی ہے جب پہلے سب جمع ہو چکے ہوں۔

سوال : یہ تمام انبیاء اپنے اپنے وقت میں آئے اور جلتے رہے یہ کبھی یک جا نہیں ہوئے غیب یہ کبھی یک جا نہیں ہوئے تو پھر تفریق کا سوا کیا؟

جواب :

”سب انبیاء صریح کی رات بیت المقدس میں جمع ہوئے تھے یہ جمع ہونے کی منزل گنبد چکی تھی یہ تفریق نہ کرنے کا اعلان اس کے بعد کیا۔“

سوال : اگر حضور کے بعد بھی کچھ نبیوں نے آنا ہوتا تو اگر تشریفی درجے میں تو رسل پہلا ہوتا ہے کہ وہ اس رات بیت المقدس میں آئے ہوں گے یا نہ؟ اور اگر ایسا کئی مترخص ہو لے وہاں دیکھا تو کیا آپ نے اس اہم بات کا اپنے صحابہ سے ذکر کیا؟

جواب : حضور کے بعد اگر تشریفی نبیوں کی جنت مقدس ہوئی تو اس رات پر حضور کو ضرور دکھائے جاتے۔ یہ ٹکڑی صرف طوفاً انبیاء و رسل کا موقع نہ تھا حضور خاتم النبیین کی امامت کبریٰ کا موقع نہ تھا جو اس رات حضور کی امامت میں نہ آئے۔ وہ دنیا میں آکر حضور کی امامت میں کیسے چل سکیں گے۔ اس رات تو تمام کچھ تشریفی والے بھی حضور کے مقتدی ہو گئے تھے۔ اس امت میں آئے والے یہ غیر تشریفی نبی کہنے کا دارہ رکھے کہ اس رات حضور کی امامت میں جگہ نہ پائے۔ حق یہ ہے کہ دنیا میں سب معصی انبیاء پوری ہو چکی تھی۔ جب یہ واقعہ اسرار میں آیا اور حضور کے بعد کسی غیر تشریفی نبی کا آنا مقدس نہ تھا اور نہ وہاں کسی ایسے لوگوں کی حاضری تھی۔ اگر ایسا ہوتا تو حضور ضرور اپنے صحابہ کو حدود

اس دلچسپ متحرک جبر دیتے۔

سوال: اللہ تعالیٰ نے آیت مذکورہ بالا میں تمام نبیوں کا ذکر و معاوضیٰ میں سنی و عینی والنبیون من رجمہ کے بعد کیا ہے کیا مرئی اور عینی علیہا السلام کے بعد بھی کوئی نبی لائے تھے؟

جواب: ہاں حضرت مرئی کے بعد کوئی نبی لائے جو تورات کے مطابق فیصلے کرتے رہے وہ غیر تشریفی انبیاء تھے مگر لائے حضرت عینی علیہ السلام کے۔

انا انزلنا التوراة فیہا ہدیٰ وفورۃ یحکم بہا البقیون۔ (پہلا، المائدہ ۴۴)

ترجمہ: جسک ہم نے تورات انکار کی اس میں ہدایت تھی اور نور تھا ان کے نبی اسی کے مطابق فیصلے کرتے تھے۔

ہمارا ان تمام نبیوں پر بھی ایمان ہے جو حضرت مرئی علیہ السلام کے بعد آتے رہے ان نبیوں کو اسی صنف انبیاء میں شمار کرنے کے لیے ان کا ذکر معاوضیٰ میں سنی و عینی کے بعد کیا گیا۔ صنف انبیاء ان غیر تشریفی انبیاء کو بھی شامل ہر جہانے اب یہ صنف پُر دی ہو چکی ہے اور ہم اس صنف انبیاء میں کسی کا استعلا نہیں کرتے۔ اب حضور کے بعد کوئی نبی نہ ہو گا۔ نہ تشریفی اور نہ غیر تشریفی۔ اس آیت سے ختمِ نبوت کے یہی معنی سمجھ میں آتے ہیں۔

معنی ختمِ نبوت پر قرآن کی نوں شہادت

قرآن کریم میں اس امت کا نام آخرین ہے یعنی آخری امت اس سے صاف ظاہر ہے کہ نہ آئندہ کوئی نبی ہو گا نہ کوئی اور امت۔ قرآن کریم میں ہے۔

ثالثہ من الاولین وثالثہ من الاخرین۔ (پہلا، الاحقاف)

ترجمہ: تیسریوں میں بہت سے لوگ پہلوں میں ہوں گے اور بہت سے آخرین میں ہے۔

اولین سے مراد یا تو اہم سابقہ ہیں اور یا اس امت کے مددِ اہل کے لوگ۔ جو کثرت

سے جنتی ہونے۔ لیکن آخرین سے مراد بالاتفاق امت محمدیہ ہے خاص طور پر اس کا ایک زمانے کا لقب۔ انہیں آخرین اسی لیے کہا گیا کہ یہ اس دنیا کے آخری دور کے لوگ ہیں اور یہ قہمی ہو سکتا ہے کہ یہ آخرین اسی پیغمبر آخر الزمان کی امت ہوں اور آپ کے کوئی اور نبی نہ ہو۔

طبرانی نے حضرت ابو بکرؓ کی ایک حدیث بندہ سن لعل کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت پر فرمایا ہما جیئنا من ہذہ الامۃ یہ دونوں اسی امت کے تھے جس میں پہلوں سے بھی گروہ کے گروہ جنت میں ہوں گے اور پھلوں سے بھی گروہ کے گروہ۔ لیکن امام تفسیر حن بصریؒ کہتے ہیں:-

ثَلَاثَةٌ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ (مِنَ الْأُمَمِ) وَثَلَاثَةٌ مِنَ الْآخِرِينَ (أُمَّةٌ مُحَمَّدٍ) صَلَّی اللہ علیہ وسلمؐ

حضرت شاہ عبدالقادر محدث دہلویؒ لکھتے ہیں:-

پہلے کہا پہلی امتوں کو اور پہلے اس امت کو یا پہلے پہلے اسی امت کے مراد ہوں گے۔

جو صورت بھی ہر آخرین سے بالاتفاق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت مراد ہے حضرت کی امت کا نام آخرین ہونا اس بات کی قوی شہادت ہے کہ آپ آخری نبی ہیں اور آپ کی بعد کوئی نبی تشریفی ہو یا غیر تشریفی نہ ہوگا۔ اگر آپ کے بعد کسی غیر تشریفی نبی کا ہونا مان لیا جائے تو ظاہر ہے کہ پھر اس کی امت آخری امت ہوگی نہ کہ یہ امت آخرین کا نام پائے۔ جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے گا..... ضرور ہے کہ وہ ایک امت بنا بناوے جو اس کو نبی سمجھتی ہو۔

احادیث اور ختم نبوت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ختم نبوت کا اعلان ایک عنوان سے نہیں کئی عنوانوں سے فرمایا ہے۔ اور پھر ایک عنوان بھی صرف ایک موقع پر نہیں اس کے کئی پیرایہ بیان ہیں۔ اسکا۔ میں اس کی اس قدر وضاحت اور صریح دلالت ملتی ہے کہ ختم نبوت کا کوئی پہلو معرض خفا میں نہیں رہتا۔

حقیقت و مجاز کا استعمال ہرزبان اور ہر مخاطب میں ہوتا ہے جمہور کی عادت یہی ہے کہ جہاں کسی بات سے انکار کرنا ہو اسے مجازی معنی پہنایے اور حقیقت سے جان پھڑا لی لیکن ایک حقیقت جب مختلف پیرائیوں میں بیان ہو اور بعض پیرائیوں میں کسی مجازی معنی کی بالکل گمراہی نہ ہو تو یہ صورت حال اس یقین کے لیے کافی ہے کہ یہ سب دلائل ایک معنی کے گرد گھوم رہی ہیں۔ بحکماء خود دلالت کرتا ہے کہ بات بہت اہم ہے۔ اہم امور قارئین فیصلے و قضیتیں اور سرکاری احکام مجازی پیرایہ بیان میں پیش نہیں ہوتے اور پھر یہاں بہت بعض اوقات یہاں تک بڑھ جاتی ہے کہ بات حتم سے کہنی پڑتی ہے تو ایسی صورتوں میں مجازی معنی مراد لینا کسی طرح درست نہیں ہوتا۔

ہمیں اطلاع ملتی ہے کہ شیر ۱۶۔ ہو سکتا ہے کہ نظریہ یہاں تحقیق معنوں میں نہیں کسی بہادر انسان کے لیے استعمال ہوا ہو اور اپنے مجازی معنی میں ہو لیکن اس کے بعد جب کوئی یہ بھی کہہ دے کہ اسے جنگل کا بادشاہ کہتے ہیں۔ اور یہ بھی پتہ چل جائے کہ وہ افرتی سے لایا گیا ہے اور اس کی گردن پر لیے لیے ہل میں تو ان سب مراحلوں کے بعد ہر ایک بات کو کہیں کہیں کر مجاز کے قالب میں ڈھانا اور حقیقت الامکا انکار کرتے چلے جانا یہ ایک شلارت نہیں تو ادا کیا ہے؟

اس حقیقت سے انکار کی کوئی گنجائش نہیں کہ یہاں لفظ شیر سے اصل و زندہ مراد تھا نہ کہ بہادری
اور یہ وہ حقیقت ہے جو یہاں مختلف پیرائیوں میں بیان کی گئی ہے

۲ حضرت علی رضی اللہ عنہ وسلم نے بہت واضح طور پر فرمایا اور بار بار فرمایا کہ میرے بعد
کوئی نبی نہیں۔ بعد کے حقیقی معنی بعد کے ہیں۔ جیسے حضرت یعقوب علیہ السلام نے
اپنے آخری وقت میں اپنے بیٹوں سے پوچھا۔ ما بعدون من بعدی۔ تم کس کی عبادت
کرو گے میرے بعد (دہل ۱۱، البقرہ ع ۱۶) یا جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہ وہ خود سے
واپسی پر کھڑا اپنے والدین سے کہا۔ بشعنا خلفنونی من بعدی۔ تم نے میری بڑی نیابت کی
میرے بعد (دہل ۱۸، الاحزاب ع ۱۸) یا جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام
کو کہا تھا۔ ان سالتک عن منی بعدہا فلا تصحیفی قد بلغت من لدنی عذرا۔ اگر بس
کے بعد کوئی چیز آپ سے پوچھوں تو مجھے اپنے ساتھ نہ رکھنا۔ آپ نے میری طرف سے وعدہ
پورا کر دیا۔ (دہل ۱۰، الکہف ع ۱۰)

ہاں یہاں یہ لفظ بعدیت زمانی کے لیے نہ لیا جاسکے۔ مثلاً یہ کہ اللہ کی طرف مضاف
ہو جس کے لیے کوئی بعدیت زمانی نہیں تو اس وحدت میں اس کے معنی مجاہدی لیے جائیں گے۔
جیسے فہام حدیث بعد اللہ و یا تہ یؤمنون۔ پھر کون سی بات اللہ اور اس کی باتوں کو چھوڑ
کر وہ بائیں گے۔ (دہل ۱۱، البقرہ ع ۱۶) یہاں لفظ بعد اللہ کی طرف مضاف ہے جس کے لیے کوئی
زمانی اولیت اور بعدیت نہیں۔ هو الاول والآخر والظہر والظہر اس آیت کو مثال بنا کر لفظ بعد کے
ایک معنی چھوڑنے اور خلاف کہنے کے مستقل طور پر وضع کر لینا اور پھر اسے حدیث لا نبی بعدی
(میرے بعد کوئی نبی نہیں) میں چسپاں کرنا علم و دیانت سے کھینچنا نہیں تو اور کیا ہے۔

جو شخص لفظ بعد کو اس کے اصلی حقیقی اور عام معنی سے جس کے شرابہ محرک کریم
اعظم ارشاد ص ۱۲۰، روف رحیم ص ۱۲۰، علیہ السلام میں بہت کثرت سے پھیلے ہوئے ہیں یکسر ہٹا کر
حدیث لا نبی بعدی میں اسے ایک نادر اور مجازی معنی میں لیتا ہے۔ اسے یہ بھی دیکھنا ہوگا

کہ یہاں نقطہ بعد کہ اس کے حقیقی معنوں سے پھیرنے کے لیے ہیں کیا مجبوری ہے؟ جب تک حقیقی معنی مراد لینے میں کوئی اصولی وقت نہ ہو مجاہزی معنی مراد لینے کی کیا گنجائش ہے؟ حدیث لا ینتی بعدی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف موقعوں پر کئی پرانے میں بیان فرمایا کیا اسلام کا ایک قطعی عنوان نہیں، اور کیا اس قسم کی تعلیمات میں مجاہزی تعبیرات چل سکتی ہیں؟ کیا اسلام کے دوسرے اساسی عقائد میں اس کی مثال ملتی ہے؟ عقائد کی کتابوں میں جہاں افضل الناس بعد الانبیاء کا ذکر آتا ہے اور اس کے بعد یہ الفاظ ملتے ہیں۔ ثم من بعده حسن کیا نقطہ بعد میں یہاں یہی معنی مراد ہوں گے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب لا ینتی بعدی فرمایا تھا تو صحابہ کرامؓ اور ان کے بعد پوری امت نے اس نقطہ بعد کے کیا معنی سمجھے تھے؟ یہ وہ سوالات ہیں جنہیں پیش نظر رکھنے کے بعد کوئی شخص نقطہ بعد سے یہ مجاہزی کھیل نہ کھیل سکے گا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسند ختم نبوت لا ینتی بعدی کو مختلف پیرایوں میں لاکر ہی نہیں سمجھایا بلکہ آپ نے اسلام کے اس قطعی مسند کے لیے اور بھی کئی عنوان اختیار فرمائے۔ کبھی ایسی نئی فرمائی کہ کسی دوسرے معنوں کا احتمال تک ہے جیسے لعمریق من اللغو الا المبشرات (نبوت کا کوئی جزو باقی نہیں رہا سوائے سچے خوابوں کے) یا میں منقطع النبوة والرسالة (نبوت اور رسالت دونوں کا سلسلہ منقطع ہو گیا ہے) کبھی آپ نے سچے خاتم النبیین ہونے کو قبر نبوت کی آخری اینٹ کہا کبھی آپ نے اپنے آپ کو العاقب (سب سے پچھلا) بتلایا کبھی یوں کہا کہ پیغمبروں کا سلسلہ مجھ پر ختم کیا گیا۔ کبھی یہ کہا کہ سب لوگوں کے لیے میں ہی بھیجا گیا ہوں کبھی آپ نے اپنے آخر الانبیاء ہونے اور مس امت کے آخر الامم ہونے کو ایک سابق میں ذکر فرمایا۔ کبھی فرمایا کہ میرے بعد اگر کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتے۔ کبھی کہا کہ میرے بعد انبیاء نہیں اب خلفاء کا سلسلہ چلے گا وغیرہ۔

من التعبیات

ماہل کلام ایک سلاخ غم نبوت حدیث میں اتنے متعدد عزائمات اور بیسیوں تعبیرات سے وارد ہوا ہے کہ ان تمام مواد کو پیش نظر رکھ کر نقطہ بعد کے کوئی نادار اور مجاہد معنی مراد لینا ایک سچی ناکام ہے۔ علمی طور پر اس کا کوئی وزن نہیں اور شرعی طور پر یہ ایک کھٹلا زندہ و الماد ہے۔

اس پر منظر کو سامنے رکھتے ہوئے کچھ حنفی مرتبت کے ارشادات پر غور فرمائیں اور دیکھیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لاینبی بعدی کے کیا معنی سمجھائے اور عقیدہ ختم نبوة امت کو کن معنوں میں دیا۔ ان اُمادیث کے امت نے اب تک کیا معنی سمجھے اور اس معنی پر ہجوم پر اُمادیث کی دلالت کتنی صریح اور صمیم ہے۔

قد انتظمت کے معنی سمجھنے، انتظاح کا مطلق یا قبل سے ہوتا ہے حنفی کی بحث پر اب بزرگوں کا کوئی تسل نہیں انتظاح ہر گز یہ رات جامع لڑتایاقتاد رہنے والی ہے اس پر سال ملتا ہوتا ہے کہ اگر کوئی بیوی بھائی کے ترکہ کو جب یہ ہے کہ وہ حنفی کے خیر صیغہ کے تابع ہر کہ ہے گا اس کی اپنی شریعت چیلنگ اس حد تک متعلق قابل ہے

اب دیکھئے کہ علامہ طحطاوی مرتبہ جناب تاجدار ختمِ نبوت نے آیت خاتم النبیین کے کیا معنی سمجھائے ہیں۔

معنی ختمِ نبوت پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی شہادت

① — حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

انه سيكون في امتي ثلاثون كذا ابون كلهم يزعم انه نبي وانما خاتم النبیین الا نبي بعدی بل

ترجمہ: تحقیق میری امت میں تین بڑے کذاب ظاہر ہوں گے ہر ایک کا لگان ہر گاہ کہ وہ اللہ کا نبی ہے۔ ملائکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نئی نہیں اس حدیث میں علامہ نے تصریح فرمائی کہ جبرائیلؑ درمیانِ نبوت میری امت میں سے ہوں گے اور اسحق اور محمدؐ ہی ہونے کے مدعی ہوں گے۔ چنانچہ غلطی اتنی ظاہر ہے اور ان کے جبرائیل ہونے کی دلیل یہ بیان فرمائی کہ ملائکہ میں خاتم النبیین ہوں؟

اس سے واضح ہوا کہ اتنی جہی ہونے کا دعویٰ بھی آیت خاتم النبیین کے خلاف ہے اور علامہ کے بعد کوئی خیر تفسیری تب بھی پیدا نہ ہوگا۔

② — آپؐ نے جبرائیلؑ درمیانِ نبوت کے جھٹا ہونے کی دلیل یہ بیان فرمائی کہ وہ اپنے آپ کو نبی گمان کرے گا ملائکہ میں خاتم النبیین ہوں معلوم ہوا کہ ان کے دجال اور کذاب ہونے کی سب سے بڑی دلیل خود ان کا مدعی نبوت ہونا ہے کسی اور دلیل کی حاجت نہیں یہاں صرف یہی نہیں فرمایا کہ ان کا دعویٰ نبوت غلط ہوگا بلکہ فرمایا کہ ان کا دعویٰ نبوت میری ختمِ نبوت سے متصادم ہوتا ہے اس سے ختمِ نبوت کے معنی اور واضح ہو گئے۔

یہ ختمِ نبوت کا اعجاز تھا کہ خوب غفلت میں سوتی قوم پھر سے بیدار ہو گئی۔

② — آپ نے آیت خاتم النبیین کے معنی یہی بیان فرمائے کہ آپ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہو گا کیونکہ فقط خاتم النبیین جس سیاق و سباق میں وارد ہے اس کے معنی حاتمی بنی کے سوا اور ہی نہیں گئے۔ اگر یہ معنی کیا جائے کہ۔

”میرے بعد میں دجال و کذاب امتی بنی ہونے کا دعویٰ کریں گے مگر
میں نبیوں کی مہربانوں میں سے میری امت میں بنی نہیں گئے۔“
قرآن کا یہ الفاظ مہمل ہو جائے گا کہ اس میں یہی چیز کو ثابت کیا جا رہا ہے جسے کہ
نہ کیا جا رہا ہے۔ چوتھوں کے واضح صوبہ و الفہم کی طرف متوجہ کیا جائے پس واضح ہوا کہ حضور
کے نزدیک خاتم النبیین کا معنی یہ ہے کہ کوئی امتی بنی بھی نہیں بنے گا۔

③ — ہناری کی روایت میں یہاں کتبوں کے ساتھ دجال کا خط بھی موجود ہے۔ اور
دجال کی تشریح مرزا غلام احمد خدائن الفاعل میں بیان کرتے ہیں۔

دجال کے لیے فرود ی ہے کہ کسی بنی برحق کا تابع ہو کر پھر برحق کے ساتھ
ہل دے گا۔

دجال کے معنی یہ ہیں اس کے بعد کہ نہیں کہ جو شخص دھوکہ دینے والا اور غلط
کلام میں گرفتار کرنے والا ہو اس کو دجال کہتے ہیں۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جن میں چھٹے دجال بنوت
کی خبر دی وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو ماننے اور اپنے آپ کو مشرک کی امت قرار دینے
ہوں گے اور اس پہلے کے ساتھ وہ اپنے غلط دعوئے بنوت کو حاکم حق و باطل غلط و درست کے حقیقی
موازن میں داخل کا حق ادا کریں گے۔ اگر وہ تیس دجال بنوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل
ہو کر دھوکے بنوت کرنے والے ہوتے اور ان کا ختم بنوت سے تصادم کرنے والا دعویٰ بنوت

لے گا۔ کتاب الفتن جلد ۱ ص ۱۵۵ سے تبلیغ رسالت جلد ۱ ص ۱۵۵ سے دجالوں کا خلاصہ بین الحق

والبطلان موعود۔ (دکائی شرح ہناری) کے تحت حقیقت الہی ماثیہ ص ۱۵۵

حضرت کی نعت کو منسوخ کرنے والا اللہ تعالیٰ شریعت کے لئے دعوئی ہوتا تو حضورؐ انہیں دجالوں کے نقطہ سے ہرگز ذکر نہ فرماتے۔ کیونکہ سرِ زامع صاحب کی اپنی تصریح کے مطابق ضروری ہے کہ دجال کسی نبی بجن کا تابع ہو کر پھر باطل کو پیچ کے ساتھ ملاوے۔

• پس جب کہ حضورؐ ایسے تیس درمیان نبوت کے فضا محدود کر اپنی ختم نبوت سے متصادم قرار دے رہے ہیں تو واضح ہو گیا کہ حضورؐ کے خاتم النبیین ہونے کا مطلب یہی ہے کہ آپ کے بعد کوئی تابع شریعت محمدیؐ بھی ہرگز پیدا نہ ہوگا اور جو اس طرح امتی نبی ہونے کا دعویٰ کرے گا وہ خبر صادق کی رو سے دجال اور کذاب قرار دیا جائے گا۔

⑤ — حضرت علیؑ علیہ السلام نے آیت خاتم النبیین کی تفسیر جلد ۱۰ لا نبی بعدی کے ساتھ بیان فرمائی۔ پس ۱۰ لا نبی بعدی کے معنی بھی متعین ہو گئے۔ اب یہ کہاں صحیح نہیں کہ ۱۰ لا نبی بعدی میں صرف اس سلسلہ ختم نبوت کا اتمام ہے جو تشریف ہوا اس لیے کہ حضورؐ کے اس ارشاد کا سیاق و سباق تو اپنی نبیوں کی آمد پر مہر لگا رہا ہے جو غیر تشریف ہونے اور امتی ہونے کا دعویٰ کریں گے۔ اور حق و باطل کو ظاہر و باطن کے لحاظ سے منظر ہوں گے۔ یاد رکھیے مرزا صاحب خود لکھتے ہیں ۱۰

لا نبی بعدی میں نفی عام ہے۔

نوٹ : اس حدیث میں حضورؐ کا ارشاد ۱۰ لا نبی بعدی ۱۰ قرآنی ارشاد ۱۰ خاتم النبیین کا تفسیر جلد ۱۰ کا خود مرزا صاحب نے اقرار کیا ہے۔

نبیاً صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء بغیر استثناء و فسخ ۱۰ نبینا
صلی اللہ علیہ وسلم فی قولہ لا نبی بعدی ۱۰

معنی ۱۰ لا نبی بعدی ۱۰ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری شہادت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوہ تبوک کے لیے روانہ ہوئے تو تینا حضرت علی رضی اللہ عنہ

۱۰ آیام صلح ص ۱۳۱ ۱۰ حاتم البشر ص ۲۴۵

کو اہیت کی بھائی کے لیے چھوڑ دیا۔ اس پر حضرت عائشہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! تمہیں خبر: تمہیں کبے کہیں اس
عہد میں چھوڑ چکے ہیں۔ تو آپ نے انہیں یوں مسکراتے ہوئے دیکھا۔

ماستوخی ان شکوفہ بنزلہ حلوں من سوختہ لاندہ لا جوتہ
ترجمہ: اے عائشہ! کیا تم اس بات سے ناخوش نہیں کہ میں مجھے وہی نسبت ہے
جو دین میں مہم کر رہی ہو مہم کے ساتھ مل کر لیکن میرے بعد کسی نسبت نہیں
لا انا نہ پس بھی جہدی۔

ترجمہ: بلکہ میرے بعد کوئی بھی نہیں۔

میں نے قرآن مجید کے احکامات میں شریعت جو یہ دے دی تھی کہ جو حضرت
میں مہم کر رہی ہو مہم کے ساتھ مل کر لیکن میرے بعد کسی نسبت نہیں
لا انا نہ پس بھی جہدی۔

معنی: لا نبی بعدی۔ پراختیوت علیٰ فہم علیہ وسلم کی تیسری شہادت

حضرت ابوہریرہؓ: پراختیوت علیٰ فہم علیہ وسلم صحیح مسلم میں ہے۔

کانت بنو اسرائیل فی سحرہم ولا نبیاء ملاحہ بنی خلفہ یو و

لہ لا نبی بعدی و سیکوت خلفہ فیکل من خلفوا اما تا مرقا قال

فوا بعلہ لا ازل ملاحہ اول المہینہ

ترجمہ: پھر میں نے کہا کہ بہت آدمیوں کا خیال کیا کرتے تھے کہ جب کسی نبی کی

وفات ہو جاتی تو بعد ازاں کسی دوسرے نبی کی آمد کے بعد بھیج دیتے ہیں

میرے کوئی نبی جس کے بعد تمہارے آگے نہ آسکتے ہوں گے میرے بعد نہ آسکتا

یہ صحیح مسلم میں ہے۔ صحیح بخاری میں ہے۔ صحیح ابوداؤد میں ہے۔ صحیح ترمذی میں ہے۔ صحیح ابن ماجہ میں ہے۔ صحیح ابن کثیر میں ہے۔

کہ آپ اُن کے بارے میں کیا حکم دیتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ خلیفہ اول سے
مفاکرہ اور یکے بعد دیگرے ہر ایک سے وفا کرنا۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اس امت میں ایسے بنی نہیں ہوں گے جیسے بنی اسرائیل
کی سیاست کے لیے آتے تھے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ وہ کس قسم کے انبیاء تھے۔ رب العزت
ارشاد فرماتے ہیں:-

اَنَا اَنْزَلْنَا التَّوْرَةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّونَ. (پہلا المائدہ ۴۴۰)
ترجمہ: ہم نے توریت نازل فرمائی جس میں ہدایت اور نور تھا۔ بعد کے انبیاء
اس کے مطابق حکم کیا کرتے تھے۔

یعنی وہ انبیاء شریعتِ جدیدہ لے کر نہ آتے تھے بلکہ شریعتِ توریت ہی کو اپناتے
تھے اور اس کے حکم کے مطابق اس کے حکم کی تعمیل کرتے تھے۔ شیخ الاسلام
مفتاح ابن حجر عسقلانیؒ لکھتے ہیں:-

قوله توسوسهم الانبياء اتي انهم كانوا اذا اظهروهم الفساد بعث الله
لهم نبيا يهدم لهم امرهم ويزيل ما غيروا من احكام التوراة. ۱

ترجمہ: جب بنی اسرائیل میں کوئی فساد ظاہر ہوتا تو اللہ تعالیٰ ان کی اصلاح کے لیے
کوئی نہ کوئی بنی بھیج دیتے تھے جو اُن کے معاملے کو درست کرے اور ان
تخریفات کو دور کرے جو انہوں نے تورات میں کی ہوتی تھیں۔

(الف) اس سے ثابت ہوا کہ یہ انبیاء بنی اسرائیل شریعتِ جدیدہ لے کر نہ آتے تھے بلکہ وہ
شریعتِ موسویہ کی اتباع میں تورات ہی کو نافذ کرتے تھے۔ پس ان کے ذکر کے بعد ”لا
بنی بعدی“ اس بات کی دلیل ہے کہ حضورؐ کی مراد اس مدیختے سے یہی تھی کہ میرے بعد
کوئی اتنی بنی بھی نہیں آئے گا۔

اب، یہ سر بھی نظر رہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ان فتکبار نبوت کا اعلان نہیں فرمایا۔ بلکہ اس چیز کو بھی بیان فرمادیا کہ جو بنی اسرائیل کی اس غیر تشرعی نبوت کے قائم مقام ہوگی یعنی خلافت جس سے مراد یہ ہے کہ اب غیر تشرعی انبیاء کے بجائے خلفاء کسان نہیں بلکہ ذکر فرماتے آپ صرف منصب خلافت کو باقی رکھنا خود اس امر کی دلیل ہے کہ کتب کے بعد کوئی تشریحی بنی بھی نہیں آئے گا۔

معنی ختم نبوت پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چوتھی شہادت

صوت ہر ہر پڑے مرئی ہے کہ حضرت نے ارشاد فرمایا :-

مثلی دخل الانبیاء من قبل کنتل رجل بنی بآنا حاسنه لی اجله الا
موضع جنة من ذلویة من رواياہ فجل للناس بطون بہ و یحیون
منہ ویقولون هل وضعن هذه اللعنة قال فاما اللعنة واما خاتم
النبيين ﷺ

ترجمہ میری امد مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے گھر بنایا
اھاس کہ بہت آراستہ پیڑ لٹکائے گی گھاس کے ٹکڑوں میں سے ایک ٹکڑے میں
ایک اینٹ کی جگہ خالی تھی پس لوگ اسے دیکھنے لگے اور خوش ہوئے۔ اور
کہتے کہ یہ ایک اینٹ بھی کیوں نہ رکھ دی گئی پس میں نے اس خالی جگہ کو پُر کر دیا
اور میں خاتم النبیین ہوں۔

اس تشبیہ کا حاصل یہ ہے کہ نبوت ایک مطلق شان محل کی طرح ہے جس کے اسکان انبیاء میں
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شریف لائے تو قبر نبوت کی تکمیل فرمادی۔

(امت، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مثلاً الانبیاء من قبل۔ جس میں انبیاء کا موم بتوایا گیا

مکہ صبیح سلم جلد ۱ ص ۱۳ صبح بخدا جلد ۱ ص ۱۳۱ جامع ترمذی جلد ۱ ص ۲۵۲

۱۔ چھ آدمیوں میں سب شامل ہیں، ارشاد فرما کر آخر میں اپنے خاتم النبیین ہونے کا اعلان فرمایا۔ پس واضح ہو گیا کہ ہر طرح آپ شریعت جدیدہ لائے والے نبیل کے خاتم ہیں اتنی نبیل کے بھی خاتم ہیں اور آپ کے بعد کسی قسم کا کوئی نئی پیدا نہ ہوگا۔
(ب) مکان کی آخری اینٹ سے تشبیہ کے کر آپ نے خاتم النبیین کے معنی انہی نبی متعین فرمائیے۔

(ج) قبر نبوت میں وہ انبیاء بھی شامل ہیں جن پر شریعت کا دار و مدار ہے اور وہ بھی دوسرے انبیاء کی طرح شریعت کی مدافعت میں معنی استیغاثی کی طرح حضرت نے اسے جس محل سے تشبیہ دی اس کی بھی وہ نئی چیزوں کا ذکر فرمایا۔ مکان کی بنا (یعنی بنیانا)، اساس کی ترتیب (فاحسنہ و اجملہ)، اور خصوصاً ساری تعمیر کی آخری اینٹ ہیں اور اس معنی کے لیے آپ نے آخر میں فرمایا۔ میں خاتم النبیین ہوں؟

(د) حضرت نے قبر نبوت کی آخری اینٹ ہونے کی دلیل یہ فرمائی کہ میں خاتم النبیین ہوں پس واضح ہو گیا کہ حضرت کے نزدیک اس کے معنی یہ ہیں کہ میرے بعد کسی قسم کا کوئی نئی نہیں آسکا نہ شریعت جدیدہ والا اور نہ کوئی نیا نبی۔ ۱

معنی ختم نبوت پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پانچویں شہادت

صوت البہریرۃ مدایت فرماتے ہیں کہ حضرت نے ارشاد فرمایا۔
فخلقت علی الانبیاء بیت۔ اعطیت جوامع الکلم وخصرت بالقریب
احتلت لی النائم و جعلت لی الارض مسجدا و طہورا و ارسلت لی
المخلوق کائنۃ و ختمت علی النبیین علیہ

ترجمہ مجھے تمام انبیاء پر بیت (بیت) پر فضیلت دی گئی ہے اور مجھے جوامع الکلم

اور نہ یاے عالم کیا جنت ہے یا محض اس کا ایک جزو؛ اس کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :-

الرُّوْبَا الصَّالِحَةُ جَزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَارْبَعِينَ جَزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ ۖ

ترجمہ: سچے خواب نبوت کا پالیسواں حصہ میں۔

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا :-

إِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنُّبُوَّةَ قَدْ انْفَطَقَتْ وَلَا بَشِيْرًا وَلَا رَسُوْلًا بَعْدِي وَلَكِنْ

بَقِيَتْ الْمُبَشِّرَاتُ قَالَ رُوِيَ بِاللَّسْلِسِينَ جَزْءٌ مِنْ أَجْزَاءِ النُّبُوَّةِ ۖ

ترجمہ: نبوت اور رسالت دونوں منقطع ہو چکیں۔ اب میرے بعد نہ کوئی نبی پیدا

ہوگا اور نہ رسول۔ (ان مبشرات باقی ہیں۔ اور مبشرات مسلمانوں کے واسطے خوب

ہیں جو نبوت کے مختلف اجزاء میں سے محض ایک جزو میں۔)

پس جس طرح مبینی کو جو کہ سنجیدہ کا ایک جزو ہے سنجیدہ نہیں کہا جاسکتا مبینی کی بدیل

جدا ہی جوں اور ہم کہیں کہ سنجیدہ جدا ہی ہے یا جس طرح محض دانت کو انسان نہیں کہا جاسکتا۔

یا جس طرح ایک اینٹ سے مکان مراد نہیں لیا جاسکتا اور فقط آئینہ گیس کو جو پانی کے اجزاء

میں سے ایک جزو ہے ہم پانی نہیں کہہ سکتے اور ایسے تمام اطلاقیات با مقابہ حقیقت درست

نہیں گے تو فقط سچے خوابوں کو نبوت سے تعبیر کرنا بھی قطعاً درست نہیں ہو سکتا۔ نبوت یا نبی

کے اطلاق صوف میں ہو سکیں گے جہاں ان کا وہ مفہوم پایا جائے جو شرعیت نے مراد رکھا

ہے شیخ اکبر لکھتے ہیں :-

مَعَ هَذَا الْإِطْلَاقِ اسْمُ النَّبِيِّ وَالْأَعْلَى الْمَشْرِعُ خَاصَّةً مُتَجَرِّدٌ

هَذَا اسْمٌ لِمَنْ مَوْصُوفٌ مَعِيْنٌ فِي النُّبُوَّةِ ۖ

۱۔ بخاری کتاب التبیان، فتح الباری جلد ۱۲، ص ۴۴۴، قلت ردواہ الترمذی جلد ۲، ص ۳۹۵

۲۔ قولت کجہ میں، ص ۳۹۵، ص ۳۹۵

حرج۔ چے خوابوں پر نعت کا جزد ہو ملے کے باوجود موت کا اطلاق نہیں ہو
سکتا کیونکہ یہ ان الفاظ کو صرف اسی پر آتے ہیں جسے شریعت بخلی قرار دے پہلی
نبوت میں ایک خاص صفت معین ہونے کی وجہ سے اس نام کے استعمال
کی بندش کر دی گئی ہے۔

تشریحی نوٹ

صنفی مرتبہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا یہ پہلو غور کرے کہ ۲ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے انقطاع نعت کے اعلان کے ساتھ صرف چے خوابوں کا باقی رہنا ذکر فرمایا ہے
اور درمیان میں کسی اور منزل کا بقاء ذکر نہیں فرمایا۔ ۲ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اگر کسی
قسم کی غیر شرعی اور ظنی یا بد زنی جنت باقی ہوتی تو یہ اس کا موقع بیان تھا جنہاں ذکر میں
عدم ذکر میں یقینی طور پر ذکر عدم کو مستلزم ہوتا ہے۔ اس تفصیل سے یہ بات اور کھل کر سامنے آ
جاتی ہے کہ ۲ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نعت اور رسالت کے منقطع ہونے کے بعد کسی قسم کی کوئی
نبوت خواہ غیر شرعی ہو خواہ ظنی اور بد زنی قطعاً باقی نہیں رہے حال چہ کہ اب کسی اور کو کسی
قسم کی نبوت مل سکے جس کسی امتی نبی کا پیدا ہونا بھی شرعاً ممکن نہیں۔ ۲ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے نبوت کے تمام پہلوؤں اور اس کے تمام اجزاء کے کلی انقطاع کی خبر دے دی ہے صرف
چے خوابوں کا باقی رہنا آپ نے ذکر فرمایا ہے جو یقیناً اور قطعاً نبوت نہیں۔ بالخصوص جبکہ
نچے خواب بعض اوقات فاسق قسم کے لوگ بھی دیکھ لیتے ہیں۔ مرزا فہم احمد صاحب تو یہاں
تک کہتے ہیں کہ۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ نبیوں کی جنت ناپاک فرقہ دینا میں سچی خوابیں دیکھا
کئی ہیں۔

ملہ متحدہ گزلا دیہہ

مرزا صاحب قریہ بھی کہتے ہیں کہ۔

ما تم کو اس بات کا تجربہ ہے کہ اکثر پید طبع اور سخت گندے اور ناپاک اور
بے شرم اور غلطی سے نہ ٹک لے دالے اور حرام کھانے والے فاسق و فاجر
بھی سچی خوابیں دیکھ لیتے ہیں۔
یہ وجہ ہیں سچ میں نہیں آئی کہ اس حقیقت کو مردِ امحاب اپنا تجربہ کچھ بند ہے ہیں

معنی ختم نبوت پر آنحضرتؐ کی ساتویں شہادت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

بشئت انا والساۃ کما تین۔ وجمع بین اصبعیه ۱

ترجمہ میری پشت قیامت کے ساتھ متصل ہے جس طرح یہود و انجیلیاں ساتھ ساتھ ہیں۔
اس سے روزِ روشن کی طرح یہاں ہے کہ حضورؐ کے عہدِ نبوت کے ساتھ قیامت
متصل ہے نہ کہ کوئی اور نبوت۔

حضرت بریدہؓ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

بشئت انا والساۃ جیفان کلا تلتس جیفان ۲

ترجمہ میں اور قیامت دو لڑائی ساتھ ساتھ ہیں وہ تو قریب بھی کہ مجھ سے
بھی بہت کرے۔

اس حدیث میں معنی ختم نبوت بکمال واضح ہے آپ کا عہدِ نبوت بالکل قیامت سے
متصل ہے۔ آپ کے بعد صوف قیامت ہے کوئی اور نبوت نہیں۔

معنی ختم نبوت پر آنحضرتؐ کی آٹھویں شہادت

۱۔ تھوڑے گاڑیہ ۲۔ رواہ ابن ماجہ ۳۔ اخراج احمد و ابن جریر تفسیر ابن کثیر جلد ۱ ص ۱۵۱

حضرت جریر بن مطعم (رحمہ اللہ) کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔
 انا محمد انا احمد وانا للاسی اللہ علی ما یصلی المکثر وانا الماشر
 الذی یحضر الناس علی عقی ولانا العاقب والعاقب الذی لیس
 بعبدہ نبی۔ ۱

ترجمہ میں محمد ہوں میں احمد ہوں میں ماہی ہوں اللہ تعالیٰ میرے درویش سے
 کٹر کو ملنے گا میں ماشر ہوں میرے پیچھے دوڑوں پر حشر کی گھڑی آجائے گی
 (یعنی قیامت واقع ہو جائے گی)، اور میں پیچھے آنے والا ہوں اور پیچھے آنے
 والا وہ ہے جس کے بعد کوئی اور نبی نہ آئے۔

صحیح بخاری کی ایک روایت میں علی عقی کی بجائے علی قدی کے الفاظ ہیں جس کے
 معنی ہیں میرے قدموں پر۔ اس کا منہم بھی یہ ہے کہ میرے پیچھے پیچھے کھکے کے قدموں
 پر چلنے کا معنی یہ ہوتا ہے کہ اس کے آثار و اقدام پر چلنا۔
 حافظ ابن حجر مستوفی ۲؎ کہتے ہیں۔

يمكن ان يكون المراد بالتقدم الزمان أي وقت قیامی علی قدی
 الخطاء علامت الحشر إشارة الى انه لا یبقی بعده ولا شریعة۔ ۱

ترجمہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ قدم سے ملو زمانہ ہر میں ان ماب قیامت کے ظہور
 پہنچنے میں ہوتے ہیں ہوں گا۔ اس میں اشارہ ہے کہ آپ کے بعد نہ کوئی نبی
 ہوگا اور نہ کوئی شریعت اترے گی۔

حدیث کے آخر کے الفاظ میں عاقب ہوں وہ اس حدیث میں ایک دوسری دلیل ہے
 کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہو سکے گا۔ لفظ عاقبت میں وہ پہونہیں رہا کہ شاید اس سے مہر لگانے
 والا مراد ہو۔ باب خاتم کے وہی معنی لیے جائیں گے جو اسے لفظ عاقبت کے ساتھ جمع کر کے ملیں۔

۱ صحیح مسلم جلد ۲ ص ۱۲۱ ۲ فتح الباری جلد ۲ ص ۱۲۱

معنی ختم نبوت پر حضور کی نویں شہادت

حضرت حذیفہؓ کہتے ہیں حضرت علیؓ علیہ السلام نے فرمایا :-

فی امتی کذا ہون رجالون سبعة وعشرون منهم اربع نساء و
خاتم النبیین لا نبی بعدی۔

ترجمہ میری امت میں ۲۷ کتاب ہوں گے جن میں سے چار عورتیں ہوں گی
ملائکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

اس حدیث میں جن ۷ میدان نبوت کو دجال بتوایا گیا ہے۔ دجال ۷ ہوتا ہے جو
حق اور باطل کو ٹھاکر ہے۔ وہ کسی نبی برحق کا تابع کہہ کر نبی ہونے کا دعوے کرے۔
مرزا غلام احمد لکھتا ہے :-

دجال کے لیے ضروری ہے کہ کسی نبی برحق کا تابع ہو کہ پھر سچ کے ساتھ
باطل دے۔

اس حدیث میں اس قسم کا دعوے کہ وہ جھوٹا امتی نبی بن کر سامنے آئے، ابھی بیت
خاتم النبیین کے خلاف کہا گیا ہے۔ حدیث لا نبی بعدی کے معنی سمجھا گیا ہے۔ اس سے
ثابت ہوتا ہے کہ حضور خاتم النبیینؐ نے ختم نبوت کے یہی معنی سمجھائے کہ حضرت علیؓ علیہ
وسلم کے بعد کوئی امتی نبی بھی نہ ہوگا۔ نبوت اپنے ہر پہلو میں حضورؐ کی ذلت و گلائی پر ختم ہو چکی۔

حدیث لا نبی بعدی کی مزید شرح

پیشتر اس کے کہ ہم معنی ختم نبوت پر کچھ صحابہ کرام کی شہادت پیش کریں مناسب معلوم ہوتا ہے
کہ ہم ان احادیث نبویہ کی مزید کچھ شرح کریں۔

۱۔ تبلیغ صلیت جلد ۲ ص ۲۴

بدلی پیش کردہ ان آئمہ عادیث میں پہلی تین لاہنجہ جدی کے حوالہ سے ہیں۔ اگلی دو ختمِ نبوت کے حوالہ سے چھٹی الشکاحِ نبوت کے حوالہ سے اور ساتویں احوالِ برقیات کے حوالہ سے اور آٹھویں لفظِ عاقبت کے حوالہ سے۔ آجے اب پہلے لاہنجہ جدی کے الفاظ پر کچھ اور غور کریں۔

① یہاں نبی کے دلنے سے مراد نبوت کی نفی ہے کہ وہ آپ کے بعد کسی کو نہ ملے گی نبی کی آمد منتفی نہیں کیا آپ نہیں دیکھتے کہ اسلام کی رات تمام انبیاء بیت المقدس میں آئے تھے آپ کی حضرت مسیح سے جو ملاقات ہوئی اس کے متعلق قرآن کریم میں ہے۔

فَلَا تَكُنْ فِي مَرِیۡۃٍ مِّنْ فَتٰنٰہٗ . رَیۡطَ السَّجۡدِ ۱۳

ترجمہ: آپ کو نہ پڑے اسلام کی فتنت میں شک نہ کر لیں۔

سرخسرت مرثی علیہ السلام کا اس بات آنا یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا عیست کی موت کے طور پر آنا حدیث لاہنجہ جدی کے ہرگز خلاف نہیں۔ ہم نے جو اس کا معنی لاہنجہ جدی کیا ہے۔ اس پر احادیث صحیحہ وارد ہیں۔

① حضرت سعد بن ابی وقاص روایت کرتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا۔

لَا بُرۡۃَ بَعْدَیَّ

② اسی ضمن میں کہ آپ نے ان الفاظ میں بھی بیان فرمایا۔

لَعِیۡنٌ مِّنَ النَّفۡۃِ اِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ

③ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ بھی آپ علیٰ السلام سے روایت کرتی ہیں۔

لَا یَبۡقِیْ بَعْدَہٗ مِّنَ الْبُرۡۃِ شَیْءٌ اِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ

حضرت ابو الفضل طاہر بن اسحاقؒ حضرت علیؓ علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔

لَا بُرۡۃَ بَعْدَیَّ اِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ

نہ صیح مسلم جلد ۱ ص ۲۱ نہ صیح بخاری جلد ۱ ص ۲۱ نہ بدوہ احمد جلد ۱ ص ۲۱ نہ کنز العمال جلد ۱ ص ۲۱ نہ رواہ احمد جلد ۱ ص ۲۱

میں صواب نے اس مضمون میں اتنی احتیاط کی کہ آپ کو خاتم الانبیاء کہنا کافی سمجھا کہ وہ جانتے تھے کہ آپ کے بعد نبوت یعنی میرا سلام آنے والے ہیں وہ آپ سے پہلے ہی ہوتے اور بعد میں بھی ہوں گے۔ قبلہ و بعدہ تو ہو سکتا ہے صوف بعدہ آپ کے بعد کرئی نہ ہو سکے گا۔
حضرت صفیر بن شعبہ کہتے ہیں :-

حبیب! اذا قلت خاتم الانبیاء فانك كما حدث ابن عباس عليه السلام
خارج فلان هو مخرج فقد كان قبله وبعده ۛ

ترجمہ: ہمیں آپ کو صوف خاتم النبیین کہنا کافی ہے (آگے لا بنی بعدی کہنے کی ضرورت نہیں،) کہ کچھ ہمارے ہیں یہ حدیث عام بران کی جاتی تھی کہ حضرت عیسیٰ ٹھٹھنے والے ہیں، پس جب وہ نکلے تو وہ آپ سے پہلے بھی ہوتے اور بعد میں بھی۔

یہاں لا بنی بعدی کے معنی کا انکار نہیں عزراں ختم نبوت کی وضاحت پر آتا ہے کہ ہے کہ اب ان الفاظ کا کوئی امتیاز نہیں محدثین کے لیے لا بنی بعدی کے ساتھ لا بنی بعدی کے الفاظ روایت صحیح سے ثابت ہیں۔ سرورہ اس کا معنی یہ کہنے میں کہ آپ کے بعد کوئی بنی پیدا نہ ہوگا۔

فالمعنى انه لا يحدث بعده بنى لانه خاتم النبيين السابقين ۛ

ترجمہ: اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ آپ کے بعد نئے سرے سے کوئی بنی نہ ہوگا۔
یہ اس لیے کہ حضور سب پہلے نبیوں کے خاتم ہیں۔

② لا بنی بعدی کا مطلب یہ ہے کہ ہر وہ شخص جس پر نطفہ بنی بولا جلتے اور وہ اس نام سے لوگوں کے سامنے آئے اور اس نام سے اسے ماننا ضروری ہو وہ آپ کے بعد پیدا نہیں ہو سکتا۔ لا کا انتظام بھی پر عمل ہو جیسے لا الہ الا اللہ میں تو وہ مہرور اور استغفران کا فائدہ

ۛ المنفجلہ ۛ ۛ مرقات مجددہ ۛ طبع قدیم

دیتا ہے جس شخص علیٰ شرطہ وسلم کے بعد کوئی تشریف یا غیر تشریفی پیہ انہیں ہر سکتا۔
جب تک نفی کے تحت کہنے میں نفی عام ہوتی ہے۔ لیکن اس عام کا پھیلاؤ و محدودیت
حرب کے مطابق ہو گا۔ اگر کوئی کسی کو نصیحت کرتے ہوئے کہے کہ میں جتنے عمل کر سکتے ہو کر لو
صحت پر سب عمل ختم ہو جائیں گے اور عربی میں کہے لا عمل بعد الموت تو اس میں لا نفی عام
کی دلالت یہ ہو گی کہ موت کے بعد کوئی کسی قسم کا عمل نہ ہو سکے گا یہ نہیں کہ کچھ کیے اعمال
بھی سب ختم ہو گئے من جملہ مشاغل غنۃ خیرا یرید۔ کچھ اعمال سب باقی ہیں گے۔ اور
آفت میں سب آگے آئیں گے۔ ہر طرح لا عمل بعد الموت میں کچھ اعمال کی نفی نہیں۔
لانہی بعدی میں کچھ انبیاء میں کسی کی حیات کی نفی نہیں۔

انحضرت علیٰ شرطہ وسلم نے جب فرمایا۔ لا حرجہ بعد دفع مکہ کہ اب آئینہ کو سے ہجرت
نہ ہو سکے گی۔ اب کو فتح ہو گیا ہے۔ تو اس سے کسی نے یہ دیکھا کہ اب پہلو عمل ہجرت سب کا ختم
ہو گیا اور کوئی پہلو مہاجر (جو کس جگہ کے لیے گیا ہو) مہاجر نہیں رہا اور اب کوئی شخص بھی کو سے
حدیث نہیں آ سکتا۔

معنی ختم نبوت پر صحابہ کی نو شہادتیں

حضرت صدیق اکبرؓ کی شہادت ..

آپ کے غوفت سمجھاتے ہی ارتداد کی دو لہریں اٹھیں آپ نے مکہ میں نزولہ مد منکون
نبوت دولوں سے جہاد فرمایا اور کہا ..

قد انقطع الی محمد بن عبد اللہ — ابو یوسف وانا حق

ترجمہ: وہی کا انا منقطع ہو چکا ہے اور دین تمام ہو چکا کیا یہ ہر سکتا ہے کہ دین
کٹے اور میں زندہ رہوں۔

لہ رواہ النسائی و ابی داؤد و ابن ماجہ و الترمذی و ابن خلیفہ و ابی داؤد

دی صرف احکام کے لیے نہیں، اُخلاق کے لیے بھی جوتی ہے، اس میں نبی پر نبی خبریں کھولی جاتی ہیں مگر وہ تشریحی نبی نہ ہو۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے یہاں افتخارِ وحی کا اعلان فرمایا ہے۔ ختمِ نبوت میں جو لوگ مہرِ نبوت کی تائید کر گئے ہیں وہ یہاں اسے افتخارِ وحی سے ہم آہنگ نہیں کر سکتے یہ افتخارِ وحی کا اعلان تشریحی اور غیر تشریحی اور نبی خبروں کی کسی اطلاع قطعی ہر ایک کو شامل ہے۔

اب اللہ تعالیٰ کی کسی انسان سے ہر کلامی ہو اسے دین میں قافری حیثیت حاصل نہیں حضرت ابو بکر صدیقؓ نے ۲۲ حضرت علیؓ علیہ السلام کی وفات پر عقیقہ ختمِ نبوت کا انھنوں میں اظہار فرمایا۔

لینم فقد نالو حی ومن عند الله عز وجل الکلام
ترجمہ: آج ہم نے وحی کو کھودیا ہے اور اللہ تعالیٰ کا کسی انسان سے کلام کرنا دجے قطعی درجہ حاصل ہوا اب یہاں نہیں رہا۔

مسیرِ کذب میں سے حضرت ابو بکر صدیقؓ نے جہاد فرمایا، اس نے شریعتِ محمدیہ میں کسی ترمیم کا اظہار نہ کیا تھا، اس کی لڑائیوں میں صرف حضورؐ کی رسالت کی آمادہ تھی۔ وہ اپنے آپ کو تابعِ شریعتِ محمدی سمجھتا تھا۔ بایں ہر حضرت صدیق اکبرؓ نے اس سے جہاد فرمایا اور وہ بایں دعویٰ نہیں کہ مسیرِ پسندِ عمریٰ میں جھڑا ہے وہ نبی نہیں، بلکہ بایں دعویٰ کہ سب سلامِ وحی منقطع ہو چکا ہے اور دینِ مکمل ہو چکا ہے۔ اب کسی اور کے مبعوث ہونے کا مطلب یہ ہو گا کہ پیسے دین میں کوئی کمی نہ گئی تھی جواب پوری ہمدہی ہے۔ میری زندگی میں یہ بات ہو کہ دینِ تمام ہونے کے بعد بھی اس میں کوئی کمی نہ گئی تھی ایسا گزرنے پر سکے گا۔

معنی ختم نبوت پر حضرت فداوق اعظم کی شہادت

سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں۔۔

انا ساکنوا یوحذون بالاصی فی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وان الوحی قد انقطع وانا نلخذکم الان بما ظہر لنا من احوالکم
فن اظہر لنا خیرا ائمانہ وقرناءہ ولین الیمان سریرتہ شیء
اللہ محاسبہ فی سریرتہ۔

ترجمہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں کئی رنگ پر وحی کی اطلاع پر
بھی مراعفہ ہو جاتا تھا اور اب جو کو وحی منتقل ہو چکی ہے ہم تم پر مراعفہ
متبادسے اپنی اعمال کی بنا پر کر سکتے ہیں جو ہماری سامنے ہیں جو چاہے
سامنے اچھائی ظاہر کرے گا ہم اس سے بے خوف رہیں گے اور اسے
اپنا مقرب بنالیں گے اس کے باطن کی تہ سے بھی کوئی سروکار نہیں اس
کا محاسبہ کرنے والا صرف اللہ ہے۔

مقام غور حدیث میں جلد کلام۔۔ اخبار غیبیہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے بعض
ایسے لوگ بھی آئے تھے جن کا ہر خوف حقیقت ہوتا تھا اور اللہ رب العزت اپنے صیب پاک
کو بندیدہ وحی اسس حقیقت پر مطلع فرمادیتے تھے۔ اب یہ تو ظاہر ہے کہ اخبار غیبیہ یا اطلاع ملی
الغیب جس طرح اس صاحب وحی کے لیے ہوتے ہیں جو مستقل نبوت کا مدعی ہو اور نہی شریعت
لائے۔ اسی طرح بعض غیبی خبروں کا اظہار اس صاحب وحی کے لیے بھی ہو سکتا ہے جو غیر قریشی
یا انکا کسی نبوت کا دعوئے کرے اور کسی شریعہ جدیدہ کا مدعی نہ ہو۔ اخبار غیبیہ کے باب میں

عنہ ان الوحی قد انقطع من السام (ابن ماجہ ص ۲۸۷) قد انقطع الوحی وقد الدین۔ مشکوٰۃ ص ۵۵

۱۔ ہندی جلد ۱۱۱ باب الشہداء ص ۵۱۔

تشریفِ نبوت اور غیر تشریفِ نبوت میں کوئی فرق نہیں اور رب العزت کا اپنے پیغمبروں کو بعض امدادِ غیبیہ کی اطلاع دینا یہ کوئی شریعت نہیں کہ تشریفِ نبوت کے لیے ہی ہو اور غیر تشریفِ نبوت کے لیے نہ ہو سکے۔

اب سوچنے کا مقام ہے کہ تینا حضرت عمر فاروقؓ نے ختمِ نبوت اور انقطاعِ وحی کا جو اعلان فرمایا اس کا سیاق و سباق کیا تھا۔ آپؐ کا انقطاعِ وحی کا یہ اعلان اخبارِ غیبیہ کے مسئلے میں تھا جو تشریف اور غیر تشریفِ نبوت دونوں کو شامل ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عمرؓ کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہر قسم کی وحی کا انقطاع ہو چکا ہے۔ اور نبوت کا ہر دروازہ قطعی طور پر بند ہے۔ یہ محال ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تشریف یا غیر تشریف کسی قسم کا کوئی وحیِ نبوت پیدا ہو اور وہ نجا ہو۔ مگر حضورِ ختمی مرتبت کے بعد غیر تشریفِ نبوت جاری ہوتی جس کے ذریعہ امدادِ غیبیہ ہر قسم کی قطعی اطلاع ممکن تھی تو حضرت فاروقِ اعظمؓ اس سیاق و سباق کے ساتھ ختمِ نبوت کا ہرگز اعلان نہ فرماتے۔

حاصل ایک حضرت عمرؓ کے نزدیک ختمِ نبوت کے معنی یہی تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ

صلی اللہ علیہ وسلم کی دلیل اس لیے ہے کہ اخبارِ غیبیہ اور کشف و الہامات کو بعض خیر یا شر کو بھی کرامت فرماتے جاتے ہیں۔ اور ایسا لکھ کر بھی بعض غیبی خبروں کی اطلاع دے دی جاتی ہے اور حضرت عمر فاروقؓ تو خود مقامِ محدثیت پر فائز تھے جس مقام پر کہ بخود انے حدیثِ خود رب العزت اپنی ہیکلومی سے سے نازلے ہیں بغیر اس کے کہ صاحبِ مقام جنی ہو جاتے۔ تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ اخبارِ غیبیہ کے اس طرح باقی رہنے سے انقطاعِ وحی کے مذکورہ بالا اعلان کا کیا رابطہ ہو گا۔ جواب یہ ہے کہ نبوت پر جس غیب کا اظہار اس میں قطعیت ہوتی ہے اور وہ اخبارِ غیبیہ یعنی طور پر معصوم ہوتی ہیں جن میں شک و دوسرے یا شکیانہ کا قطعاً کوئی دخل نہیں ہو سکتا۔ اور نبوت کے علاوہ جتنے بھی مقامات ہیں جن میں کہ بعض امدادِ غیبیہ کا اظہار ہوتا ہو ان میں وہ قطعیت نہیں ہوتی کہ ان پر احکامِ شرع یا احکامِ عدالت کی بندگی جاسکے چنانچہ سچی وجہ ہے کہ ہفت کے نزدیک کشفِ وحی محبت نہیں۔

و سلم کے بعد اب کوئی غیر شرعی نبی بھی نہیں آئے گا اور ہر قسم کی وحی اب منقطع ہے۔ اور غیبیہ کی کسی قطعی اطلاع اور نازل جبریل بہ پیرایہ وحی ہرگز ممکن نہیں۔ یہاں تک کہ قیامت آجائے اور قیامت کی علامات کبریٰ اپنا ظہور دکھانے لگیں۔

معنی ختم نبوت پر حضرت عمرؓ کی دوسری شہادت

حضرت عمرؓ نے حضورؐ کی وفات پر (جب آپؐ کو اس کا یقین ہو چکا) آپؐ کو مخاطب کر کے کہا۔

بلای انت واتی یا رسول اللہ قد بلغ من فضیلتک عندہ ان بعثک آخر
الانبیاء و ذکرک فی اقلامہ فقال تعالیٰ اذا اخذنا من النبیین میثاقہم
ومنک ومن فوجک

ترجمہ میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں آپؐ اللہ کے ہاں اس بلند مرتبہ
پر پہنچے ہیں کہ آپؐ کی بعثت تو سب سے آخر میں ہوئی مگر صفت انبیاء میں آیت
میثاق میں آپؐ کا ذکر سب سے پہلے کیا گیا۔ من النبیین میثاقہم و
منک ومن فوجک

حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کی مشترکہ شہادت

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو
ایک روز یہ حضرات ام المینؓ کے پاس گئے میں بھی ان کے ساتھ تھا۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک
یاد دہانی رکھنے کے لیے تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ام المینؓ کی زیارت کو جایا کرتے تھے۔
یہ تینوں حضرات ان کے ہاں پہنچے تو حضرت ام المینؓ انہیں دیکھ کر رونے لگیں حضرت ابو بکرؓ اور

حضرت عمرؓ نے سبھا کہ ہم امینؓ کی جدائی پر رورہی ہیں، انہوں نے انہیں دلا دیا۔
حضرت امینؓ نے فرمایا:۔

قد علمت انما عند الله خير لرسول الله صلى الله عليه وسلم ولكن ابكي
على خيل السعاد قد افطع عنا

ترجمہ: یہ تیریں جانتی ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کے جس جو منزلت
لی وہ یہاں سے بہتر ہے میں اس پر رورہی ہوں کہ اب آسمانی خبروں کا یہاں
آنا منقطع ہو چکا، یعنی اس درجہ کی دلی محبی اب آئے نہیں۔

ہن میںیں حضرت کا اس بات کو تسلیم کرنا کہ (وہی تشریح کیا) اب زمین پر آسمانی خبروں
کا کسی قطعی پیرایہ میں آنا بھی کی طور پر منقطع ہو چکا ہے، اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ان کے عینہ
میں خضہ قائم منتین کے بعد کوئی غیر تشرعی نہت اور فیسی خبریں اُترنے کی کوئی صورت باقی نہیں
اس عینہ پر بد چلتے شہادتیں شہادت کا ضرب کامل ہیں یہ کسی ایک واقعہ کی شہادت نہیں،
ایک عینہ کے کی شہادت ہے۔

معنی ختم نہت پر مصائبہ کی تیسری شہادت حضرت عثمان غنیؓ:

ایک شخص نے کہتے ہیں کسی حدیث کے محاسن کو دیکھا اور وہ حضرت عثمانؓ کے پاس
آیا تو آپؓ نے فرمایا:۔

يدخل علي احدكم واثر لثنا ظاهر علي عينيها علمت ان زنا
العينين النظر

ترجمہ: میرے پاس آیا تو مجھے بھانپا ہے کہ نہ اس کی مدھن آنکھوں سے چمکتا دکھائی
دیتا ہے کی تم نہیں جانتے کہ آنکھوں کا ذبا بد نظری ہے

لے کنز العمال جلد ۱۴ ص ۱۴۱ ایضاً جلد ۱۴ ص ۱۴۱

حضرت ابن کثیر میں میں نے کہا اے محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پھر وہی شروع ہو گئی۔ اب لے لے کر آیا یہ بعیرت برہان اور فرستادہ ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو حاضر فرماتے ہیں۔

حضرت عثمان غنی کا گویہ یہ تہ لگ گیا کہ اس نے ملے کی نظر پاکیزہ نہیں رہی تو یہ ایک کشف تھا یا ایک نبی خبر بخشتی۔ اس طبر صلات سے یہ سوال اٹھنا کہ کیا وہی پھر سے شروع ہو گئی ہے۔ بتلایا ہے کہ صحابہ نے ان دونوں ختم نبوت اور انقطاع وہی اپنی معنوں میں لے لیا تھا کہ کسی طرح کی وہی غیر تشریح بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد باقی نہیں۔

معنی ختم نبوت پر صحابہ کی چوتھی شہادت

سید حبیب الرحمن کو نقل دے رہے تھے تو آپ نے چہرہ نبوت کی طرف رخ کر کے کہا۔
 ہلجست وادی قد انقطع موتک ما یستطیع موت غول من الغول من الانبیا و الخیر العالمین
 ترجمہ ہر سال آپ آپ پر قربان آپ کی وفات سے وہ سلسلہ منقطع ہوا جو
 کسی آدمی کی وفات پر نہ ہوا تھا۔ جب اب آسمانی خبروں کا سلسلہ منقطع ہوا
 ختم ہی معنی سے ختم ہے۔

اگر آپ کی وفات سے صرف تشریحی سلسلہ نبوت ختم ہوا تھا تو اس پر حضرت علیؓ کے قول کی کیا وجہ تھی۔ اور بن امت تو غیر تشریحی نبوت پر بھی قانع ہو سکتے تھے یہ انقطاع وہی کا وہی بیان ہے جو حضرت ام المومنین نے حضرت ابراہیمؑ اور حضرت حمزہؓ کے سامنے ذکر کیا تھا حضرت سے پہلے جتنے انبیاء بھی فوت ہوئے کسی کی وفات انقطاع وہی نہ ہوا تھا۔ اب حضورؐ کی وفات سے یہ سلسلہ ختم ہوا اور یہی ختم نبوت کا تھا خاتمہ ہے جبریلؑ کی جب آخری دفعہ زمین پر ماضی ہوا (آدمؑ) کے بعد حضورؐ کی وفات ہو گئی، تو وہ کہہ کہہ گئے کہ یہ میری بہ پڑی وہی زمین پر

آخری ماہی مٹی۔

حضرت علی المرتضیٰؑ کہتے ہیں کہ حضرت کے دو شانوں کے درمیان ہر نبوت تھا۔ یہ نشان تھا کہ آپ نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔

بین کتفہ ختم النبوة وخاتم النبیینؑ۔ (رواہ الترمذی فی الثعلب)

دوسرے ظاہر گہرائی لکھتے ہیں کہ آپ کی پشت پر ہر نبوت ہونا آپ کے آخری و خیار ہونے کی دلیل ہے۔

حکیم حضرت مولانا محمد تقی امام بیہقی کے حوالے سے بیان کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخر وقت میں حضرت جبریل علیہ السلام نے کہہ دیا۔

هذا اخر من فی الانس۔۔ یعنی یہ میرا آخری آنسو ہے زمین پر یعنی وہی لکھ اس کے سیاق سے ثابت ظاہر ہے اور ابو نعیم نے حضرت علیؑ سے روایت کیا ہے کہ جب آپ کی مدح قبض ہوئی تو کل امت نہتے ہوئے آسمان کو چڑھے اور میں نے آسمان سے آواز سنی۔۔

وامحمد اہل بیتؑ اب آپ کے پاس آئیں ہنگام۔

جبریل کا استدلال بہ پیارہ وہی اب قیامت تک کے لیے مسدود ہے کیا جبریل صوفی تشریع کے گناہ تھے، اگر غیر تشرعی انبیاء کی طرف بھی انہی کا جانا تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ان کا زمین پر نہ آنا اسی صحت میں تصور ہوتا ہے کہ اب بغیر تشریع بھی کسی پر نبوت نہ آئے۔ صنفی قسم نبوت پر یہ حضرت علی المرتضیٰؑ کی یہ دوسری شہادت ہے اور یہ صرف آپ کی شہادت نہیں حضرت جبریل امین کی امانت ہے جسے اہل خیانت کے سوا کوئی شخص بھی ضائع نہیں کر سکتا۔

تمام اہل علم و شوق شاکل علی قادی۔ نہ دخل المرء والقرنی مجروحہ مواظمت

معنی ختم نبوت پر صحابہ کی پانچویں شہادت

حضرت بنی امیہؓ (۷) فرماتے ہیں۔

لو قدر ان یکن بعدہ بنی لعاش ابنہ ابرہہ صید

ترجمہ اگر یہ مقدم ہوتا کہ حضورؐ کے بعد بھی کوئی نبی ہوتا تو آپؐ کا بیٹا زندہ رہتا اور بنی ہوتا۔

اس سے پتہ چلو کہ حضورؐ کے بعد کوئی غیر شرعی نبی بھی نہیں ہو سکتا۔ آپؐ کے بیٹے ابراہیم زندہ رہتے اور بنی ہوتے تو ابراہیمؑ کے وہ غیر شرعی نبی ہوتے جب ان کا ایسا بنی ہونا بھی فتم نبوت کے خلاف تھا تو یہ بات اس کی واضح دلیل ہے کہ محدث کے ہاں ختم نبوت کا معنی سمجھا گیا تھا۔

معنی ختم نبوت پر صحابہ کی چھٹی شہادت

حضرت انسؓ نے حضورؐ کے صاحبزادے حضرت ابراہیمؑ کے بارے میں فرمایا۔

ماملہ مہمدہ ولو بقی لکن نبیا لکن لعوبی لان نبیکہ لغوا لا نبیاد

ترجمہ ابھی تو اس نے اپنے گہوارے کو بھی نہ بھرا تھا اور اگر یہ زندہ رہتا

تو بنی ہوتا لیکن یہ حضرتؐ کے صاحبزادے ہیں تو وہ کیسے زندہ رہتا۔

معنی ختم نبوت پر صحابہ کی ساتویں دلیل

شاہ رومؒ کے گورنر ہلمان نے جو شام میں رہتا تھا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ

سے پوچھا۔

لے صبح ہندی جلد۔۔۔ لے اندیکہ البکر ابن مسعود جلد ۱۹ صفحہ ۱۹

هل كان رسلكم اخبركم انه يأتي بعد رسول الله
ترجمہ کیا نہیں متبدلے رسول نے کوئی خبر دی ہے کہ ان کے بعد کوئی اور
رسول آئے گا۔

آپ نے کیا جواب دیا؟ یہ ختم نبوت پر حضرت خالد بن ولیدؓ کی گواہی ہے۔
قال لا ولكن اخبرانه لاجي بعده واخبر ان عيسى ابن مريم قد
بشر به قومه۔

ترجمہ اس آدمی نے کہا میں بھی اس بات کا کہہ ہوں کہ حضرت عیسیٰ بن مریم
نے اپنے بعد کے لیے آپ کی گواہی دی ہے۔
حضرت ابو سعید بن جراحؓ نے جگہ یہ مرکب میں حضرت خالد بن ولیدؓ کو شام کے گورنر
ماہان سے بات کر کے لیے بھیجا تھا۔

معنی ختم نبوت پر صحابہؓ کی آٹھویں مشہدات

حضرت جلال بن عبد اللہؓ (۱) کی شام میں ایک مسجد سے ملاقات ہوئی۔ اس نے پوچھا
متبدلے ہیں کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے؟ میں نے بیانات میں جواب دیا۔ وہ مجھے گھر لے گیا
اور اس نے مجھے ایک تصویر دکھائی وہ آنحضرتؐ کی تصویر تھی جس نے اس میں مٹی سے پوچھا۔ یہ
کون ہیں؟ اس نے اپنے ساتھ صحائف کی بنا پر بتایا۔

انه لم يكن بنى الما كان بعده بنى الما خلفا فانه لاجي بعده۔

ترجمہ۔ پہلے کوئی نبی آیا نہیں گزرا مگر یہ کہ اس کے بعد کوئی نبی آیا اسے اس
کے یہ وہ ہیں جن کے بعد کوئی نبی نہیں۔

اس تصویر میں آپؐ کے پیچھے ایک شخص کھڑا تھا میں نے اسے دیکھا تو وہ حضرت

نہ روادہ ابو نعیم خصاص کبریٰ جلد ۲ ص ۴۳۳ ت روادہ الطبرانی کنز الدقائق جلد ۲ ص ۵۵

حضرت جلال کا اس واقعہ کو قتل کرنا اس واقعہ کی تصدیق ہے جو امت اب تک ختم نبوت کے نام سے اختیار کیے ہوئے ہے

معنی ختم نبوت پر صحابہؓ کی نوں شہادت

صوت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ قرآن کے سوا اللہ کوئی وحی نہیں یعنی اس امت کے لیے جو حضرت کی امت کہلاتی ہے، اب قرآن کے سوا کوئی وحی نہیں جس کے الفاظ خدا کی طرف سے نازل شدہ ہیں۔ قرآن کا لفظ لفظ خدا کی طرف آیا ہے یہ وحی متلو ہے اور کلام الہی ہے۔ قرأت کے الفاظ بے شک خدا کی طرف سے تھے جو اوراق پر کندہ تھے مگر وہ ہم جانتے کے لیے تھے اس امت کے لیے صرف قرآن ہے۔ احادیث وحی غیر متلو ہے اس میں عقلانی قلب پذیر بناؤں گے جانتے تھے۔ الفاظ حضرت کے اپنے ہوتے تھے یہ وحی امت میں کجا جمع نہیں ہوتی نہ اس کی نعمت امت میں جاری ہوتی۔ اسی لیے اسے وحی غیر متلو کہتے ہیں حضرت ابن عباسؓ کے اس ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ وحی جس میں الفاظ خدا کی طرف سے ہیں اب قرآن کے سوا اللہ کوئی نہیں۔

حضرت امام ابو جعفر طحاویؒ روایت کرتے ہیں: آپؐ نے فرمایا:-
لا وحی الا القرآنؑ ترجمہ: اب خدا کی وحی قرآن کے سوا کوئی نہیں۔

ایک سوال اور اس کا جواب

قد بیان کیے تھے ہیں کہ سوا انھم احمد پر جو وحی آئی وہ وحی غیر متلو کے حصے میں ہے اس میں متان و معانی آپؐ پر ڈالے جاتے تھے تھ لفظ خدا کی طرف سے نہ ہوتا تھا،
جواب: یہ سراسر جھوٹ ہے مگر سوا انھم احمد پر یا قری وحی صرف وحی غیر متلو ہوتی

نہ کوئی مستقر من حسن الآثار علیہ السلام

ترجمہ جس الفاظ و معنی کے بارے میں مرزا صاحب یہ کیوں کہتے کہ اس کے معنی مجھے معلوم نہیں ہو سکے
 مدیدہ وی من ذباہوں میں کیوں آتی جو مرزا صاحب کو نہ آتی تھیں۔ اور پھر مرزا صاحب کی امت
 مرزا صاحب پر اتنی دہی کو ان کی مختلف کتابوں سے لے کر ایک کتابی شکل میں جمع کیوں کرتی۔
 قادیانوں کے اسسٹنٹن کا نام تذکرہ ہے جو انہوں نے بڑی محنت سے جمع کر کے چار سو تیس
 مدقوں میں اسے شائع کیا ہے اس کے کل صفحات ۸۲۰ ہیں۔ پہلی شامت میں اس کا ۸۰۰ مہمہ ملتا
 میں ہونا مرزا ابوالشیراز بن محمد کو اس کے شائع کرنے کے وقت علم نہ تھا۔ یہ وی ۲۲۰ بجلی

نوٹ، مرزا غلام احمد کے پیرو بعض بدعات کہہ دیتے ہیں کہ مرزا صاحب کی نبوت
 ظلی نبوت تھی مدد ان کی دہی ظلی قرآن۔ ہم حضرت ابن عباسؓ کی اس بات کو صحیح تسلیم کرتے
 ہیں کہ اس امت کے لیے قرآن کے سوا کوئی دہی نہیں۔ دہی غیر سبوحی دہی تھی جو حضورؐ پر آتی۔

ہم جو بنا کہتے ہیں کہ مرزا صاحب کی دہی کسی طرح ظلی قرآن نہیں سمجھی جاسکتی۔

① قرآن کریم ایک زبان میں ہے۔ عربی میں۔ اور مرزا صاحب کی دہی کئی زبانوں
 میں ہے اور ان زبانوں میں بھی جو مرزا صاحب کو نہ آتی تھیں۔

② قرآن کریم حملے والا فرشتہ جبریلؑ، امین ہے اور مرزا صاحب کے پاس آنے والا
 فرشتہ نیچی نیچی۔

③ قرآن کریم حضورؐ پر اترتا تو آپ اسی وقت اسے لکھا دیتے۔ غلام احمد نے اپنی دہی کو
 نہ کہیں مٹھو جمع کیا نہ لکھوایا۔ نہ مرزا صاحب کے کوئی کاتبین دہی تھے۔

④ قرآن کریم فصاحت و بلاغت اور ادبیت میں عبدالمجاذ تک پہنچا ہوا ہے مرزا غلام احمد
 کی دہی میں علمی، ادبی اور عربی کی غلطیاں ہیں۔

⑤ جس پر قرآن اترتا اس نے دعویٰ کیا کہ اگیدا انسانی کلام ہے تو قرآن بھی ایک ایسی بیت
 بنا لاؤ مرزا غلام احمد نے ایسا کوئی دعویٰ نہیں کیا۔

ازالہ تعجب

اس پر تعجب کیا جائے کہ باوجود ایسی واضح امادین و امادین ریاضی و حسابی شہادتوں کے مرزا غلام احمد نے اپنے دعوے نبوت کی کیا گنجائش دیکھی۔ اس کی وجہ مرزا صاحب خود کہتے ہیں۔

اود جو شخص حکم چکر آیا ہو اس کو اختیار ہے کہ مدینوں کے ذخیرہ میں سے جس انبار کو چاہے خدا سے علم پا کر قبول کرے اود جس ذخیرہ کو چاہے خالص علم پا کر رد کرے۔
میرے اس دعویٰ کی حدیث بخلا نہیں بلکہ قرآن اور وحی ہے جو میرے پرنازل ہوئی ہیں تاہم یہی حد پر ہم وہ حدیثیں بھی پیش کئے ہیں جو قرآن شریف کے مطابق ہیں اور میری وحی کے معارض نہیں اور دوسری حدیثیں کو ہم ردی کی طرح پسینک مہتے ہیں۔

مرزا صاحب کی یہ وحی کس قسم کی تھی۔ جس نے انہیں ان صحیح احادیث اور غیر تشریحی نبوت جاری نہ ہونے کی قطعی شہادتوں کو ردی کی ٹوکری میں پھینکنے پر مجبور کیا۔ اس پر مرزا صاحب کے مندرجہ ذیل بیانات کافی روشنی ڈالتے ہیں۔
①— میں انگریزی حکومت کے ماتحت مبعوث کیا گیا۔

(الشہادت شائع شدہ باقرتریان القلوب ص ۴۴ از طبع سرم)
②— یہ وحی یعنی یہ عاجز گرنٹ کے حکم سے ایک سال کے اندر ایک ایسا آسمانی نشان دکھلائے۔ ایسا نشان جس کا مقابلہ کوئی قوم اور کوئی فرقہ جو زمین پر رہتے ہیں نہ کر سکے۔
دعویٰ گرنٹ مالہ میں عاجزانہ درخواست شائع شدہ باقرتریان القلوب)

نہ منیر نزل مسیح نہ مٹے عاشقہ گرفتار نہ مٹے

انگریز حکومت کے حکم سے آسمانی دہی اترے یہ اسی صفت میں ہر نکتہ ہے کہ آسمان پر بھی
انگریزوں کا ہی حکم چلتا ہو۔ قضا و قدر کے فیصلے اور ملکہ و کنوہ کے اصولے ساتھ ساتھ چلتے ہوں
اب کرن ہے جس آسمانی حکم کا مقابلہ کر سکے۔

مرزا غلام احمدؒ کہنا تھا کہ کبیں گورنٹ اس کی اس مدح کو خوشامد نہ سمجھے۔ سہہ اپنے
انہیں کی حمایت میں اپنے خاندان کی سپاس سدا تاریخ کہے آیا۔

⑤ — صوف یہ اتنا حس ہے کہ سرکار دولت دار لیے خاندان کی نسبت بریں کو سپاس
بریں کے متواتر تجربے ایک وفادار جاندار خاندان ثابت کر چکی ہے اور جس کی نسبت
گورنٹ عالیہ کے معزز کلام نے ہمیشہ مستحکم رہنے سے اپنی شخصیات میں یہ نگاہی دی ہے
کہ وہ قییم سے سرکار انگریزی کے کچے غیر خواہ اور خدمت گزار ہیں۔ اس خود کاشستہ پردہ کی
نسبت نہایت حزم و احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کلام لے

حکمر میں اپنے وفاداروں کو وفا کا صلہ دیتی ہیں مرزا غلام احمدؒ یہاں انگریز حکومت سے
اپنی وفاداریوں کا صلہ نہیں مل سکے بلکہ وہ حکومت کیا و کار دہے کہ یہ پورا انہی کے احوال کا تو گناہ
ہوا ہے اب چلے جائے کہ گورنٹ جطانیہ اس کی کپوری طرح آئیدی بھی کرے۔

پھر نسبت ایک زمینی کارروائی ہے یا آسمانی، اس پر رد کیجئے۔ انبیاء زمین پھل کے نام
ہستہ ہیں آسمان میں نہیں۔ مہاں فرشتے اللہ تعالیٰ کے حکم کے امین ہیں مگر مرزا غلام احمدؒ نے
بقول غریب یہ فرشتوں کا کام بھی اپنے ذمے لے لیا تھا۔ اس کا دوسرے تھا کہ آسمانوں پر بھی اس
انگریزی گورنٹ ہی کی بات چلتی ہے۔

⑥ — گورنٹ انگریزی ہے جس کے زیر سایہ امن کے ساتھ یہ آسمانی کارروائی کر رہی ہوں۔

۱۔ تبلیغ رسالت جلد ۱، ص ۱۱۱ ۲۔ تبلیغ رسالت جلد ۱، ص ۱۱۲

انگریز حکومت کے حکم سے کاروائی ہو رہی اور مصدقہ میں ہر سکت ہے کہ اس میں پر
میں اپنی کا حکم چلتا ہو۔ قصاً و قدرد کے ایک طرف خدا ہوا اور دوسری طرف لکھ کر لکھ کر
ب کرنا ہے جو اس کے حکم کا متاثر کر سکے۔
داخل ہو کر شیطانی الہامات ہونا حق ہے۔

(ضروریۃ الامام مٹا)

مناظرہ احمد کا شیطانی الہام کہ حق کہنا جس میں نہیں آدہ بدست کر شیعین میں اپنے دھوکے دہی کرتے ہیں۔
وین القباہین لیحییٰ الخ لولیاھم لیبدا لو کہ۔ (رہنما)
ترجمہ اور بے شک شیعین اپنے بدست کر دہی کرتے ہیں تاکہ وہ تم سے جھگڑیں۔
لیکن یہ بدست کر نہیں کہ وہ ہاتھ ملاتے ہیں۔ انہیں کتب سنت کے میلان میں لکھنا چاہیے کہ کتب سنت
کو بہت کم کھنڈہ ختم نہیں اور شیطانی الہام کہیں کہ سچا مذاہب ہے جس نے قدیل میں اپنا سر لکھا اور یہ کہ جہ
لکھ کر کشیدہ کا مذاہب ہے خدا کا۔ تو کہہ دیجئے الہامات کے کتب سنت کو چھڑا باکتا ہے۔ نہیں
قصاً و قدرد کے ثابت ہوتے ہیں وہاں اور خیالات سے جس قرآن مان کہتا ہے۔
وہ ایمان آتے ہیں اس کتاب پر جو کہ پر نازل کی ہے اور جو کہ تجھ سے پہلے نازل ہوا ہے
اسلمت پرستیں رکھتے ہیں۔

مناظرۃ الدین محمود کی تحریف قرآن

ما نزل الین میں اس دہی کا ذکر کیا گیا ہے جو شخص علی علیہ السلام پر نازل ہوئی اور
ما نزل من خلت میں اس دہی کا ذکر ہے جو گذشتہ نبیا پر نازل ہوئی اور خفت میں اس
دہی کا ذکر ہے جو پہلے نازل ہوئے علی علیہ السلام پر ہیں جن میں اس کا ذکر ہے کہ

ما مشیر ترجمہ قرآن مجید زیر نگرانی بشیر الدین محمود دہی پرست ۱۹۹۵ء میں تفسیر کبیرہ
میں محمد رسول اللہ کی دہی پر بیان لکھا ہے جس میں پہلے بیان کیا ہے کہ دہی پرستیں لکھا ہے (مستقل اس)

احادیث کی تائید میں فقہاء اور متکلمین کی تصریحات

معنی تمام نیت پر قرآن کریم کی فیکلی شہادتیں۔ حضرت علیؓ علیہ السلام کی نورانی شہادتیں اور صحابہ کرامؓ کی زریح شہادتیں آپ کے سامنے آپ کی ہیں۔ کتاب و سنت میں جہاں کہیں اس مسئلے کا ذکر ہے وہاں ہر جگہ ایک ہی آواز سنی جا رہی ہے کہ حضرت علیؓ علیہ السلام کے بعد وہی تشریع ہو یا غیر تشریع براہ امتداد سے نیت کا دروازہ بند ہو چکا ہے اور اس میں چر و در و دانے سے ٹکالنے کی خوف اپنی لوگوں نے کوشش کی جنہوں نے خود نیت کے دعوے کیے کئی غیر جانبدارانہ شہادت آپ کو ان کی تائید میں ملے گی۔

ناسنا سب نہ ہو گا کہ اگر ہم معنی تمام نیت پر فقہاء کلام اور متکلمین اسلام کی بھی شہادتیں پیش کر دیں۔ وہ المستعان علیہ السلام
محدثین کے اقوال لائن کی ضرورت اس لیے نہیں کہ سوا احادیث میں خود ان کا موقف بھی ساتھ ساتھ نکل چکا ہے۔

① حضرت امام محمدؒ کی شہادت

حضرت امام محمدؒ کے بعد یہ فقہ حنفی کے سب سے بڑے امام سمجھے جاتے ہیں صف محمدؒ کی بھی آپ نمایاں شخصیت ہیں بعد آپ کی کتاب شرح معانی الآثار دودھ حدیث میں پڑھائی جاتی ہے مگر فقہاء میں د علم کلام میں آپ علم اسلام کے مسلم امام ہیں۔ سودی عرب میں شیعہ عقیدہ طحاویہ علم عقائد میں اسناد کا درجہ رکھتی ہے اور بیشتر مدارس میں پڑھائی جاتی ہے عقیدہ طحاوی کے فن کا یہ جزئیہ طلبہ و باطنی یاد کرتے ہیں۔

کل دعویٰ بدو علیہ السلام بنی دھوی و هو المبحوث الی الجن و کافۃ
الردی ث

ترجمہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر دھوئے نہت اسلحہ سے بغاوت اور ایک
شبیہی غراہش ہے اور آپ نہت اور سب انسانوں کے لیے مبعوث ہیں۔
یہاں یہ شککل دعویٰ وافیٰ غدیہ میں۔ مگر حضرت کے بعد صرف تشریحی نہت کا دعویٰ ہی
نظر ہوتا اور تشریحی نبی اُسکا تو کیا یہاں کل دعویٰ کہہ کر ہر دھوئے نہت کو اسلحہ سے غلبہ
کہہنا، قارئین کرم اضافت سے کام کر لیں۔

② آج تب آپ کو الکی کتب نگار میں لے میں جنہت علامہ قسطنطینی اندیشی لکھتے ہیں:-

لان موت النبی صلی اللہ علیہ وسلم انقطع الہی ث

ترجمہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر سلسلہ وی منتقطع ہو چکا ہے
یہاں ختم نہت کا انقطاع دوی سے تیسرے لگایا ہے جب دوی کا پورا سلسلہ منتقطع ہے تو
سچے کیا غیر تشریحی نہت میں دوی نہیں آتی؟ معلوم ہوا کہ وہ سلسلہ بھی اب باقی نہیں۔ نہت
بہر اعتبار سے آپ پر ختم ہو چکا ہے۔ معلوم نہیں انقطاع دوی کے بعد مردانہ معلوم محکمہ حقیقت الہی
کھنڈکی کیا ضرورت تھی؟

③ علامہ ابن نجیم کی شہادت

علامہ ابن نجیم جو اپنی فقہی وقت فکر کے باعث ہر مینہ اثانی کہتے ہیں۔ اپنی کتاب
الاشباہ والنکائر میں لکھتے ہیں:-

اذا لم یعرفنا محمدًا اصلًا فطیو مسلمًا خذوا لابیاء فلیس

بمسلم لانہ من الضروریات ث

یعنی علامہ کا کہنا ہے کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں جانتے تو آپ کو مسلمان سمجھ لیں۔

ترجمہ جس نے یہ جاننا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں وہ مسلمان نہیں ہے کیونکہ آپ کو آخری نبی ماننا ضروریات دین میں سے ہے۔

یہ علی الاطلاق حضور کے آخری نبی ہونے کا عقیدہ ہے۔ اس میں تشریحی اور غیر تشریحی کی کوئی قید نہیں۔ پھر آپ نے اس کو ہر عامی و خاص کی لیے واجب العرفہ ٹھہرایا ہے اور ضروریات دین میں سے کہلا ہے اور یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ یہ نبوت کی ہر قسم کو شامل ہو۔ تشریع اور غیر تشریع کا فرق کرنا ایک نظری بات ہے اور نظری مسئلے ضروریات دین نہیں بنتے۔ ضروریات دین وہ احمد ہیں جن کو وہ دین رکھنے والا ہر شخص برابر ملے اور پہچان سکے ختم نبوت، انقطاع ولی، آخری نبی ہونا یہ سب ایک حقیقت کے متشعب الفلک ہیں اور معنی و ملامت کا ایک ہے۔

④ اصول فقہ کی کتاب ترمذیہ تواریخ میں دیکھئے علم اصول میں، اجماع کو اسی لیے محبت سمجھا گیا ہے کہ حضور کے بعد کوئی نبوت نہیں، نہ وہی تشریع کے ساتھ نہ وہی تشریع کے ساتھ۔ قرآن و سنت کے بعد یہ محبت اب امت میں منتقل ہو گئی ہے جس پر اب یہ سب جمع ہو جائیں اس کو خدا کی طرف سے بھی قبولیت کا نشان سمجھ صاحب ترمذیہ لکھتے ہیں۔

لِذَا مِنْ خِلاَصٍ مَعَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَفَاةُ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ
لَا بَعْدَ لَهُ..... فَلَا بَدَّ أَنْ يَكُونَ لِلْمُجْتَمِعِينَ وَلا يَمُوتُ اسْتِنْبَاطُ
أَحْكَامٍ مِمَّا مِنْ التَّوْحِيدِ

ترجمہ یہ بات امت محمدی کے خصائص میں سے ہے جس پر یہ ایک وقت میں جمع ہو جائیں (وہ بات دین ہو) کیونکہ آپ خاتم النبیین ہیں آپ کے کسی قسم کی کوئی وہی باقی نہیں.... اس سے پہلے نہیں کہ اب مجتہدین کی یہ حق حاصل ہو کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی وہی سے نئے پیش آمدہ مسائل کے احکام مستند کر سکیں۔

نہ ترمذیہ تواریخ ملا

⑤ سلطان اورنگ زیب عالمگیر کی شہادت

قادی عالمگیری جو پانچ سردار کا تائید و توثیق سے مرتب ہوا، اس میں بھی اسی عہدت پر قمر نے دیا گیا ہے۔۔

اذلہ عرف ان محمدًا صلی اللہ علیہ وسلم اخبرنا نبیاء قلوبہ وسلم
دلی قال انار رسول اللہ او قال بالفارسیۃ من پیغمبر دیرید بہ من پیغام
سے برم بکفر ملے

ترجمہ: جب کسی نے یہ نہ جانا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی میں توروہ
مسلمان کیا وہ مسلمان نہیں ہے کسی نے اس طرح کہا میں اللہ کا رسول ہوں یا کسی
دوسری زبان میں کہا کہ میں پیغام لانے والا ہوں اور مراد یہ ہوں کہ میں خدا
سے پیغام لیتا ہوں توروہ اس بات سے کافر ہو جائے گا۔

⑥ فضل حمادی میں کلمت کفر شمار کرتے ہوئے قادی عالمگیری کی یہ مذکورہ عہدت
آپ کو ملے گی۔

وکنذ الوقال انار رسول اللہ او قال بالفارسیۃ من پیغام برم بید بہ
پیغام سے برم بکفر ملے

ترجمہ: اور اسی طرح اگر کہا کہ میں اللہ کا رسول ہوں یا خدا ہی میں کہا میں پیغمبر ہوں
اور اس سے اس کی مراد یہ ہو کہ میں خدا سے پیغام لاتا ہوں توروہ شخص ایسا
کہنے سے کافر ہو جائے گا۔

خدا کی طرف سے کوئی نیا حکم جو اس سے تشرعی نبوت بنتی ہے صوف پیغام ہو یہ غیر تشرعی
نبوت میں بھی ہوتا ہے۔ یہ وہ سہی اتم کا دعویٰ نبوت ہو کہ میں خدا سے پیغام لاتا ہوں یہ بھی کفر ہے۔

نہ قادی عالمگیری جلد ۲ ص ۳۳۳ سے فضل حمادی ص ۱۳

④ ہندوستان، پاکستان، افغانستان، بھارت اور برما میں عقائد کی جو مرکزی کتاب پڑھائی جاتی ہے وہ شرع عقائد نسخی ہے۔ اس میں ہے۔۔

وقد دل حکامہ وکلا والله المثل علیہ انه خاتم النبیین وانہ مبعوث
للی کافۃ الناس بل الی الجن والانس ثبت لہ اخرا الاحیاء
ترجمہ: آنحضرت کا: اللہ علیہ وسلم کی امارت، قرآن مجید جو آپ پر اتارا، انہوں نے
بیا یا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور آپ کل مسافروں کا عرف
و جویا ست، آپ پیدا ہو گئے، مبعوث ہیں بلکہ جن دانش و دانش و دانش و دانش
کی طرف مبعوث ہیں ان دلائل سے ثابت ہے کہ آپ آخری نبی ہیں۔ آپ
کے بعد کوئی نبی نہیں۔

⑤ اب خدا اللہ صلی علیہ وسلم کی یہ سمجھیں کہ ہم آپ کو یہاں ہندوستان و پاکستان میں نبی کہہ
سکتے ہیں، حافظ ابن حزم اللہ سے کہتے ہیں،

وکننا من قال... اوان بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبیا
غیر صلی بن مریم علیہ السلام فانہ لا یختلف اثنان فی تکفیرہ ولفحۃ
قیام الحجۃ بکل هذا۔

ترجمہ: اور اسی طرح وہ شخص کافر ہے جو یہ کہے یا کہے، حضرت محمد صلی اللہ
علیہ وسلم کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سوا کوئی اور نبی آسکتا ہے تو اس کے
کافر ہے۔ تو میں کوئی وہ عالم آپس میں اختلاف نہیں رکھتے کہیں کہ ان
مضامین میں سے ہر ایک پر بحث شرعی تمام ہو چکا ہے

⑥ اب آئیے آپ کو مرکز علم دارالعلوم دیوبند کے مجلس حضرت علامہ امیر شاہ صاحب کشمیری
رحمۃ اللہ علیہ سے یہ مضامین نقل کرتے ہیں کہ جن باتوں سے انسان کافر ہو جاتا ہے۔

۱۔ شرع عقائد نسخی۔ ۲۔ کتاب لیل و نعل بعد ۲ ص ۲۴۹

او کعبہ رسولاً او نبیاً او نقصہ بای منقص کال صقر باسحہ
مریداً الخیرہ او جود بنوہ احد مدد و جودینا صلی اللہ علیہ وسلم
وعلی علیہ السلام بنی قبل فلا یرح ۛ

ترجمہ: یا کسی رسول اور بنی کر قبضہ لائے یا اس کی کسی قسم کی تسخیر کے یہاں
تک کہ اس کا نام چھٹا کر کے لے جس سے اس کی تختہ مراد ہو تو اس سے
بھی وہ کافر ہو جائے گا یا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی اور کی کسی
قسم کی نبوت جائز ہے (تو وہ بھی کافر ہو جائے گا) اور میں علیہ السلام تو آپ
سے پہلے کے نبوت پہلے ہوئے ہیں۔ سو ان کے (دو بارہ) آنے سے عقیدہ
ختم نبوت پر کوئی اعتراض وارد نہیں ہوتا۔

جو لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی کا عقیدہ رکھتے ہیں ان میں سے ایک شخص بھی
ایسا نہیں ملتا جو اس بات کا قائل ہو کہ وہ اگر شریعت محمدیہ کو منسوخ کریں گے اور ان پر وحی
تشریع کئے گی۔ انتہائی افسوس میں وحی کہنے کے سوا کسی دینی امر میں ان پر کسی قسم کی وحی نہ
کئے گی جن علماء نے عقیدہ ختم نبوت اور نزول عیسیٰ بن مریم میں ذرا سا بھی شک و محذور کیا ان
کے جواب میں جن علماء نے بھی قلم اٹھایا انہوں نے قائل کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبوت
پہلے کی ملی ہوئی نہ ہو کسی ایک نے بھی ذکر کیا کہ وہ مستقل نبی کی حیثیت سے نہ آئیں گے غیر تشریف
نبی ہوں گے۔ یہ جواب آخر کیوں کسی نے اختیار نہ کیا؟ یہ اس لیے کہ اسلام میں ختم نبوت کا یہی سنی
ہے کہ حضرت کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ نہ تشریف دینے کا تشریف ہی۔ اور امت محمدیہ نے
اسی کو عقیدہ ختم نبوت قرار دیا ہے۔

اب اگر ختم نبوت اور نزول عیسیٰ بن مریم کے ظاہری ٹکڑے کو اس تشریح سے ختم کیا جائے
کہ حضرت عیسیٰ اپنی آمد ثانی میں مانت نبی کے طور پر آئیں گے تو امت کے عقیدہ ختم نبوت پر

ن اکفار بالمعدین مع

کھڑی ضرب لگتی اس لیے سب نے یہ تشریح کی کہ حضرت عیسیٰ بن مریمؑ کی آمد ثانی عقیقہ فخر نبوت کے ظہور نہیں۔ کیونکہ آپؑ کو نبوت خلوت خاتم النبیین سے پہلے کی ملی ہوئی ہے اور فخر نبوت کا معنی یہ ہے کہ آپ کے بعد نبوت کسی کو نہ ملے۔

فقہاء کلام اور متکلمین اسلام کے بعد اب آئیے صرفیلے کرام کو دیکھیں کہ وہ عقیقہ فخر نبوت کو کس وضاحت سے قبل کیے ہوئے ہیں۔

محدثین روایات سے بولتے ہیں فقہاء خصوصاً گہڑائی سے بولتے ہیں متکلمین خصوصاً کے پہرے میں عقل و تجربات سے بولتے ہیں۔ مگر دلیلے کرام وہیں سے بولتے ہیں جہاں سے بنی بولتے ہیں۔ دلیلا کہ وہاں سے محبت الہی ملتی ہے وہ اس سے روشنی پاتے ہیں اس کے مقرب ہوتے ہیں۔ مگر قانون و حکم انہیں بھی نبیوں سے ہی لینا پڑتا ہے اور نبیوں کی بات ان پر محدثین کی روایت سے اور مجتہدین کے استخراج سے نکلتی ہے ولایت احکام میں نبوت کے تابع رہتا ہے۔

اسلام میں اولیاء اللہ اور صوفیہ کرام ظل نبوت میں جلتے ہیں۔ اولاد ہر باگعلی نبوت کا کوئی قصہ نہ آویزہ اولیاء کرام اور صرفیلے خلفائے علی بنی تھے مگر اسلام میں یہ نظریہ برہنہ اور صاحب کشف و ولایت سے روک دیا گیا ہے۔ ان کا وجود خود اس بات کی شہادت ہے کہ اسلام میں کوئی روحانی لحاظ غیر تشریف نبوت کا نہیں ہے۔ ذکر کیا روحانی منزل ظل نبوت کے نام سے موجود ہے۔ شیخ محمد الدین اموی اکابر اولیائے کرام میں سے ہیں۔ آپ صوفیہ کے ماننے علم کو بیان کرتے ہیں۔

اما عقیقہ فخر نبوت فقہاء شیخ السنۃ عبد الحسن الاشعری و اصحابہ
من فاتحہ الی خاتمہ الی

ترجمہ صرفیلے کرام کے عقیدے وہی ہیں جو امام اہل السنۃ شیخ ابوبکر اشعری

نہ حیات انقلاب فی کیفیت الاصل الی الحسب

مدین کے شاگردوں میں شروع سے کر افر تمکد ہے۔

اس سے پتہ چلا کہ اس قسم میں کوئی پانچواں ماخذ علم الہام کے نام سے نہیں ہے۔
اللہ شریعہ جاری ہی نہیں نہ ہونے کی صورت میں اجتہاد و استنباط اسی لیے شروع ہوئے
کہ ہر کسی قسم کی بحث میں کوئی کھڑکی کھلی نہ تھی مدنیہاں سے مدنی ہونے کی بھی کچھ گنجائش دکھی
جاتی۔

اب ہم مطلق بلکہ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی کے اس قطعہ پر ختم نبوت کی بحث
ختم کرتے ہیں۔ ازل بعد ہم ان بزرگان دین کا عقیدہ ختم نبوت آپ کے سامنے پیش کریں گے
جن کا نام قادیانی لوگ ادرہ المہاد اپنے ہمناموں میں پیش کرتے ہیں۔

خاتم الانبیاء و الرسل است	دیگر ان پر جزد اور چرکل است
دنپے اور رسول دیگر نیست	بدلائل و بیچ کس پیغمبر نیست
چوں مد آفرین بقول رسول	کنہ از آسمان مسیح زندل
پیرودین و شرع او باشد	تابع اصل و فرع او باشد
وایں ہمہ شرع و دین او داند	ہمہ کس ملہ بدین او خواند

۱۔ ترجمہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام نبیوں بعد تمام رسولوں کے خاتم ہیں
ان میں سے ہر ایک کسی ایک پیغمبر میں ممتاز ہوا پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام
کمالیت کے جامع ہونے

۲۔ آپ کے بعد کوئی اور رسول نہیں نہ آپ کے بعد کوئی پیغمبر ہوگا۔
یعنی حضرت مسیح کی دوبارہ آمد کے خلاف نہیں آپ حضرت کے حق ہو کر آئیں گے۔
۳۔ جب آخری زمانے میں حضرت کے ارشاد کے مطابق حضرت مسیح آسمان سے
اُتریں گے تو.....

۴۔ عقائد نامہ مولانا جامی

۴۔ تو آپ حضرت کی شریعت کے پیرو ہوں گے اور دین کے اصول و فروع میں آپ کی پیروی کریں گے۔

اس طرح نہیں کہ نبوت آپ سے سب کئی جائے گی۔ نہیں۔ لیکن اب وہ نافذ نہ ہوگی۔ آپ اب ولایت محمدی میں آئے ہیں۔

۵۔ آپ حضرت کی مادی شریعت کو جانتے ہوں گے اور تمام قوموں کو آپ حضور کے دین کی طرف ہی دعوت دیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے جب حضرت مریم کو حضرت عیسیٰ کے پیدا ہونے کی شدت دی تو ساتھ ہی بتا دیا تھا کہ اللہ تعالیٰ اسے تورات اور انجیل کے ساتھ کتاب و حکمت (قرآن و حدیث) کی تعلیم بھی دیں گے۔

ويعلمه الكتاب والحكمة والتوراة والانجيل ورسولاً الى بني اسرائيل۔

(پہلے آل عمران آیت ۴۸)۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ آپ کو کتاب و سنت کی تعلیم دیں گے اور تورات و انجیل کی بھی ہاں آپ رسول صرف بنی اسرائیل کے لیے ہوئے۔

یہ کتاب و سنت کی تعلیم آپ کو کس لیے دی جائے گی؟ اس لیے کہ آپ نے مدد محمدی بھی پانابے اور اس قوم میں بھی جانا ہے۔ مگر حواۃ آپ کی رسالت صرف بنی اسرائیل کے لیے تھی۔ لیکن اب وہ آپ کی شریعت کے تابع ہوں گے۔

قرآن و حدیث کے فن دلائل اور فقہاء و متکلمین کے ان شاہکی روشنی میں ختم نبوت کا مسئلہ ثابت کیا ہے کہ اب اس میں کوئی نیا دوزخ یا کھڑکی کھلی نظر نہیں آتی حضور قائم البتین پر نہمت بغیر کسی تخصیص اور تاویل کے ختم ہو چکی۔ یہ بات اسلام کی خودیات میں سے ہے اس کے ضوٹ کوئی بغض بھی حرکت میں آئے یہ کھنڈہ کفر ہے۔ جس کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں ہے

ختم نبوت بغیر کسی تخصیص و تاویل کے

ختم نبوت میں اگر متفق و متواتر اہل معارف و کبریاں نہ ہوں لیکن اس کے حامی ہوں اور عام معنی میں یہ سب ترانے منقول ہیں کہ میں خدا سے افتخار کی کہیں گنجائش نہیں جو محض ختم نبوت کے بعد کسی نئی بعثت کا قائل ہو وہ امت محمدی میں کبیر شہ نہیں پاسکتا۔

حضرت عمر بن عبد العزیز (م ۱۰۱ھ) پر اسلام کی پہلی صدی ختم ہوئی، آپ عقیدہ ختم نبوت پر اجماع بیان کرتے ہیں۔

يا ايها الناس ان الله لم يبعث بعد نبيكم نبيا ولو يبعث بعد هذا الكتاب لاذى له من الله عليه كتابا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی ماننا اور آخری نبی ماننا مد نظر ہم معنی رہے ہیں جس نے بھی آپ کو نبی مانا سنا تھا مگر اب کوئی نبی سرٹ نہ ہو گا یہ بات امت میں ترانے ہو کر آپ کے بعد کوئی نبی صبح نہ ہو گا۔

ماقداد بن عمرو بغدادی (م) لکھتے ہیں۔

كل من اتى بنبوة نبيا صلى الله عليه وسلم بغير بائنه خاتم الانبياء والاول
..... وقد قرات الاحبار بقوله لا نبى بعدى ومن جدد القولين و
السنن فهو كافر

ترجمہ ہر وہ شخص جس نے ہمارے نبی اکرم کی نبوت کا اقرار کیا وہ آپ کے خاتم النبیین و اہل سلاسل ہونے کا اقرار کر چکا یہ وہ لوگ بائینہ لازم و ملزوم ہیں، آپ کا یہ کہنا کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہو گا آپ سے ترانے کے ساتھ ہوا آرہا ہے اور جو شخص قرآن

لے من ملدی جلد ۱۱۱۱۱ اصل الدین لابی منصور بغدادی

دست کے نیسے کر زمانے وہ کافر قرار پاتا ہے۔

پہلی تین صدیاں: اسلامی علوم فقیر و فقہ و حدیث کی تہ دین میں گزریں جو تھی صدی ہجری کے عہد باقرانی (۵۳۰ء) سے فہم نیرت کا ختم ہونے لگی۔

الحمد للہ العالیٰ علیہ وسلم وہو ما نقلہ کافہ لائمہ من قولہ
 لا نبی بعدی وقد نقلنا مع ذلک من سلفہ و سلفہ من سلفہ حتی یقتل
 ذلک بمن شاہد النبی انہ اکر هذا القول و مرادہ من کل قرینہ عجب
 تخصیصہ و قرینہ بکل ما رجب العلم بصوم مرادہ لنفی سائر الانبیاء
 بعدہ ممن یمنع شریعتہ و ممن لا یفسخها من العرب و من غیرہا
 و فی عصرہ و بعدہ و خانہ و لای ان یث الله الارض من یملوہو غیر اللہ و لای
 ترجمہ: یہ حدیث لا نبی بعدی حضور سے وارد ہو چکی ہے اور یہ وہ خبر ہے جسے
 پوری امت نے لا نبی بعدی کے الفاظ میں نقل کیا ہے اور (ہر طبقے کے) علمائوں
 نے اپنے اسلاف سے اور ماہرین نے اپنے اسلاف سے اس طرح نقل کیا
 ہے کہ بلیت ان (صحابہ) تک پہنچی ہے جو بخدا لکھ کے حاضر ہیں تھے وہ بتاتے
 ہیں کہ حضور نے اس مسئلے کو بتائید بیان فرمایا اور اسے ہر ایسے قرینے سے ثابت کر دیا
 جو اسے کوئی تخصیص دے اور اسے ہر اس بات کے ساتھ دیا جو اس (فہم نیرت)
 کی عموم مراد کو یقینی ملے گی مگر آپ کے بعد ہر قسم کے خبریں کی نفی ہو رہی
 تشریحی نبی ہوں یا غیر تشریحی، عرب سے ہوں یا کسی اور جگہ سے، آپ کے لٹانے
 میں ہوں یا آپ کے بعد یہاں تک کہ پھر کل زمین اور جو اس پر ہے وہ سب کے
 قبضے میں چلے آئے اور وہی غیر ملکی ہیں ہے

امام احمد بن محمد النک بن عبد اللہ بن یوسف الجونی کا عقیدہ ختم نبوت

امام غزالیؒ (۵۰۵ھ) کے آثار امام احمد بن محمدؒ (۴۸۱ھ) شیعہ کے اس عقیدہ کے جواب میں کہ عالم کسی وقت امام زمان کے درجہ سے خالی نہیں رہتا ہر وقت کوئی نہ کن امام کا موجود رہنا ضروری ہے لکھتے ہیں:-

فاما جاز خلوا الزمان عن النبی وهو مقتضی الزمان فلا بد فی
خلوه عن الاشیاء

ترجمہ جیسے کہ کتاب ہے کہ پورے عالم میں کوئی نبی نہ ہو مگر وہ انت کے
دین کی بنیاد ہے تو یہ عالم اگر امام کے درجہ سے خالی ہر تو اس میں کوئی استبدال
ظہور قتل و قتل بات نہیں ہے۔

شیعہ اپنے اماموں کو تابع شریعت محمدیہ مانتے ہیں ان میں کسی کی نوبہ تشریع کے قائل نہیں۔
سورہ صراح وہ جہاں کہ امام کے درجہ سے خالی نہیں مانتے بل سنت اسی پر اپنی خلو الزمان عن النبی
کے قائل ہیں۔ اگر کسی انت میں کسی غیر تشریفی نبی کا ہونا ممکن ہوتا تو امام احمد بن محمدؒ اس دور کے لیے
خلو الزمان عن النبی کا عقیدہ بیان نہ کرتے۔

پانچویں حدیث میں عقیدہ ختم نبوت خلو الزمان عن النبی کے آثار میں امت کے ماننے
آچکے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اب غیر تشریفی نبوت ممکن نہیں ہے۔

آپسند یہ بات شیعہ عقیدہ کے متوازی کہی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اب غیر تشریفی نبوت
ممکنہ ہی نہیں ہے۔

سب پانچویں حدیث کے امام غزالیؒ (۵۰۵ھ) سے بھی ختم نبوت کا یہی عقیدہ نہیں ہے تسلیم

لے لکھائی

کیے بغیر کئی شخص مسلمان نہیں ہو سکتا۔ اسدانا پڑتا ہے کہ ۲ حضرت نے لاجبی بدی کو بغیر کسی تفسیر و تاویل اس کے ظاہری معنی پر رکھا ہے اور امت نے اسے ہی فہم نبوت کا منہم اور معنی مراد مانا ہے
جہ الاسلام حضرت امام غزالیؒ (رحمہ) لفظ فہم الغیبین کے متعلق لکھتے ہیں:-

ان الاممۃ فہمت بالاجماع من هذا اللفظ ومن قرائن احوالہ انہ افہم
عدم ہی بدہ ابد او عدم رسول بدہ ابد او انہ لیس فیہ تاویل
ولا تخصیص

ترجمہ۔ امت نے اس لفظ فہم الغیبین اور حضرت علیؑ علیہ وسلم کے احوال و
قرائن سے اجماعی طور پر یہی سمجھا ہے کہ حضرت نے یہی سمجھا یا کہ آپ کے بعد کئی
نبی نہ ہو گا اور نہ کئی رسول، اس سہ فہم نبوت میں نہ کسی تاویل کی گنجائش ہے
اور نہ کسی قسم کی کوئی تخصیص ہے۔

پیش نظر رہے کہ حضرت امام غزالیؒ کا یہ ارشاد اس عنوان کے ماتحت ہے:-
الباب للادایع، فی بیان من یجب تکذیبہ من الفرق۔

ترجمہ۔ یہ باب ان فرقوں کے بیان میں ہے جن کی تکفیر واجب ہے۔
حضرت امامؒ نے پہلے ایک ضابطہ بیان فرمایا ہے جس پر کفر و اسلام کا مدعا رہے:-
کل من کذب محمداً علی اللہ علیہ وسلم فہو کافر ای مضلل فی الذکر
جد الموت مستباح للدم والمال فی الحیاۃ الا بجلۃ الاحکام الا ان
التکذیب علی المرأت

ترجمہ۔ ہر وہ شخص جو حضرت علیؑ علیہ وسلم کی تعظیمات میں سے کسی ایک کو جھٹلے
اسے تو وہ کافر ہے یعنی موت کے بعد وہ ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا اور زندگی
میں اس کا خون اسدال مبارح سے ہر یک کذب کے کئی مراتب ہیں۔

تشویح مطلب

میں نے یہ کہہ کر حضرت علیؓ کی خدمت میں حاضر ہوا کہ میں نے دین کو چھو دیا جانے کی طرح ہے ہے ایک تیرہ کو کھل کھل کر اپنے دین کا انکار کر دیا جانے ہے کفر کا حکم کہہ سکتے ہیں اور ایک یہ کہ حضرت کے دین کا عزائم اور انکار نہ کیا جانے لیکن آپ کی بعض بن قیامات کو جو قلعی اور متغی علیہ پر حضرت علیؓ کی خدمت میں علم سے ثابت ہیں ایسے معنی پہنچانے جائیں کہ اصل میں کذب ہو جانے ہے کفر والہا بھی کہہ سکتے ہیں یہ الہام و لطف بھی حقیقت میں کفر کا ہی ایک انداز ہے۔

اس پر حضرت امام خراسانیؑ نے چھ مرتب بیان کئے ہیں ”المرتبة اھما درہ میں فہلے میں۔“

لوفتح هذا الباب الجولان امر شذیعة وھولان قائلان لو قال یحییٰ بن عیسیٰ

صلی اللہ علیہ وسلم فی سبیلہ التوفیق فی تکلیفہ۔

ترجمہ اگر حضرت ابراہیمؑ اسلام کی بنا پر تکلیف کو رکھ لیا جانے تو اس سے بہت سے

امر شذیہ کا مدعا و کھل جانے کا شواہد کوئی شخص یہ کہہ کہ یہاں سے نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم کے بعد بھی کسی شخص کو نبوت مل سکتی ہے تو اس کی تکلیف میں توفیق نہ

تو ہرگز جائز نہ ہوگا۔

اس کے بعد حضرت امام نے خاتم النبیین کے متعلق وہ تاریخی بیان دیا ہے جسے ہم پہلے

نقل کر آئے ہیں حضرت امام قاسمیؒ میاںؒ (رحمہم اللہ) اپنی کتاب شفا میں ارشاد فرماتے ہیں۔

لا تھ اخبرنا علی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین الا نبی جددہ و اخبرنا

اللہ تعالیٰ انہ خاتم النبیین ان جمعت الائمة علی حمل هذا الکلام علی ظاہرہ

وان مفعولہ المراد بہ معن تاویل ولا تخصیص فلا شک فی کفرہ

ھو لہذا العلوفہ کلھا خطا اجماعا سحفا۔

ترجمہ اس لیے کہ حضرت نے خود فرمایا ہے کہ آپ خاتم النبیین ہیں اور یہ کہ آپ کے

بعد کوئی نئی پیدا نہیں ہوگا۔ اور ضلکِ حرکت سے بھی منحرف نہ ہوگا کہ آپ
خاتم النبیین میں انسانیت کا اتفاق ہے کہ یہ آیت اپنے ظاہری معنی پر محمول
ہے اور جس کا منہم ہذا ظاہری نکلے سے سمجھ میں آئے۔ اور بعد ہی اس میں نیز کسی
تبادل و تخصیص کے مزاح ہے پس ان لوگوں کے گز میں قلنا کوئی شک نہیں جو اس
کا انکار کریں۔

رَمِیَ الشَّکِیْنِ حَضْرَتِ اَبُو بکر محمدؓ (۱۱۹۱ھ) مفتی بغداد کا فیصلہ بھی سن لیتے۔
وَكُونَهُ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ مَعَاطِنُ بِہِ الْکُتُبِ وَوَعْدَتِ
بِہِ السَّنَةِ وَاجْمَعَتْ عَلَیْہِ الْاٰمَةُ فِی کَیْفِیَّتِہِی خِلَافَہُ وَیَقِیْلُ اِنْ اَحْسَنَ لَہُ
تَرْجُمَہُ۔ اور یہ حضرت علیؓ علیہ السلام کا خاتم النبیین ہونا ایسا قطعی مسئلہ ہے جس
پر قرآن پاک پکارا تھا۔ سنت نے اسے نہایت واضح طور پر پیش کیا اور پوری
وقت کا اس مسئلہ میں اجماع ہے۔ پس اس کے خلاف جو بھی جہت کا دھونے
کے لئے یقینی طور پر کافر قرار دیا جائے اور اگر وہ اسی پر مصر ہے تو قانون
شرعی میں اس کی نذر قتل ہے۔
۵۰۔ مگر معلوم ہوا علیٰ شرع مسلم اہلسنت میں کہتے ہیں۔

محمد رسول افشاء خاتم النبیین و ابو بکر رضی اللہ عنہما افضل واصحاب الاولیاء و اہل
القطیفین بل یطلب اللہ ہان فی علم الکلام والیقین المنطق بمعانیین ثابت
ضروری بان للی الابد۔

ترجمہ حضرت ختم نبوتؐ پر ان کے بعد حضرت ابو بکرؓ کا سب صحابہ اور اہل اہل سے افضل ہونا
اور ایسے قہر میں جو اس میں درجہ تین تک پہنچے ہیں اور ضروریات دین میں سے ہیں

نہ مفتی بغداد مولانا محمد امجد علی صاحب خلیفہ شمس کا سرنا جزیہ الدین محمدؓ نے بھی اصرار کیا ہے (تذکرہ کبریہ مولانا محمدؓ)

۵۱۔ روح المعانی جلد ۱۵ ص ۱۵۱ فتاویٰ عالمگیری جلد ۱ ص ۱۵۱

کھانا تاحات نہوت مج نہیں پاسکتا

تخصیص ملوثہ علاقوں کے کسی اعلیٰ درجے کے طبی کونسلر کو، جو کوئی آسمانی خبر غلطی دہرائی ہو
 کی بناء پر دوسروں کو اس کا سامنا نہ کرے اور جو اس کے ختم نبوت کا مستحق عقاب کا ہے نہ اپنے کے بعد کسی کو ایسی بہت
 ہے جس میں کوئی شک و شبہ نہ ہو کہ اس آسمانی خبر پر ہی اُنہیں

اسلام میں اس دھڑی صحت کے مگر ذرا بھی گنہگار نہ رہی تھی نہ صحت میں طبعی صدمہ کہ نہ تلخی پر یا ناکبہ کا ہی خاکہ نہ
خندہ لا نہ طبعی صدمہ کہ شریعت پر مل کر رہی تھی اپنی شریعت کی دعوت نہ رہی تھی اور بس صحت حال اس صدمہ خیر
حال اسلام نے جہاں صحت میں طبعی صدمہ کہ اس آقا کے کا ذکر کیا ہے وہاں دھڑلے انہی ذکر کی ہیں۔

۱. عنایت حسین منہر کی شہریت پر تل کر رہنے کی اپنی شہریت نہ مانیں گے۔

۱۰۔ اہل کونہت حضرت گلزارِ حیدر کرمؑ سے پہلے کی دلچسپی ہے جس کی بنیاد اگر انصاف کے بغیر نہیں بہت کا دیا اور اگلا بہتر اس دوسری بات کے ذکر کرنے کا کیا ضرورت تھی۔ تو اہل حیدر کے طویل اندر منہر طائر منہی تھے ہیں۔

خاتم النبیین محمد مصطفیٰ لاینبأ احد بعدہ
ترجمہ: آپ محمد مصطفیٰ خاتم النبیین، پھر کسی نبی کی آمد نہیں ہوگی۔
دوسری روایت کے بعد نسخہ کی تباہی ہو گئی تھی۔

فلا تنج بعدہ اسی لا یتبأ أحد بعدہ فلا یبانی نزول حبیبی بن مریم

مسٹر گودابوس ۱۶۹۱ء بھی لکھتے ہیں:

نزلوا من قبله على نبينا صلى الله عليه وسلم بالنبوة
في هذه الأنشأة .

توبہ و اجتناب میں مینہ نہ گراؤ! توبہ کے بغیر وہی کوئی فلاح پذیر نہیں کرنا سیکرگا آپ منہ کے اس
 نشانِ عسریٰ میں توبہ پانے سے پہلے کے توبہ پائے ہوئے ہیں۔

ایں کا حاصل یہ ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام جس کو نابینا شریفیت کہہ کر عزت بھی ان شخصوں کو نہیں دے سکتی جو محض
کے بعد پیدا ہوئے اور کہ یہ اپنے عزیز کا گندہ شکر خواں نابینا شریفیت کہہ کر عزت بھی نہیں دے سکتا۔

مرزا غلام احمد کا پہلا عقیدہ ختم نبوت

مرزا غلام احمدؑ کا پہلا عقیدہ ختم نبوت عام مسلمانوں کی طرح تھا۔ اس کا پہلا عقیدہ ختم نبوت یہ تھا۔

① — نبی کا مقدر میری اور عربی و دروزی زبانوں میں مشترک ہے۔ دوسری کسی زبان میں یہ نظر نہیں آیا ہے اور اسلام کا مقصد ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

② — فضل فرمانے والے رب رحیم نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام قائم الانبیاء رکھا ہے۔ بغیر کسی استثناء کے اور اس کی تفسیر آنحضرت نے لایعجز عیسیٰ فرماؤں، بڑا مبینہ کے لیے واضح بیان ہے اور اگر ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کا آنا جائز قرار دیں تو ہم نبوت کا دروازہ بند ہو جانے کے بعد پھر اس کے کہنے کے قائل ہو جائیں گے اور یہ دھندہ خدامندی کے ثبوت ہے اور ہمارے رسول کریم کے بعد کیسے کوئی نبی آ سکتا ہے جبکہ حضور کی وفات کے ساتھ نبی مقرر ہو چکا ہے اور اللہ تعالیٰ آپ پر نبیوں کا سلسلہ ختم کر چکا ہے۔

نکتنہ: اخطار ۱۔ مفسر صاحب نے مرزا صاحب جہلۃ بشریٰ لکھ رکھے تھے تو اس وقت بھی ایک عام مسلمان نہ تھے بلکہ وہ ہم بابائی اور سامریہ زنادانی بننے کے مہی تھے۔ ان کا دعویٰ تھا کہ تمام حدیث پر غلام ہیں اور مٹلان سے محکوم ہوتا ہے چنانچہ حمارۃ البشریٰ میں لکھتے ہیں: یحییٰ اللہ کی بحکمہ العسین و صلیم انہ اعطانی خدا المرتبة فیکف اردما اعطانی اللہ (حمارۃ بشریٰ ۱۱) اس سے مرزا مٹلان کے جواب کی حقیقت بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ مرزا صاحب کا یہ بیان اس وقت کہ جب وہ عام مسلمانوں کی طرح تھے اور ان سے اتنے بڑے سوسن فطری ہو جانا کئی معمولی کلمہ نہ تھا۔ نہ حمارۃ بشریٰ ۱۱

نوٹ مرزا صاحب یہاں یہ ظاہر کر رہے ہیں کہ میرا دعوئے محدث ہونے کا ہے نبی ہونے کا نہیں اور محدث نبی کی توقیر رکھنے کے باوجود نبی نہیں ہوتا۔ کیونکہ دعوانہ بند ہے۔ نبوت کا بھی ادوی کا بھی۔ اور اسے وجود بالقرۃ سے وجود بالفصل میں لانا خدا کی مشیت کے خلاف ہے چنانچہ کہتے ہیں:-

ولكن الله ما شاء من يخرج من ممكن القوة الى حيز الفعل.

پیش نظر ہے کہ مرزا صاحب یہاں صرف دعوئے نبوت سے انکار نہیں کر رہے بلکہ اسے کفر قرار دے رہے ہیں اور ان کے اس فیصلہ میں ہر نیا دعی نبوت اسلام سے منسلک جاتا ہے قیاس ہے کہ مقام حدیث پر ناسزا اور ہم راہی اور ماسرینہ دانی ہونے کے دعوے دار پر اسلام کے وہ بنیادی عقائد بھی مخفی رہے جن پر کفر و اسلام کا دار و مدار ہے۔ اور مرزا صاحب یہاں جس بات کو کفر قرار دے رہے ہیں کل خدا اس کے مدعی اور مرتکب ہونے۔

② — مرزا غلام احمد قادیانی اپنی کتاب اذات اللہ میں لکھتے ہیں:-

قرآن کریم بعد خاتم النبیین کے کسی رسول کا آنا جائز قرار نہیں رکھتا خواہ وہ نیا رسول ہو یا پُرانا کیونکہ رسول کریم ﷺ جو وسط جبریل علیہ السلام اور باب نزول جبریل پر بیرونہ وحی و رسالت مسدود ہے۔

قشری نوٹ

مرزا صاحب کی یہ مہبت اس سبب ازاد باقی میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں لیکن کاترب قیامت میں نزول فرمانا عقیدہ ختم نبوت کے خلاف ہے۔

پیش نظر ہے کہ عام مسلمانوں کا عقیدہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی کا ہے۔ اس کے

ناید ہے کہ مرزا صاحب لے مبعوث ازالہ اسلام لکھی تو اس وقت بھی وہ اپنے دعویٰ میں برسرِ دلی اور اسد رحمان تھے چنانچہ ازالہ ادہم کے سرحدی پر یہ انصاف بھی نظر ہے۔ محمدی اور مسیحی انسان دھوکے کا شکار بھی تھے جن پر یہ کتاب ۱۸۹۱ء کی تصنیف ہے۔ لے ازالہ ادہم طبع دوم ۱۹۰۲ء

جواب میں مرزا صاحب یہ پُرزدہ دعوات لکھ رہے ہیں۔ اب یاد رکھیے کہ ان تمام مسلمانوں کا عقیدہ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد مٹائی کے کائنات میں یہ ہے کہ آپ مستقل نئی شریعت کے ساتھ نزول نہیں فرما دیں گے، بلکہ حضرت علیؓ شریعتِ دہم کی شریعت کے تابع ہر کر رہیں گے اور مرزا صاحب یہاں اس نظریہ کو مجاہدہ ختم نہایت کے خوف قلم دے رہے ہیں۔ معلوم ہوا کہ یہاں جس عقیدہ ختم نبوت کا بیان ہے اس کا حامل یہی ہے کہ حضور خاتم النبیین کے بعد کوئی ایسا نبی بھی نہیں آ سکتا جو غیر تشریفی ہو اور اس طرح تابع شریعت محمد ہر کر رہے کہ ایک اعتبار سے نبی اور ایک اعتبار سے نبی ہو۔

چنانچہ مرزا صاحب خود اس کتاب میں لکھتے ہیں :-

④ — یہ بات مستلزم محال ہے کہ خاتم النبیین کے بعد پھر جبریل علیہ السلام کی دوسری رسالت کے ساتھ زمین پر آمد و رفت شروع ہو جائے اور ایک نئی کتاب اللہ کو مضمون میں قرآن شریف سے تو اور کم گنی ہو پیدا ہو جائے اور جو ہر مستلزم محال ہے وہ محال ہوتا ہے۔

اس عبارت سے بھی مدبر و مصلح کی طرح واضح ہے کہ یہاں جس عقیدہ ختم نبوت کا بیان ہے اس کی رے کوئی ایسا نبی بھی نہیں آ سکتا جو عقیدہ شریعت دہم کے اور آپ کی قلت کو منسوخ نہ کرے کسی غیر تشریفی نبوت کا وہ دائرہ بھی ہرگز کھٹا ہو نہیں سکتا۔ مرزا صاحب کی اپنی تصدیق کردہ شہادت یہ ہے کہ :-

⑤ — ختمیتِ نبوت یعنی یہ کہ سلسلہ خلافت محمدیہ میں اب کوئی بھی نیایا پڑا نافع نہ ہو نہ ہو نہیں سکتا۔ مصلح و مصلح بنو قریظ بنی اسرائیل کے چلنے سے حضرت پر ختم ہو چکے ہیں اب کوئی نبی نیایا پڑا سکتا بلکہ خلافت بھی نہیں آ سکتا۔

بِمَا كَذَّبُوا بِرَبِّهِمْ وَبِأَنَّهُمْ كَانُوا مِنْ أَهْلِ الْوَعْدِ لَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَظَنُّوا أَنَّ لَهُمْ أَجْلاً مُّؤَبَّداً وَنَحْنُ نَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ فَمَا أَتَانَا مِنْ تَرْجُومٍ (مجادلہ ص ۵۷)

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ (فتح المبارک ص ۱۹۰) طبع سبکدھڑ

اس تفصیل سے قادیانوں کے اس مسئلے کی حقیقت واضح ہو گئی ہے کہ مرزا صاحب نے جہاں جہاں ختم نبوت کا انکار کیا ہے۔ اس کا سنی موقف یہ ہے کہ کرنی مفیدہ شریعت مولا اور خدا کی ملت کو منسوخ کرنے والا بنی نہیں آسکتا۔ یہ بات بھی ردِ بدو و دشمن کی طرح میاں ہے کہ کرنی غیر شرعی بلکہ خلافِ اہدِ نبابت کے بھی نہیں آسکتا۔

① — مرزا صاحب نے ۱۳۵۷ھ میں لکھا۔

اس کو ختمِ الانبیاء جانتے ہیں کیوں کہ اس پر تمام نبیین اور تمام پاکیزگیاں اور تمام کمالات ختم ہو چکے ہیں۔

④ — آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد کرنی بنی نہیں آئے گا اور حدیث لا بنی بعدی ایسی مشہور ہوئی کہ کسی کو اس کی صحت میں کلام نہ تھا اور کرآن شریف میں کا ہر لفظ قطعی ہے۔ اپنی آیت ولكن رسول الله وخاتم النبیین میں اس بات کی تصدیق کرتا تھا کہ فی الحقیقت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو چکی ہے۔

⑤ — آپ کے بعد اگر کرنی دوسرا نبی آجائے تو آپ خاتمِ الانبیاء نہیں ٹھہر سکتے۔

⑥ — مرزا صاحب نے مشائخِ عرب کو جو خط لکھا تھا، وہ ان کی کتاب آئینہ کلماتِ اسلام میں منقول ہے اس میں وہ اہل عرب کو خطاب کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

فما کم فخر ان الله افصح وحيه من ادم وخنو خلق بنی کان منکرم من لرونکھ وعلنا بکھ

ترجمہ: تمہیں یہی فخر کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی جس دی کا آغاز حضرت آدم سے کیا تھا وہ دی ایسے نبی پر ختم کی گئی جو تم عربوں میں سے تھے اور جن کا وطن بہت داری سرزمین تھی۔

کہ قاتل نہیں اور آٹھنیت علی الاطلاق و مسلم کی ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں اور
وہی نبوت کے نہیں بلکہ وہی ولایت کے قائل ہیں۔

⑫ — میرا نبوت کا کوئی دعوئے نہیں۔ یہ آپ کی فضلی ہے یا آپ کسی خیال سے کہہ
رہے ہیں۔ کیا یہ ضروری ہے کہ جہاں ہم کا دعوئے کرتا ہے وہ نبی بھی ہر جگہ
ہیں تو محمدی وعدہ کامل عہد پر ہندو اور رسول کا متبع ہیں اور ان فتخیل کا نام جھوٹ
رکھنا نہیں چاہتا بلکہ ہمارے مذہب کی رو سے ان فتخیل کا نام کائنات ہے۔

افسوس کہ پھر مرزا قاسم احمد نے اس قسمی عقیدہ کو بڑی بے دردی سے تحریف
کاغزوہ مشق بنایا اور رحمت قومی کے اس سنگ بنیاد پر بڑی طوطا تادل کے ہاتھ صاف کیے اور
ملاو کی ایسی راہ پر چلا کہ پھر طاس آنا نصیب نہ ہوا جتنا جیسے ہم معاذ کو جس میں خدا ہی غفلت بخلا
آفت میں ابدی رسالت کا موجب ہو سکتی ہے چوں کہ کسبل بنا کر رکھ دیا
ہم مرزا صاحب کے اس ذوق تحریف کا نقشہ ان کی منہج ذیل تلخیص کی روشنی میں غلط
فرمائیں۔

ختم نبوت کے قطعی عقیدہ میں انحراف کی پہلی کروٹ

① — اللہ تعالیٰ کو شایان نہیں کہ فاقم جنتین کے بعد نبی بھیجے اور نہیں شایان کہ
سلسلہ نبوت کو دوبارہ از سر نو شروع کرے۔ بعد اس کے کہ اسے قطع کر چکا
ہو اور بعض احکام قرآن کریم کے منسوخ کرنے اور ان پر نبی بھیجے۔

یہ سلسلہ نبوت کے بند ہونے کا زائد اور ہے تشریف اور حیرت انگیز سب یکجا مذکور ہیں تو
ایک سلسلہ جتنا ہے دونوں قسمیں بدی بدی ہوں تو یہ ایک سلسلہ نہیں ہوتا۔ یہاں سلسلہ نبوت قطع
ہونے کا بیان ہے۔ اگلے دو جملے ختم نبوت کی تشریح نہیں بلکہ مطالبہ لکھے ہیں۔ — وہ نہ

۱۔ تبلیغ رسالت جلد ۱۴ ۲۔ جنگ مقدس ۱۴ ۳۔ آئینہ کمال اللہ اسلام ۱۴

⑩ — میں صوفی نہیں کہہ سکتا، بلکہ ایک پہلو سے بنی اور ایک پہلو سے انتہی ہے۔

⑪ — اوائل میں میرزا بھی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح بن مریم سے کیا نسبت ہے، وہ

بنی ہے اور خدا کے بزرگ ترین میں سے ہے اور اگر کوئی ہر میری فضیلت کی نسبت ظاہر کرتا تو میں اس کو ایک جزوی فضیلت قرار دیتا، مگر بعد میں جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی، اس نے مجھے اس عقیدے پر قائم نہ رہنے دیا، اور مرتجع طرز پر بنی کا غلبہ مجھے دیا گیا، مگر اس طرح سے کہ ایک پہلو سے بنی اور ایک پہلو سے انتہی ہے۔

یہاں عقیدہ بدلنے کا بالکل مرتجع اقرار ہے، اس سے واضح ہوتا ہے کہ فخرِ نبوت سے متعلق مرزا صاحب کا عقیدہ کچھ اور تھا اور بعد میں اور ہوا، مرزا بشیر الدین محمد بھی اس تبدیلی عقیدہ کا ان الفاظ میں اقرار کرتے ہیں۔

الغرض حقیقتِ علمی کے حوالے واضح کہدیا کہ نبوت اور حیاتِ مسیح کے متعلق آپ

کا عقیدہ پہلے عام مسلمانوں کی طرح تھا، مگر پھر مدنیوں میں تبدیلی فرمائی ہے۔

اگر یہ سوال ہو کہ عقائد کی یہ تبدیلی قرآن اور حدیث کی روشنی میں واقع ہوئی یا اس کی بناء

مرزا صاحب کی خود اپنی وحی حق تو یہ بھی خود غیظہ قادیاں مرزا بشیر الدین کی نوابی سن لیجئے۔

دوسرے سیمپٹ کی بابت بھی تبدیلی غیر اندازہ دی جاتی اور نبوت کے متعلق بھی

ساتھ عقیدہ میں وحی نے غیر تبدیلی کر لی ہے۔

تعب اور بہت زیادہ تعب ہے کہ تبدیلی عقیدہ کے اس مرتجع اقرار کے بعد مرزا صاحب

کو یہ کہنے کی کس طرح جرات ہوئی۔

⑫ رسول اور بنی ہوں مگر پیغمبر کسی شریعت کے، اس طرح کا بنی کہنے سے میں نے

۱۔ حقیقتِ علمی ص ۱۱۱ ۲۔ مابین حقیقتِ علمی ص ۱۱۱ ۳۔ مابین حقیقتِ علمی ص ۱۱۱ ۴۔ ۱۹۱۱ء ۵۔ اخبار الفضل ص ۱۱۱ ۶۔ ستمبر ۱۹۱۱ء

خطبہ جمعہ کا م ۲ ص ۱۱۱ ۷۔ الفضل قادیاں خطبہ جمعہ حوالہ مذکورہ ص ۱۱۱۔

کبھی اٹکل نہیں کیا.... میرا یہ قول کہ من غیثم رسول دینا مددہ ام کتاب۔ اس کے معنی صرف اس قدر ہیں کہ میں صاحب شریعت نہیں ہوں بلکہ یہ امر پیش نظر ہے کہ مرزا صاحب کے عقائد کی تبدیلی کا مدار قرآن و حدیث ہرگز نہیں بلکہ بقول مرزا محمود تبدیلی عقائد کا مدار مرزا صاحب کی خود اپنی وحی معنی قرآن و حدیث کا مطالعہ تو مرزا صاحب پہلے کیے ہوئے تھے

عقیدہ ختم نبوت سے انحراف کی دوسری کر وٹ

① — تپا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا ہے۔
پھر اور کیسے۔

② — خدا تعالیٰ بہر حال جب تک طاعون دنیا میں رہے گو ستر برس تک رہے قادیان کو اس کی خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا کیونکہ یہ اس کے رسول کی حقّت گاہ ہے اور تمام امتوں کے لیے نشان ہے۔

③ — اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نے مجھے بھیجا ہے اور اس نے میرا نام بنی رکھا ہے اور اس نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے۔

④ — پس اس وجہ سے بنی کا نام پانے کے لیے میں ہی مخصوص کیا گیا ہے۔

⑤ — یہ خدا تعالیٰ کا کلام ہے جو میرے پر نازل ہوا۔ اور یہ دعویٰ امت محمدیہ میں سے آج تک کسی آدمی نے ہرگز نہیں کیا کہ خدا تعالیٰ نے میرا یہ نام رکھا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی وحی سے صرف میں ہی اس کا مستحق ہوں۔

⑥ انبیاء مگر چہ بودہ اند بے من بعرفان نہ کمتر ز کسے
کم نئم ذال ہمہ بروئے یقین ہر کہ گوید دروغ بہت بعین
۲۔ نچہ داد است ہر بنی راجام داد آں جلم را مرا بہت نام
⑦۔ انہی امور کی کثرت کی وجہ سے اس نے میرا نام بنی رکھا ہے سو میں خدا
کے حکم کے موافق بنی ہوں اور اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا۔
اور جس حالت میں خدا نے میرا نام بنی رکھا ہے۔ تو میں کیوں کر اس سے انکار
کر سکتا ہوں۔

⑧۔ ضرور ہوا کہ تمہیں یقین اور محبت کے مرتبہ پر پہنچانے کے لیے خدا کے
انبیاء وقتاً بعد وقت آتے رہیں جن سے تم وہ نعمتیں پاؤ گے۔ اب کیا تم خدا
تعالیٰ کا مقابلہ کرو گے اور اس کے قدیم قانون کو توڑ دو گے۔

پہلے اس منصب کے لیے محدثیت کا دعوے تھا۔ اب اس سے کوسوں متفرق ہے۔ اور
مترشح طور پر نبوت کا دعوے ہے۔ بلکہ محدثیت کا نام لے کر اس سے دوری ہے جس سے تبدیلی
عقیدہ پر مہر تصدیق ثبت ہوتی ہے۔

⑨۔ اگر اللہ تعالیٰ سے غیب کی خبریں پلے والا بنی کا نام نہیں رکھا۔ تو بتلاؤ
کس نام سے اس کو پکارا جائے۔ اگر کہو اس کا نام محدث رکھا چلے تو میں
کہتا ہوں کہ تحدیث کے معنی لغت کی کسی کتاب میں اظہار غیب نہیں مگر نبوت
کے معنی اظہار امر غیب ہے۔ اور بنی کے لیے شارع ہونا شرط نہیں۔ یہ
صرف محبت ہے جس کے ذریعے سے امور غیبیہ کھلتے ہیں۔ میں اپنی نسبت
نبی یا رسول کے نام سے کیونکہ انکار کر سکتا ہوں اور جب کہ خود خدا تعالیٰ
نے یہ نام میرے رکھے ہیں تو میں کیوں کر رد کروں۔

⑩ — میرا کہن شریعت کی آیات پر ایمان رکھتا ہوں، ایسا ہی بغیر فرق ایک ذمہ کے

خدا کی اس کھلی کھلی دعوت پر ایمان لاتا ہوں جو مجھے سنائی دے

اے مایوس ہونے والے! خدا کی ہر بات پر ایمان لائے، جسے میں جیسے قرآن پر
اور اس آیت سے وہ مایوس نہ ہو کہ اللہ کی دعا کے لئے ان کے برابر کچھ نہیں ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ گویہ وہ مایوس ہی کی کھلی
دعا مانع تھی تو مرنے والا وہ خود اس کا کئی سال تک اٹھ کھڑا کیوں نہ تھا؟ — کچھ ہر قدر اقرار بھی ہو۔

غیر نبوت سے انحراف کی تیسری کروٹ

(گہری)، صاحب شریعت ہونے کا دعویٰ۔

یہ بحث یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اپنے دوسرے کے اٹھ کھڑے کرنے کا کفر کیا
یہ صرف ان غیر انبیاء کی شان ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت اور احکام صبیحہ
ہوئے ہیں لیکن صاحب شریعت ہونے کے سوا جس قدر ظہورِ اہم و محدث ہیں گو
وہ کیسی ہی جناب الہی میں ملحق شان رکھتے ہوں اور غلبت سکالر الہیہ سے سرفراز
ہوں ان کے اٹھ کھڑے کوئی کافر نہیں بن جاتا۔
(مصحفی)، اپنے زمانے والوں پر فتوے لکھتا۔

① — ہر اس شخص کو میری دوست نہ سہی اور اس نے مجھے قبل نہیں کیا، وہ
مسلمان نہیں ہے۔

② — ان الہامات میں میری نسبت بار بار بیان کیا گیا ہے کہ یہ خدا کا فرستادہ
خدا کا مامور، خدا کا امین اور خدا کی طرف سے آیا ہے جو کچھ کہتا ہے اس پر
ایمان لاؤ اور اس کا دشمن جہنمی ہے۔

۱۲۰ تصنیف رسالت جلد ۱۰ ص ۱۸۵ ۱۸۶ تریاق القلوب ص ۱۳۱ ماصحیہ ۱۳۱ مکتبہ دارالعلوم احمد بنام ڈاکٹر عبدالحکیم
۱۳۱ تسلیم کردہ حقیقۃ الہی ص ۱۳۱ مکتبہ دارالعلوم احمد بنام ڈاکٹر عبدالحکیم

② — کفر دو قسم ہے ایک یہ کفر کہ ایک شخص اسلام سے ہی انکار کرتا ہے
 اور حضرت کو خدا کا رسول نہیں مانتا۔ اور دوسرے یہ کفر کہ مشرک و سیح موجود
 کو نہیں مانتا اور اس کو بارود اتمام حجت کے جھوٹا مانتا ہے۔
 اور آخر میں لکھا ہے :-

اگر خدا سے دیکھا جائے تو یہ دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں۔
 نوٹ :- ان قسم کے ملحد سے واضح ہوا کہ مرزا غلام احمد اپنے زمانے کو کافر کہہ کر اپنے
 تریاق الطوب والے قول کے مطابق خود صاحب شریعت ہونے کا دعوے کیا ہے۔ یہی وجہ ہے
 کہ مائیکر عبد الحکیم رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۵۱ میں مرتب کیا اور مرزا بشیر احمد لے لاء، اتہال و روم کے مالدار و روم کو بیت
 المہدی صوم طہ ۱۲ پر اسلام سے غلطی قرار دینے کا اقرار کیا ہے۔ علامہ تھکن بزرگوں کا جوہر صرف
 اتنا ہی تھا کہ انہوں نے مرزا صاحب کے قتل سے اپنے آپ کو پاکی کر لیا تھا اور وہ بابہ گہ گرتے
 اور اہل قبلہ میں سے تھے۔

③ — مرزا بشیر الدین صاحب ایک مقام پر لکھتے ہیں :-

دوسرے سوال آپ کا کفر کے متعلق ہے کہ بعض بگڑے ہوئے سیح موجود ہیں اسلام کے
 علماء کے کفر کا فتوے لکھنے کی وجہ سے غیر محدثوں کو کافر قرار دیا ہے اور دھڑکا
 جگہ اپنے منہ خنک و جب سے انہیں کافر ٹھہرایا ہے اس میں کوئی نقائص نہیں
 یہ دونوں باتیں ایک ہی وقت میں جمع ہو سکتی ہیں مرن کہ کافر کہنے سے بھی انسان
 کافر ہو جاتا ہے اور امامیت کے زمانے کی وجہ سے بھی حضرت سیح موجود ہیں اسلام
 انتہی نبی تھے انتہی نبی کو کافر کہہ کر بھی طیار احمدی کافر ہو گئے اسباب کفر نبی نہ مان
 کر بھی کافر نہ

سرم یہ کہ کل مسلمان جو حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے قرآن پہلوا
نے حضرت مسیح موعودؑ کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اسدائۃً اسلام سے خارج ہیں۔
میں تسلیم کرتا ہوں کہ یہ میرے عقائد میں ہے۔

صاحبِ شریعت ہونے کے دعویٰ پر دوسری شہادت

⑤ — اگر کہہ کر صاحبِ شریعت اترا کر کھڑکھٹا ہے نہ کہ ہر ایک منتر ہی تو فعل
تردہ دہائی کا دلیل ہے۔ خطبہ نے انفراد کے ساتھ شریعت کی کوئی قید نہیں لگائی ماسوا
اس کے یہ بھی تو سمجھ کر شریعت کیا چیز ہے جس نے اپنی وحی کے لایہ چند امور نئی
بیان کیے اور اپنی امت کے لیے قانون مقرر کیا وہی صاحبِ شریعت ہو گا۔ پس
اس تعریف کی وجہ سے بھی ہمارے مخالف حرم ہیں کہ میری وحی میں ہر
بھی ہے اور نہیں بھی ہے۔

ہر چیز صاحبِ شریعت ہوتا ہے اس کی شریعت وہی ہو جو کسی پہلے نبی کی تھی یا
کوئی تھی ہو۔ وہ ہر حال میں صاحبِ شریعت شمار ہو گا اور شرعی طور پر اس کو تسلیم کرنا غرضی
مٹھتا ہے۔ لایہ جدیدی کے معنی لا شیعہ یہی اسی معنی میں ہیں کہ کتب کے بعد کوئی ایسا
نبی نہ آئے گا جسے شریعت نبی مٹھرائے۔

اب چند وہ احکام پیش کیے جاتے ہیں جن میں اسلامی شریعت کا فتویٰ اور ہے اور قادیانی
شریعت کے اور کہتی ہے۔

لے آئینہ وقت ص ۳۱۲ لے اربعین ۳۴۱

قادیان کا ترمیمِ شریعت بل

① — اسلامی شریعت میں جہاد افضل العبادات، ماضی الحیوہ القیامۃ اور محل حیات جاہد ہے مگر رزلی قانون میں۔

اس فرقہ میں تلوار کا جہاد بالکل نہیں اور نہ اس کی ہتھکڑ ہے۔ بلکہ یہ ہاگ فرقہ
ذخیرہ طوطہ پر اوندھ پٹنیدہ طوطہ پر جہاد کی تعلیم کو ہرگز ہرگز جہاد نہیں سمجھتا
اور قطعاً اس بات کو حرام مانتا ہے کہ دین کی اشاعت کے لیے لڑائیاں کی جائیں۔

یاد رکھو کہ اسلام میں جو جہاد کا مسئلہ ہے میری نگاہ میں اس سے بڑا مسلم
کو بدنام کئے گا اور کئی مسئلہ نہیں ہے۔

② — ملاحظہ فرمائیے کہ مسلمان حیاتِ یحیدہ اسلام کے قائل تھے وہادہ سے شریعت
گناہگار نہیں۔ جو مرزا صاحب کے آنے کے بعد اس عقیدہ پر قائم رہیں وہ گمراہ اور بے دین ہیں۔
(الحق) ان الدین خلا من قبل لا اثم علیہم بعد وہب فرقہ دینِ یحیدہ
ترجمہ حقیق جو لوگ مجھ سے پہلے پہنچے ہیں ان پر اس عقیدہ کی وجہ سے کوئی گناہ
نہیں اسعدہ بالکل بیکار ہیں۔

(رب) ولا شک ان حیاتِ یحیدہ و عقیدہ نزولہ بلب من ابواب الماخذ لا
لا یتوقع منه الاذیاع الوبال۔

ترجمہ۔ اور اب اس میں شک نہیں کہ حیاتِ یحیدہ یعنی طوطہ کی حیات اور نزول کا
عقیدہ گمراہی کے دروازہ میں سے ایک دروازہ ہے اور اس سے طوطہ خروج
مناسب کے ہر کسی اور مذہب کی توقع نہیں کی جا سکتی۔

لے قیاق القلوب ج ۳۳ کے تبلیغ رسالت جلد ۱۰۱۳ کے انتشار ضمیمہ حقیقہ الہی ج ۳۳ کے انتشار ج ۳۳

صاحبِ شریعت ہونے کے دعوائی میں جو محنتی دینی کروٹ

مولانا صاحب نے جب باقاعدہ مد پر نبوت کا دعویٰ کر دیا اور اپنے لیے مکمل کٹھن بنی اور رسول کے الفاظ استعمال کیے اور اپنے منکرین کو صریح طور پر بھیجی اور کافر کہا تو اس سے ان کی پہلی تحریرات اور تقریرات کا کٹھن قیام ہوا۔ تب یہی حقیقہ کے کس مڑنے ان کے سامنے ماحول میں بیک لٹہ پیدا کر دیا۔ امتقادیان کی ماری زمین اس بات سے کانپ اٹھی۔ پھر مرزا صاحب نے حقیقہ ختم نہت میں جو بھی کھٹلی اور اسیت ختم انبیین کو اپنے اہل اسلامی منی پر رکھتے ہوئے کہا۔ واقعی حضرت ختمی مرتبت کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا اور اسے اپنے صاحبِ شریعت بنی اور رسول ہونے کے ساتھ یوں قیاس دی کہ خود عین محمد اور احمد ہونے کا دعویٰ کر دیا اور منافقت کے سلسلے پر دے دھیلان سے اٹھا دیجئے یہ حقیقہ ختم نہت میں راہِ اہل کی ایک نئی راہ تھی مٹا صاحب اس مقام پر یوں رہنمائی فرمائی۔

① — خاتم النبیین کا مفہوم تھا خدا کا ہے کہ جب تک کہ نبی یہ منافقت کا باقی ہے اس وقت تک اگر کوئی نبی کہلانے گا تو گریا اسس مہر کا توڑنے والا ہوگا جو خاتم النبیین پر ہے لیکن اگر کوئی شخص اسی خاتم النبیین میں ایسا گم ہو کہ بیٹ نہایت اتحاد اور نفی جبریت کے اسی کا نام پالیا اور صاف آئینہ کی طرح محمدی پیرہ کا اس میں انکاس ہو گیا تو وہ بغیر مہر توڑنے کے نبی کہلانے کا کیرنگہ وہ محمد ہے گزشتہ طرہ پر

مرزا کی خلوت اس لحاظ سے پر غور کریں کہ کیا اس سے وہ تمام ادبیات جو مہر شکنی۔ وہ رسول کی نبوت کی منظوری دینا۔ یا غیر شرعی نبوت کو اس مہر لگنے سے خارج رکھنا یا اصلاح سے نبوت فنا وغیرہ کیا یہ سب غلط انداز ہو گا اس ایک ہی نقطہ میں جھم نہیں ہو جاتے۔ ناختم

نہ ایک فعلی کا انا لا ملا

① — ہر اس طرح سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قائم الہتین ہونے میں میری
 بذت میں کوئی تزلزل نہیں آیا۔ کیونکہ خلق اپنے اصل سے مفیدہ نہیں ہوتا اور
 چونکہ میں خلقی طور پر محمد ہوں (صلی اللہ علیہ وسلم) اس طرح سے قائم الہتین کی
 مہر نہیں ٹوٹی۔ کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بذت محمد تک ہی محدود رہی، یعنی
 بہر حال محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی نبی رہا نہ اور کوئی نہ۔

مرزا صاحب نے یہ تاویل تزعیم اختیار کی جس سے ممکن ہے کہ اس وقت کے مستشرقین
 کچھ پھر نہیں گئے ہوں۔ لیکن تبدیلی عقیدہ کے سابقہ کلمہ کھلا اقرار نہ کرنے کے بعد اس تاویل و تطبیق کو قطعاً
 کوئی راہ نہیں ملتی۔ جدیدی عقیدہ کے سابق مزاج اقرار کے بعد اب مرزا صاحب کا یہ اعلان خاص
 قطعاً بیانی نظر آتا ہے۔

② — اس طرح پر بھی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا۔ بلکہ انہیں معذور ہے
 خدا نے مجھے نبی اور رسول کہا کہ پکارا ہے۔

اس عبارت میں قطعاً مجھے پر خود کریں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ابھی مرزا کی خود باقی ہے۔ وہ
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس میں فنا نہیں ہوا یا۔ پس یہ بات کیسے درست ہو سکتی ہے
 کہ حضور کی بذت محمد تک ہی محدود رہی، جداگانہ طور پر نبی بھی کہلا رہا ہے اور پھر بھی فنا نیست
 کا مدعی ہے۔ کیا للعجب۔

عقیدہ ختم نبوت میں پانچویں کروٹ

مرزا صاحب خود کہتے ہیں۔

① — حقیت بنیامن اللہ علی طریق الجہان لا علی وجہ الحقیقۃ۔

ترجمہ خدا کی طرف سے بیزارم نبی صرف مجاہدی طور پر لکھا گیا ہے حقیقی معنی کے اعتبار سے نہیں۔

۱۔ تیغ رسالت جلد ۱۰ ص ۱۷۱ ۲۔ ایضاً ص ۱۷۱ ۳۔ استغفار ضمیر حقیقۃ الہی ص ۱۷۱

① — جو نظم مرسل یا رسول یا نبی کا میری نسبت آیا ہے وہ اپنے حقیقی معنوں پر مستعمل نہیں ہے۔

اس سے پہلے یہ بھی لکھا ہے ۔

اس عاجزانے کبھی اور کسی وقت حقیقی طور پر نبوت یا رسالت کا دعویٰ نہیں کیا اور غیر حقیقی طور پر کسی نظم کا استعمال کرنا اہل لغت کے عام معنوں کے لحاظ سے اس کو بالکل چال میں فانا مستلزم لانا کفر نہیں ہے۔

② — اہل اس جگہ میری نسبت کھم الہی میں رسول اہل نبی کا نظم اختیار کیا گیا ہے کہ یہ رسول اہل نبی ٹھہرے یہ اطلاق محاذ اہل متعارف کے طور پر ہے۔

③ — یہ سچ ہے کہ وہ الہام جو غلط نے اپنے اس بندے پر نازل فرمایا اس میں اس بندہ کی نسبت نبی اہل رسول اور مرسل کے نظم بکثرت موجود ہیں۔ سو یہ حقیقی معنوں پر محمول نہیں ہے۔

④ — یہ صرف نظم نزاع برائی یعنی آپ لوگ میں اس کا نام سکا اہل یا مخالفہ رکھنے میں میں اس کی کثرت کا نام پر جب کج الہی بہت رکھا ہوں و لکل ان یصلح۔

ان اہل بیت سے علاوہ ہوتا ہے کہ مرزا صاحب ایک بالکل نئی اصطلاح میں نبوت کے دو معیار تھے اہل آپ کا ان معنوں میں تشریف یا غیر تشریف نبی ہونے کا دعویٰ ہرگز نہ تھا جس طرح کہ پہلے ایک لاکھ اور کئی ہزار پیڑ تشریف لائے رہے ان پیڑوں کی تشریف آمدی خواہ وہ تشریف ہوں یا غیر تشریف۔ صوفیہ منہج میں تشریف آمدی پر قطعاً ختم ہو چکی۔

نبوت کے سائے میں آپ کی گھٹی کروٹ

① میں غلطی طور پر محمد ہوں پس اس حد سے خاتم النبیین کی ہر نہیں کوئی۔ کیوں کہ محمد کی نبوت محمد تک ہی محمد دُسی۔ یعنی ہر حال محمد ہی نبی رہے نہ اور کوئی۔ یعنی جب کہ میں بروزی طور پر آنحضرت ہوں اور بروزی رنگ میں تمام کائنات محمدی مع نبوت محمدی کے میرے آئینہ ظہیریت میں منکسر ہیں جو پھر کرن سالک انسان ہوا جس نے صفحہ طور پر نبوت کا دعویٰ نہ اس کے یہ معنی ہیں کہ محمد کی نبوت اس محمد کو ہی ملتی کہ بروزی طور پر مگر نہ کسی اور کو نہ

② اگر بروزی معنوں کی زندگی سے بھی کوئی شخص نبی اور رسول نہیں ہو سکتا تو پھر اس کے کیا معنی ہیں کہ اهدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم کو یاد رکھنا چاہیے کہ وہی معنوں کی زندگی سے جسے نبوت اور رسالت سے انکار نہیں ہے

③ انبیاء میں حیث افضل باقی رکھے جائے ہیں خدا تعالیٰ غلطی طور پر ایک ضرورت کے وقت میں کسی اپنے بندے کو اُن کی نظیر بعدِ مشیل پیدا کر دیتا ہے جو اپنی کے رنگ میں جو کہ اُن کی دائمی زندگی کا موجب ہوتا ہے اور اس غلطی و جہد کو قائم رکھنے کے لیے خدا تعالیٰ نے اپنے بندوں کو دعا سکھائی اهدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم

④ جو شخص اس نبی جامع الکملات کی پیروی کرے گا ضرور ہے کہ غلطی طور پر وہ بھی جامع الکملات ہو۔ پس اس دعا کے سکھانے میں جو سرورہ فائز میں ہے یہی راز ہے

نہ ایک غلطی کا انزال ص ۱۵۰ ایضاً ص ۱۵۱ ایک غلطی کا انزال ص ۱۵۲ خزان جلد ۱ ص ۱۵۳

شہادۃ الفرقان ص ۱۵۲ خزان جلد ۱ ص ۱۵۳ شہرہ مسیحی ص ۱۵۴ دعائی خزان جلد ۱ ص ۱۵۴

⑤ کیا اس بات میں کوئی شک رہ جاتا ہے کہ قادیان میں اللہ تعالیٰ نے شہر قتل
نے پھر محمد صلعم کو آباد کیا۔

اس دُعا میں ظلی نبوت کا اشرار ہے یا مہرحت

مرزا غلام احمد لکھتا ہے ۔

① قرآن شریف اس کی طرف اشارہ کرتا اور فرماتا ہے اَلْهٰذَا الصِّرَاطُ الْمُسْتَقِیْمُ

② اس آیت سے لکھنے والے پر یہی ثابت ہوا کہ خدا تعالیٰ اس امت کو ظلی طور پر
تمام انبیاء کا وارث ٹھہراتا ہے۔

یہاں مرزا غلام احمد قناد کا ٹکڑا ہے۔ یہاں اشارہ ہے یا مہرحت مرزا غلام احمد اس
کا بغیر نہیں کر سکا۔ ایسی بات جب سرے سے نہیں ترمیم کیجئے ہر پلے مکان من حذغیر
اللہ من جدد احیہ اخلاقاً کثیراً۔

قادیانیوں کا پوری امت محمدیہ کے بارے میں عقیدہ

جو مسلمان یہ عقیدہ رکھتے ہیں حنفی علیہ السلام کے بعد اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں سے
یقینی پہلے کے کمال اور مخاطب بند ہے۔ مرزا غلام احمد اس امت کو ایک لفظی امت قرار
دیتا ہے۔

یہ معنی نہیں ہیں کہ آپ کے بعد دروازہ مکالمات و مخاطبات الہیہ بند ہے۔ اگر یہ معنی
اگر یہ معنی ہوتے تو یہ امت ایک لفظی امت ہوتی۔

مرزا غلام احمد نے یہ دلائل فتویٰ اپنے دور کے مسلمانوں پر ہی نہیں دیا پوری امت کے
مسلمانوں پر دیا ہے جو حضرت صدیق اکبر سے لے کر اب تک اس عقیدہ پر کچھ جلی آ رہی ہے کہ خضر

لے کر انھیں مٹا لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے شہادۃ القرآن صلی اللہ علیہ وسلم کے منیر بلالین احمد ص ۲۵

مکی شریف دہم کے بعد ہر قسم کی معیشتی اور مطالبہ الیہیہ کا ماننا دوسروں کے لیے ورمِ خطرہ ہے
 قطعاً بند ہے، متجسسہ میں اسی کا نام عقیدہ و علمِ نبوت ہے

مرزا غلام احمد کا ایک اور تجوٹ

لھذا الصراط المستقیم صراط الذین افضت علیهم من انعام
کا امید دلائی گئی ہے جو پہلے نبیوں اور رسولوں کو دیا گیا ہے اور ظاہر ہے
کہ ان تمام انعامات میں سے بزرگ تر انعام وہی یقینی کا انعام ہے۔
سب سے بڑا انعام یقینی پر ایمان میں آئے والی وہی تشریفی ہے مطلق وہی یقینی نہیں۔ وہی تشریفی
کو وہی حقیق تشریفی سے بزرگ نہ ماننا یہ مرد افہام احمد کی محض سبب زہری ہے۔ یہاں وہ اس کا تعلق محض
اس لیے نہیں کہ ہا کہ وہی تشریفی کا بندہ ہر اس کے استدلال کو کھیرتا تا کر رہا ہے اس کے اس
استدلال پر اس پہلو سے ذرا غور فرمائیں۔

من تمام اخلاعات میں ہندگ تراخام دی یقینی کا انعام ہے..... پس اگر کسی کو اس امت میں سے دی یقینی نصیب نہیں آئے وہ اس بات پر حرات ہی نہیں کر سکا کہ اپنی دی کو قطعی طور پر شل انبیا علیہم کے یقینی سمجھے..... قرایی دما کہہنا محض دھوکا کھانا ہے

سوا اس بات میں کوئی شبہ نہیں کہ مرزا انعام احمد نے انعامتہ البیہ میں بزرگ ترین انعام
 وحی عینی کو قرار دیا ہے اور اس سے بڑے انعام وحی تشریحی کو بزرگ ترین انعام نہیں مانا۔ سو
 یہاں مرزا انعام کھٹے جھوٹ کا ترکب جو ہے۔ مگر وہ ایسا نہ کرتا تو اس کے استدلال کی
 عمامت سرے سے کھڑی نہ ہو پائی۔ ہم مسلمان جس طرح وحی تشریحی کا دروازہ حنفیہ پر بند
 مانتے ہیں اور اس کے بند ماننے سے وہ سرے انعامتہ البیہ کی نفی نہیں ہوتی اس طرح وحی غیر

تشریحی کو بھی حضور پر متم ماننے سے دوسرے اصحاب اہلیہ کی نفی نہیں ہوتی جو قرآن پاک کی دوسے اس امت کے شامل حال ہیں۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ لَوْلَا إِلَهُمُ الْمُصْطَفُونَ وَالشَّهَادَةُ حُدُوسًا

لَهُمَا جَزَاءٌ وَفُودُهُمْ (پہاں احمید، آیت ۱۹)

یہاں اس امت کے کالین کو صدیق بننے اور شہید بننے کی خبر دی گئی ہے ان کے ساتھ ہونے کی خبر نہیں دی گئی اور جہاں انعام یافتہ لوگوں میں نہیں کا ذکر کیا گیا۔ وہاں رفاقت اور ساتھ بچنے کو بیان کیا گیا ہے یہ نہیں کہ یہ ایمان لانے والے کالین نبی بن جائیں گے جو طے والے مرتبہ میں وہ صدیقین شہداء اور صالحین کے ہیں جو رفاقت والے صلح میں ان میں صف انبیاء رب سے اونچی ہے اور خود خاتم النبیین کے بعد اس درجہ کمال کا کسی کو ملنا بند ٹھہرایا گیا ہے اسے دھوکہ کہہ کر نافرمانی کی جرات ہے اور یہ اس کی مستحکم کے عقیدہ ختم نبوت سے انحراف کی آخری کوشش ہے

کلام دینا کا یہ کہنا کہ اگر یہ مراتب امت کو مل سکتے ہیں تو عہدہ نبوت کیوں نہیں مل سکتا۔ یہ محض ایک مغالطہ ہے۔ ہم بھی کہہ سکتے ہیں کہ تمہارے نزدیک امت کے کالین کو اگر یہاں مراتب مل سکتے ہیں تو نئی شریعت والی نبوت میں کا بہار اللہ دھوکے دار رہا ہے وہ اس امت کو کیوں نہیں مل سکتی؟

یاد رہے کہ عقائد اس قسم کے ماہی مستحلال سے ثابت نہیں ہوتے اس کے لیے نفوس قلیبہ مد کلہ ہیں یہ صرف احکام میں جرحی دلائل سے بھی ثابت ہو سکتے ہیں۔

قادیانی اسی پرانی ڈگر پر

انہوں کو مؤرخ صاحب نے اس نئی کدھٹا لینے کے باوجود مصلحت میں دعویٰ دی رکھا جو ان لغوی تفسیر کے لیے تھا جنہیں رب العزت نے حقیقی طور پر نبوت صلا فرمائی ہو خواہ وہ تشریفی ہوں یا تشریفی۔ ۱۔ وہی کی قطعیت اور اس کا دخل فیصلہ دہانی سے منہ ہونا۔ ۲۔ اس کا اقرار لازم ہونا اور اس کا انکار کفر ہونا۔ یہ سب حقیقی وہی کے لازم تھے نہ کہ مجاہدی نبوت کے اور پھر مرزائی حضرت کا ختم نبوت کے مباحث میں ان آیات سے استدلال کرنا جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کے نبیوں کی آمادہ ان کا سلسلہ نبوت مذکور ہے۔ یہ خود ایک منہ بولتی شہادت ہے کہ مرزا صاحب کا اپنی نبوت کے مجاہدی قرار دینا قطعاً ایک منہ بولتا تھا اور محض ایک دقتی تدبیر تھی۔ ورنہ ان کی نبوت اگر بقل ان کے واقعی ایک نئی اصطلاح ہوتی تو اس کے اثبات میں ان آیات کا سہارا لیا جاتا جن میں ان حقیقی نبیوں کا ذکر ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے تشریف لائے اور ان کے سرداروں میں ظہور پذیر ہوتی رہیں۔

مقابلہ غور

ان اُلجھے ہوئے اور متعارض اقوال سے صاف حیاں ہے کہ اسلام کا عقیدہ ختم نبوت اپنی جگہ ایسا قطعی اور یقینی تھا کہ جن لوگوں نے اس میں جہر و دہانے کا لینے کی کوشش کی۔ وہ بھی کسی ایک قطعی موقف کا سہارا نہ لے سکے اور ان کی فکر ہر نئے مرحلے پر ایک نیا نیا ذخیرہ اختیار کرتی گئی یہ پہل تک کہ اس تحریک کی مرکزی شخصیت کے متعلق اس کے پیروند اس میں ہی مختلف ہونے لگے کہ بالاسلا کا اس دعویٰ کیا تھا۔ اس سے اسلامی عقیدہ ختم نبوت کی کھف کا احساس مد شدید ہو جاتا ہے اور اسلام کے آفتاب مصلحت کی کرنیں اور لیاہ شان جہان سے چھوٹنے لگتی ہیں۔

مقامِ افسوس

مقامِ افسوس ہے کہ حقد جیسے نازک معاملہ میں ہمیں ذرا سی تغافل شعلی اور سہل انگلی
البت میں شدید ترین رسائی کا باعث ہو سکتی ہے۔ استہزاء اور تسخر کیا جا رہا ہے کہ میں بھی چوبی
برگیا اور ٹبر بھی نہیں ٹوٹی، اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سر پر ختمِ نبوت کا کاج بھی دکھا کر
مردِ صاحبِ پھر بھی نبی ہو گئے۔ مذہب کیا رہا اس کے بنیادی غلطی بھی بچوں کا کھیل بن کر رہ گئے
خدا حسرتاً حق خبیۃ للعالم۔

مرزا غلام احمد صاحب کا ختمِ نبوت ہے بنیادی مسئلے میں نئے رنگ بدلنا اور نئے پیر
-اب کہا نا، اس بات کی واضح دلیل ہے کہ قادیانی کتب نگار اہلِ فہمِ بائبلین میں نہیں کے لیے کرنا
نہیں صرف تحریف کے سچے ہیں یہ سر بھی پیش رہے کہ مرزا غلام احمد صاحب نے مسیحی عقیدہ
ظہمِ نبوت سے بھارتِ صرف اپنی وی کی بنا دکھایا ہے قرآن و سنت کی وجہ سے نہیں پس مرزائی
حضرت کا پس من گھڑت منہل کر کتاب و سنت پر سنی قرار دیا اور ان سے ثابت ہونے کا دعویٰ
کرنا اور غلط ہے۔ اگر اہلِ فہمِ بائبلین کے وہی معنی ہوتے جو قادیانی حضرت کر سکیں اور ان
ایات کا جو مرزائی بتائیں اور مناظرین اجماع کے تحت میں پیش کیا کرتے ہیں، واقعی وہی
معنی ہوتا جو یہ حضرت بیان کرتے ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی اپنی مروجہ وی واصل کرنے سے
پہلے بھی تو کسی ایک اہلِ کتب کے اس طرح معنی کی تفسیر میں مرزا صاحب کے تہذیبی عقیدہ کی
بنیاد کی اپنی وی پر نہیں بلکہ کتاب و سنت پر مبنی تھی جیسا کہ سنی لیکن اب جب کہ مرزا صاحب اپنی
خاص وی سے پہلے قرآن و سنت کی آیات و باہر کر انہی معنی میں لیتے اور سمجھتے رہے جنہیں نبوت
محمدیہ چودہ برس سے قرآن و سنت کی مراد قرار دیتی تھی ابھی ہے وہ اب قرآن و حدیث کی نئی تعبیرات
اس قدر سمجھتے کہ انہا خود قرآن و حدیث دہہ لگے۔ جو کہ نئی مولد کی تمام تہذیبی مرزا صاحب
کی اپنی وی پر ہو گئے۔ ہے کہ ان اوصافِ پندہ مرزائی جو پہلے ہی وقت کا صاف اقرار کرے ؟

کس قدر ظلم اور ستم اور ہلاکتیں ستم جہکے تھیں یانی امت جن نئے مطالب و معانی کا وہ خدا
پیشو ہے انہیں ان کے اصل مبارک و سنی یعنی مرزا صاحب کی وحی کی طرف نسبت کرنے کی بجائے
اپنی سن گزرت مولوات کو قرآن و سنت کے ذمہ نگار ہی ہے اور جب ان بجا احکام کا اتنا ہوتا ہے
تو یہ لوگ مرزا صاحب کی اپنی وحی کا تذکرہ کیے بغیر قرآن و حدیث کے معنی میں اس طرح تفسیر کے
اور خلاصہ کرنے اور اپنی اختراعی مولوات کو اس طرح خدا اور اس کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا انبیاء کے
ذکر لگاتے ہیں کہ علم اور حیا کا سر بیٹ کہہ جاتے ہیں اور حالات پکاراٹھتے ہیں کہ واقعی وہاں
قیامت اپنا پر تو ڈال رہی ہیں۔

قادیانیوں کی ایک تاویل اور اس کا جواب

اگر کہا جائے کہ قرآن و سنت کے معانی واقعی وہی ہیں جو مرزا صاحب نے اب تو نہیں
بیان کیے لیکن مرزا صاحب کو ان کا تفسیر اور بیان کی اطلاع اپنی وحی کی آمد سے پہلے دیتی تھی یعنی
انہیں اپنے دعوے نے نبوت سے پہلے قرآن کے صحیح معنی معلوم نہ تھے تو قبل تو یہ تبدیل میں لے
لیے کہ مرزا صاحب کا دعویٰ اس وقت بھی ظہور پائی اور حدیث و احادیث سے لے کر انبیاء کے
خاتم الانبیاء کے بعد ہر قسم کے دعوے نبوت کو کفر قرار دے رہے تھے اور ہر ایسے دعویٰ پر وہ
لعنت بھیجتے تھے جو آخرت میں اللہ علیہ وسلم پر سلسلہ نبوت ختم ہونے کے بعد پھر نئی ہونے کا
دعوے کرے۔ یکے کے برکت ہے کہ اتنے اونچے و معانی و دعووں اور اتنی ملی متحدی کے ساتھ
ہوئے ختم نبوت کیے بنیادی مسائل میں قرآن و سنت کی حقیقی مولوات ان پر بھی اور گناہ و بد
ان سب کے وہ کتاب و سنت کی حقیقت سے بے خبر تھے۔ تو یہ مرزا صاحب کی جناب و ستم کی ایک
کلی دلیل ہوگی کہ قرآن بھی موجود ہے، قرآن و سنت کی صحیح تعلیمات بھی موجود ہیں۔ دونوں کو پڑھا بھی
ہے۔ خدا مقام تعظیم میں ہم کلام بھی ہو رہا ہے مگر جب تک فاسد پیش و وحی دے کر مرزا صاحب
کو قرآن سمجھ نہیں آتا اور امد ظاہر ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر گز اس حد میں کہ وہ فی الواقع مسائل بھی نہ کہے

اب جب کہ ایت خاتم البین کے قادیانی مغضوب کا مبارک اور مآخذ خاص مرزا صاحب
 کی ہدی ہے تو اس تہیت شریفہ کے اسوی مغضوب کا اثبات اعتقاد قادیانی مغضوب کا ابطال اور
 ہمارے ذمہ نہیں لیکن چونکہ قادیانی لوگ اپنے من گھڑت اور فط مغضوب کو بدل و فریبید
 کتب و سنت کی طرف منسوب کرتے رہتے ہیں اس لیے مزید اتمام حجت کے لیے ہم آیت خاتم البین
 کے وہ معنی جدید نظر نہ کریں گے جو خود حضور اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متحمل ہیں۔ کیونکہ
 ہم کے بیان کردہ مغضوب پر کسی اور کسی اشروع و تفسیر پر موقوف معتبر نہیں ہے
 مرزا غلام احمد یہ بھی کہتا ہے۔

مزدی ہے کہ کوئی حدیث صحیح مرفوع متصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی
 انہیں معنی کی منسوخ ہو کہ جو کچھ جس پر کمال نبی پر قرآن نازل ہوا وہ سب ہے
 بہتر قرآن شریف کے معنی جاتا ہے غرض اہل کمال ہر حق معنی کے لئے کافی ہے
 لیکن اگر کسی آیت کے بارے میں حدیث صحیح مرفوع متصل بدل کے تو کوئی
 حدیث مستعمل کا یہ ہے کہ قرآن کی ایک آیت کے معنی دوسری آیات بیانات
 سے کیے جائیں۔

اب آپ دیکھیں کہ مرزا غلام احمد نے جس قسم کی بے اختیار افتد کی کسی حدیث صحیح مرفوع متصل ہے
 برکاتی بنام اب جہ سے ہم نے تم نیت پر حدیث صحیح مرفوع میں کہ دی ہیں جو دعویٰ نیت کو مطلقاً نہ کرتی
 ہیں اور مرزا غلام احمد اپنے اس خاص دعویٰ پر ایک صحیح مرفوع متصل حدیث پیش نہیں کر سکا
 مگر غرض کہ قادیانیوں نے تم نیت کے منسوخ اور قطعی نعت پر تاویل کی راہ اختیار کی کہ جس طرح بھی
 بر مرزا غلام احمد کہ جی کے وہ جو میں ہی مانا جائے اس پر سلطان چونک نہ سہے۔

قطعی حقائق کیا ہوتے ہیں؟ وہ جو بغیر کسی تاویل کے سمجھ آ رہے ہیں نہ کہ وہ جو آئندہ وہی سمجھائے۔

لے تبلیغ رسالت جلد ۱۱ ص ۱۷۱ جہنا جلد ۱۱ ص ۱۷۱

اور انگریزوں کی سیاسی ضرورت تھی کہ مسلمانوں میں کوئی مرکزی نقطہ وحدت نہ رہے جس پر سارے مسلمان ایک ہو سکیں اور ظاہر ہے کہ وہ مرکزی نقطہ ایک جہت ہے جس کے گرد امت کا سلاوا دارہ کھتا ہے قادیانیوں کو اسلام کے حقیقہ ختم نبوت میں رخنہ ڈالنے کی اسی ایسے ضرورت تھی کہ یہ نبوت ہی ہے جو ملنا لوں کو دو گدہوں میں تقسیم کرتی ہے۔ ماننے والے ایک طرف ہو جاتے ہیں اور نہ ماننے والے دوسری طرف۔ ان میں کسی ایک کو مسلمان سمجھو تو دوسرے کو کافر کہنا پڑے گا یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ دونوں ایک قوم ہو کر رہیں۔ امت ایک تھی وہ نکلتی ہے جب نبی ایک ہو۔

دُوبتے کو تنکے کا سہارا

قادیانیوں کو مرزا ظہار احمد کے اس نام جو نے نبوت پر جب ترکان کی یہ کہی کوئی آیت نہ ملی اور نہ وہ اپنے اس خاص موقف پر کوئی مدیہ مرفوع متعل پیش کر سکے اور نہ صحابہ کرام میں سے کسی سے انہیں اس تدبیر کی نبوت کے لیے کوئی دلیل ملی تو انہوں نے کچھ بندگان دین کی بعض پیچیدہ عبادات میں اپنے توجہ لگائے اور جہاں کسی بزرگ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے یہاں تشویش نے پرجوش کی تھی ان عبادتوں کو لے کر بے کر یہ دیکھو یہ حضرت خاتم النبیین کے بعد ایک غیر تشریفی نبی کے آئے کی خبر موجود ہے۔

اس چرمدہ دانے سے قادیانی حقیقہ ختم نبوت پر واردات کے لیے آگے بڑھے ہیں اور وہ یہ نہیں سمجھتے کہ حاتمہ نبوت کر لے کے لیے وہ اتل تعمیر کی ضرورت ہوتی ہے جن کی اپنے مدعا پر کٹا بھی قطعی ہوا امدان میں اور کوئی احتمال راہ نہ پائے۔

ختم نبوت پر مسلمانوں کی بیداری

۱۔ اے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا اجماع کیجئے یا نبی رب العزت کی عنایت و جنت کے مرکزی شخص کے لیے اسے منظور ہوئی کہ برہمنی قادیان سے اسلام کے نبوہ سر مال کے موروث حبیہ ختم نبوت کے خلاف الحاد کا سنگہ (گٹھڑ) بجا مسلمان خواہ وہ آپس میں کتنے مختلف اور دست در گریب کیوں نہ تھے ختم نبوت کے نام پر سب آج جمع ہوئے اور اس بات کے مرکزی شخص کا مستند اس شان سے چمکا کہ اس کی روشنیوں دنیا کے کاندوں تک دیکھی گئیں اور اب تک مسلمان اس مسئلہ پر برابر جمع ہیں۔

مرزا غلام احمد کے لیے بکسی ایک طرف ترغ کرنا مشکل ہو گیا اس نے ایک ہی جملہ بنایا جو سب پر جا کے وہ کیا تھا۔ اے بد ذات فرقہ مرادیاں (میرزا غلام احمدؑ) اس میں بھی غلام احمد کے پیش نظر حدیث کی تردید تھی۔ ۲۔ شخص نے جن بہتر فرقوں کی عبوری ممتی تمام ملحد خواہ وہ کسی بھی فرقے سے ہوں اس سے متفق ہیں کہ ان میں اب تک کوئی فرقہ مولدیاں نہیں ۳۔ امد آئندہ ہو گا۔ بہتر اور بہتر فرقوں کی حدیث پڑھنے والا خیر ہے کہ یہ پوچھتاں فرقہ تاریخ میں کہاں سے آئندہ ہوا جے اب مرزا صاحب پیش کردہ ہیں۔

شیخ عالم مسلمانوں سے زیادہ جو روح حال تھے تمام مسلمانوں سے مرزا غلام احمد نے بعد میں پچھنی تھیں ۱۰۔ مجدد اور ۲۰۔ مسیح مرعد۔ انک شیعوں سے تین ۱۔ مجدد ۲۰۔ مسیح ۳۰۔ امد مہدی۔ شیعوں کا مہدی کا تصور تمام مسلمانوں کی نسبت زیادہ جلی ہے وہ ان کے نظریہ کے قائل ہیں پیدائش کے نہیں۔ سودہ مرزا کے دھوئے مہدویت پر امد زیادہ پریشان حال تھے۔ عوام علی حاشی نے مرزا غلام احمد کہ امد مرزا غلام احمد نے علامہ علی حاشی کو وہ سنائیں کہ ہزاروں مسلمان مرزا غلام احمد کی بڑبائی دیکھ کر مڑا سے فرقت کھا گئے۔

میرزا یعین خیر، مولا محمد بشیر صاحب بھرپالی، مولیٰ عبدالحق صاحب دہری صاحب قیصر
حقانی، مولیٰ محمد صدیق صاحب (دیرینہ)، مولیٰ عبدالقادر صاحب ٹوکی، مولیٰ عبدالقادر صاحب
مولیٰ محمد علی ناظم ندوۃ العلماء، مولیٰ احمد ناصر صاحب سرسری اور جمیع سجادہ نشینان و مشائخ
ہندوستان کو لکھا رہا ہے۔

تمام فرقوں کے مذہبی پیشواؤں کو بیک جملہ اس زمین سے جو ان کو ان کی شرافت ہے، یہ
 آپ سر میں بھر دے گا۔ لیکن اس کی جوت ہے جو اس بدر بانی کو منت بنانی ہے اس پر
 ہم بھی کچھ عرض کر دیں گے۔ سردست یہاں صاحب کی زبانی اس چوتھوں فرقے کا تعارف کریں۔
 اے بذات فرقہ مولویاں تم نے جس بے ایمانی کا پالہ پیادہ ہی حوام کا اواخر
 کو بھی پلایا ہے۔

پہلے کے علماء میں اہدیت حضرت میں سے مولانا محمد حسین بیلاوی مولانا محبوب علی خاں
مولانا شمس الدین سرسری مولانا محمد ابوبکر سیالکوٹی مولانا عبد اللہ محمد اللہ چلب کے اہل سنت والجماعت
میں سے حضرت مولانا عبد العزیز لکھنوی مولانا فہم دستگیر قصودی مولانا فہم سرلہ خاں مولانا
سرسری مولانا محمد امین دبیر بکوالی مولانا فہم مصطفیٰ سرسری مولانا محمد عالم اسی سرسری شیخ اہدیت
مولانا عبد الغنی بیلاوی ڈاکٹر عبد الحکیم بیلاوی پیر مہر علی شاہ گوٹھی مولانا محمد شیخ مسکن خاں
مولانا فہم علی خاں مولانا عبد اللہ شاہ بخاری فہم خاں مولانا عبد اللہ شاہ بخاری فہم خاں مولانا عبد اللہ شاہ بخاری فہم خاں

[illegible]

کتب، مہلے کے جلاب میں مباہلہ، دلائل کے جواب میں دلائل، اشتہار کے جواب میں اشتہار، مناظرہ کے مقابل مناظرہ، جلسہ کے جواب میں جلسہ اور تقریب کے جواب میں تقریر غرض مقابلے کا کوئی پہلو ایسا نہ تھا جن میں ان علماء اسلام نے مرزا غلام احمد اور اس کی پُندی تحریک کا ترکی بہ ترکی جواب نہ دیا ہو۔ علماء کا یہ وہ مشترکہ کام تھا جس میں سب کچھ چلے آ رہے تھے اور یہ اتحاد اور جوڑ عقیدہ ختم نبوت کی صداقت کا ایک کھلا آسمانی نشان تھا۔ مگر یہ کبھی ہو سکتا تھا کہ انگریزوں کی حکومت ہو اور سب علماء مل کر کسی ایک شیخ پر بیٹھ سکیں؟

ابلیس جب جنت سے نکلا تو اس نے اللہ تعالیٰ کو کہا تھا میری تیری راہ میں آگے پیچھے دائیں بائیں ہر طرف رکاوٹ بن کر بیٹھوں گا اور میرے ساتھ میرا ایک پُند اقبال کھڑا ہوگا۔ مرزا غلام احمد کی حمایت میں اس کا جو قبیلہ کھڑا ہوا ان میں حکیم لُددین بھیرودی، مولوی محمد علی لاہوری، مولوی غلام رسول آف راجپوتی (۱)، ابوالعلا اللہ دہ (۲)، عبدالرحمن خادم گجراتی (۳)، مناظر قادیانیت محمد سلیم (۴)، جلال الدین شمس (۵)، احمد قاضی نذیر احمد پرنسپل جامعہ احمدیہ بلوہ، زیادہ معروف ہونے والے مولوی عبدالکوکیم سیالکوٹی مرزا غلام احمد کی دنگی میں اسنبھانی ہو گئے تھے یہ قادیانی مذہب کے لدتن کہلاتے ہیں۔

ختم نبوت پر مسلمانوں کی عام بیداری کا جماعت پر اثر

ختم نبوت کا اعلان اس شان سے ہوا کہ مسلمانوں کی عام بیداری سے خود قادیانی جماعت کے لوگ بھی گھبرا گئے اور انہوں نے اپنے سامعین سے کہا کہ اس حوالہ پر تم مسلمانوں سے بالکل کٹ جاؤ گے۔ مرزا غلام احمد کے دعویٰ ختم نبوت میں تاویلیں کر کے تم ختم نبوت میں مسلمانوں کے ساتھ ہو جاؤ مگر وہ نہ مانے، وہ نہ جانتے تھے کہ ایک وقت آئے گا جب انگریز یہاں سے چلے جائیں گے اور ہم مسلمانوں کے رحم و کرم پر رہ جائیں گے۔ مرزا غلام احمد کے سامعین میں مولوی محمد علی لاہوری اور خواجہ کمال الدین نے سبقت کی اور قادیان سے نکل کر لاہور میں اپنی علیحدہ جماعت بنالی۔

اب مرد صاحب کے پیرو دو مجاہدوں میں منقسم ہو گئے۔ مولوی محمد علی لاہوری کے عقائد پیچیدہ ہی تھے جو دوسرے قادیانوں کے ہیں لیکن اس نے غمِ نبوت کے نازک مزمون اور اس پر مسلمانوں کی عام بیداری کی وجہ سے اپنا پڑنا معرفت بدل لیا۔ یہ اس وقت ہمارا موضوع نہیں ہے۔

مسلمانوں کی عام بیداری کا مسلمانوں کے دوسرے مسائل پر اثر

پنجاب کے مسلمانوں نے دینی تعلیم میں اپنی دینی قدروں کو باقی رکھنے کے لیے لاہور میں انجمن حمایت اسلام بنائی تھی۔ اس میں کچھ مرزا غلام احمد کے پیرو بھی اسٹبل ہوئے تھے، ڈاکٹر ملامہ اقبال بھی ان دنوں انجمن کے سرگرم رکن تھے۔ اسلامیہ کالج لاہور اسی انجمن کے زیرِ انصرام تھا اور انجمن کی کئی شاخیں مسلمانوں کے کئی کالوں کو سنبھالے ہوئے تھیں شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری اسی انجمن کے نائب صدر تھے۔

ڈاکٹر ملامہ اقبال حضرت مولانا احمد علی لاہوری مولانا عبد القادر قصودی اور مولانا احقر علی ردھی کے مشورے قادیانوں کے اس انجمن سے اخراج کی تحریک چلی جو کامیاب ہو گئی اور قادیانی اس انجمن کی رکنیت کے نااہل قرار پائے کیونکہ انجمن مسلمانوں کی تھی اور یہ لوگ غیر مسلم تھے۔

تحریک کشمیر بھی ان دنوں دو دوں پر تھی مرزا بشیر الدین محمود ڈاکٹر ملامہ اقبال کشمیری کے ممبر تھے۔ غمِ نبوت پر مسلمانوں کی اس عام بیداری نے ان حالات پر گہرے اثرات ڈالے۔

مسلم لیگ اور مجلس احرار اسلام کے اختلافات

اہلِ اہلِ اسلام لیگ اور مجلس احرار اسلام کے مگر تاریخی اختلافات تھے مگر جوں جوں ہندو تعصب کے شعلے زیادہ تیز ہو رہے تھے مسلمانوں میں ملیندہ خط مانگنے کا احساس زیادہ تیز ہونا جاری تھا۔ قائد احرار چودھری فضل حق مرحوم نے مجلس احرار کو نصیحت کی۔

۔ دیکھنا پاکستان کی مخالفت نہ کرنا یہ مسلمانوں کے دُکھے بہنے مل کی آواز ہے ؟

مسلم لیگ میں قادیانیزوں کا درجہ جس احوال اسلام کے لیے لائق برداشت نہ تھا۔ مجلس احوال اسلام حقیقت میں پاکستان کے مخالف نہ تھی صرف قادیانیزوں کی مخالفت تھی اور اسی وجہ سے وہ مسلم لیگ کے ساتھ مل نہ ہو سکی۔ مگر افسوس کہ اس وقت مسلم لیگ کے قاضین اس فیصل پر قابو نہ پا سکے اور جس احوال کا تعاون انہیں حاصل نہ ہو سکا اور انگریز کا منشا بھی یہی تھا کہ مسلم لیگ کیلبر ہے۔

تحریک ختم نبوت پاکستان (۱۹۵۲ء)

۱۹۴۸ء میں پاکستان بنا۔ ہندوستان اور پاکستان دونوں کی بین الاقوامی مصیبت اس میں تھی کہ مذاہبِ خارجہ میں وہ اشخاص رکھے جائیں جن پر انگریزوں کو اعتماد ہو اور وہ ان کے پسپے ہوں۔ کانگریس نے انڈیا کے عہدہ گورنر جنرل کے لیے آفری وائسرائے ہند لارڈ ماڈنٹ بیٹن کو پناہ اور پاکستان نے وزیر خارجہ کے لیے چودھری ظفر اللہ خاں کو۔ یہ دونوں انگریزوں کے آدمی تھے۔ یہ مصیبت اپنی جگہ کتنی واقعہ کیوں نہ ہو لیکن ننانویات میں خاں کے ناگہانی قتل نے یہ بتادیا کہ پاکستان میں سیاست کی زمین اندھے بہت دھبہ رہی ہے۔ اور کسی سازش کا لالہ بچھنے والا ہے۔ ان حالات میں قادیانیزوں کو مسلم لیگ میں لینے کے خطرناک نتائج کھل کر سامنے آ گئے۔ مرزا بزرگ محمد بن محمود نے برطانیہ کو قادیانی صوبہ بنانے کی تجویز پیش کر دی۔ مسلمان بہت پریشان تھے اور ضرورت تھی کہ ملک میں قادیانیت کے خلاف کوئی تحریک اُٹھے اور چودھری ظفر اللہ خاں کو مذاہبِ خارجہ سے ہٹایا جائے۔ اس کے بغیر پاکستان کی بنیادیں ٹھنڈی ہو رہی ہیں۔

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ میدانِ عمل میں

حضرت شاہ صاحبؒ نے لاہور میں مداخلت کی ایک میٹنگ کی اور حاضرین کو اپنے ناما کی خدمت کے نام پر اکٹھے ہونے اور میدان میں نکلنے کا مشورہ دیا۔ اس مجلس میں مولانا ابوالحسنات

نہید محمد احمد۔ مولانا سید محمد دائود غزنوی۔ مولانا پیر سعید فیض الحسن۔ مولانا سید نور الحسن شاہ بخاری بستید
مفت علی شمس مولانا سید غلام محی الدین سجادہ نشین گزٹہ شریف کے ساتھ کئی اہم سادات کرام بھی
شریک بہنے حضرت شاہ صاحب نے مولانا ابو الحسنات اور مولانا محمد دائود غزنوی پر مشتمل ایک
سب کمیٹی تجویز کی جو کئی سلسلہ پر مددہ کر کے مختلف مکاتب فکر کو اس مقصد کے لیے ہم نوا کیا کریں بروفا
سید ابو الاحسن مودودی کو بھی اس میں شمولیت کی دعوت دی گئی تھی مگر وہ کسی مجبوری کی وجہ سے اس
اجلاس سادات میں شامل نہ ہو سکے۔

حکومت کو متنبہ کرنے کے لیے آپ نے حضرت مولانا محمد علی جالندھری اور مولانا قاضی احسان احمد
شاہ بخاری پر مشتمل ایک کمیٹی نامزد کی جو مرکزی اور صوبائی وزراء اور حق کے مکاتب اسمبلی سے وفد کی
صورت میں ملاقاتیں کرے اور ملک میں پیش آنے والے خطرات سے ہمیں مطلع کرے

اس وقت ایک ایسی دستاویز کی ضرورت تھی جو عام فہم انداز میں مسئلہ فتنہ بخت کو واضح کر
سکے اور پڑھنے والے کو فتنہ نبوع کے اس معنی و منہم پر بلا کے جو محنت محمد یہ آیت خاتم النبیین اور
حدیث لا نبی بعدی سے کوئی شک ہو رہی تھی۔ یہ دستاویز عقیدہ الامتہ حضرت شاہ
صاحب کے دشا پر اس پاک مسجد کے لیے لکھی گئی ہے اور مرکزی اور صوبائی سب وزراء نے کرام اور
ممبران عظام کو بھی جاری ہے۔ اہل ادب یہ آپ کی خدمت میں بھی حیدر قدیر کی جلد ہی ہے۔ خدا کرے کہ
جب اس کا انٹو ایڈیشن سامنے آئے تو نہ چودھری خلیفہ خاں ولاعت خلیفہ میں جو اور نہ ہی کوئی
قادیانی مرکزی یا صوبائی اسمبلی کا ممبر ہو۔ وعاذک علی اللہ بعزیز

پاکستان کا اقتدار مسلمانوں کو ڈاکٹر ملاصا اقبال لے دیا تھا اور انجمن حمایت اسلام میں
قادیانیوں کے غیر مسلم ہونے کی ذمہ داری صلاصا اقبال نے ہی پیش کی تھی۔ سر پاکستان کے احکام
اور اس کی بقا کے لیے ضروری ہے کہ یہاں قادیانی صرف بلور ایک غیر مسلم قلیت کے مددہ سکیں۔ یہ
ملک مسلمانوں کا ہے اور اس کی قرب حاکم میں کوئی غیر مسلم طاقت دخل نہ رہنی چاہیے اس وقت
بیرون ملک پاکستانی سفارت خانے قادیانیوں کے مرکز بنے ہوئے ہیں۔

پاکستان کے لیے قادیانیت متعل خطرہ کیوں؟

پاکستان جو غیر پاک و جنگل ایک اسلامی ریاست ہے۔ مرزا قلام احمد قلام اعلیٰ کھوں میں انگریزوں کی سربراہی کا قائل تھا۔ قادیانی مسلمان کہتے ہیں کہ ہادی انگریزوں کی قریب و دوری ان کے اولی الامر ہونے کے باعث تھی لگایا تھا تا کہ ملک آباد ہونے کے بعد قادیانیوں کی سچی دفاعیں پاکستان کی طرف کریں نہ لڑتیں۔ اس کے برعکس ہم نے دیکھا ہے کہ قادیانی پاکستان کے سربراہوں کو اپنے اعلیٰ الامر میں شمار نہیں کرتے۔ مرزا قلام احمد نے انگریزوں کی اطاعت کے نفع صرف ہندوستان میں نہیں گائے اسی نے انگریزوں کی مدد سرائی کرتے معلوم نہیں کتنے رسائل و جوب ممالک میں تقیم کیے اور انہیں بار بار انگریزوں کی غیر لابی کی طرف جواب دیا۔ یہ مالی سلع پر انگریزوں کی غیر خواہی انہیں اعلیٰ الامر ماننے کے ناطے ہرگز نہیں ہو سکتی بجز اس کے کہ یہ پورا ہی انگریزوں کے ہاتھ کا کلا یا ہمارا جس کا مقصد کہہ کر مسلمان مدینہ منورہ کی اسلامی مرکزیت کو کمزور کرنا۔ خلافت عثمانیہ کو توڑنا اور مسلمانوں کی جبین حیثیت کو بظاہر دھڑلے پر جھکانا ہو۔ یہ وہ حالات ہیں جن کے باعث انتہا پسند چودہویں خطرہ ظاہر کر دینا متعلقہ جگہ سے شامانے کے لیے اٹھ کھڑی ہوئی ہے۔ مرزا قلام احمد کے یہی نظریہ کہ اس کی ان تحریریں میں دیکھیں۔

① — میں نے صوف اس قدر کام کیا کہ برلن انڈیا کے مسلمانوں کو گرینٹ انجیلیٹی

کی سچی اطاعت کی طرف جھکا یا۔ بلکہ بہت سی کتابیں عربی اور فارسی اور اردو و تالیف کر کے ممالک اسلامیہ کے لوگوں کو بھی مطلع کیا۔ (تبلیغ رسالت جلد ۱، ص ۱۸)

② — ہم نے اپنی محسن گرینٹ کی پولیٹیکل غیر خواہی کی نیت سے اس مہلک تقریب

پر یہ پایا۔ (تبلیغ رسالت جلد ۱، ص ۱۸)

نیک لوگ اگر کافروں سے کبھی ملتے ہیں تو مہم غاصہ کے لیے نہ کہ ان کے پولیٹیکل ایجنٹ کے

طرح پر۔ مرزا قلام احمد کی انگریزوں کی مذکورہ غیر خواہی ان کے ایک پولیٹیکل ایجنٹ کے طور پر تھی

یہودی کلر تیس کی حکمیر اپنے پولیسک اینجنز کے بغیر نہیں چلی سکتیں جو بغیر کپڑ بند میں انگریز ریفریجری کے بغیر رواج للہ لہ کو میر حادق کے بغیر سلطان ٹیپر کو نکستہ نہ لے سکتے تھے۔ لیکن ایسے پولیسک اینجن صرف برقی کاروائی کے لئے تھے وہ سلطان کی منزل کی انہیں لکھڑائی تھیں تاہم وہ سلطان کے دل و دماغ سے ختم نام نہ نہیں ملی تھے علیہ وسلم کا نام نہ نکال سکتے تھے اس کے لیے ایک ایسے پولیسک اینجن کی ضرورت تھی جو سلطنت برطانیہ کی حمایت میں آسانی کے لیے پھرنا غلام احمد کا یہ بیان پڑھ کر آئے ہیں۔

گورنمنٹ انجینئری ہے جس کے نیچا یہ امن کے ساتھ یہ اسمانی کارروائی کردہ ہیں۔

قلایا فی صلیبین اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ مرزا صاحب انگریزوں کو اہلی اسلام میں سے سمجھتے تھے اور ان کے لئے اہلی اسلام کی تعلیمات فرض ہے۔ مگر مرزا صاحب دل سے انگریزوں کے ساتھ نہ تھے۔ وہ دھمکیاں پھیلانے کے غرض سے تبلیغ کرتے دکائے گئے۔

ہم کہتے ہیں کہ انجینئرز کی حکومت صرف ہندوستان میں تھی کہ حکومت امریکہ میں نہ تھی نہ عرب ممالک مصر و شام میں نہ تھی نہ روم میں نہ تھی پھر منہا ماہر بن مملکت اسلامیہ میں گورنمنٹ انجلیش کے حق میں یہ پراپیگنڈہ کیوں کر رہ سکتے؟

میں نے نہ صرف اس قدر کام کیا کہ برٹش انڈیا کے مسلمانوں کو گورنمنٹ انجلیش کی سچی اطلاع تک صرف جھکا یا جھکے ہوئے کتابیں عربی اور فارسی اور اردو میں تالیف کے مکمل اسرار کے لوگوں کو بھی مطلع کیا۔

یہ سب کلام دینی جہاد ایک پرائیویٹ بھرت کے محض اس کے لیے مرزا صاحب کی یہ بات یاد رکھیں۔
 پہلے ہی محسن گورنمنٹ کی پرائیویٹ غیر خواہی کی نیت سے اس مبارک تقریب پر یہ جام نکلتا
 اسلام میں جہاد کا نسخہ ہے میری نگاہ میں جس سے نہ تو اسلام کو بے فائدہ کر دینا اور نہ کوئی مسلمان نہیں بنے

طے تبلیغ رسالت جلد ۶ ص ۱۲۳ کے ایضاً جلد ۷ ص ۱۲۳ کے ایضاً جلد ۸ ص ۱۲۴

جب انگریزوں کی اتنی غیر ذہنی کالی تو کتب نے پھر میاںوں کی مخالفت کیوں کی کہ اس کی وجہ خود
مذاہب سے ہی سنیں۔

اور میں اس بات کا بھی اقویٰ ہوں کہ جب کہ جس یاد میں بدھ میاں مشنریوں کی
تقریر نہایت سخت برائی اور عدو امتداد سے بڑھ گئی اور بالخصوص پرچہ نورانیوں
میں جو ایک میاں نے ابدالہ حیلانہ سے نکلنے پر نہایت گندی تحریریں شائع کر دیں
اور ان مضمین نے ہمارے بنی علی علیہ السلام کی نسبت نوز باطنیہ کے خلاف اتنا
کئے کہ یہ شخص ذکر تھا، چر تھا، نہ ناکہ تھا، صد ہا چوں میں یہ شائع کیا کہ یہ شخص اپنی
لڑکی پر بدعتی سے عاشق تھا اور باپ پر جھٹا تھا اور لٹ ملدا اور خن کرنا اس
کا کام تھا کہ مجھے ایسی کتابیں اور اخبار مل کے پڑھنے سے یہ اندیشہ دل میں پیدا ہوا کہ
مبادا مسلمانوں کے دل پر جو ایک جوش رکھنے والی قوم ہے اس کی حالت کھوئی سخت
اشغال بنے والا اثر پیدا ہو تب میں نے ان جوشوں کو ٹھنڈا کرنے کے لیے اپنی
صحیح اور پاک نیت سے ہی مناسب سمجھا کہ اس عالم جوش کے بدلنے کے لیے حکمت
عمل یہی ہے کہ ان تحریرات کا کسی حد تک سے جواب دیا جائے۔ تاہم یہ انصاف نہیں
کے جوش فرو ہو جائیں اور وہ ایک ہی کئی بے سنی پیدا ہو تب میں نے بمقابلہ ایسی
کتابوں کے جن میں کمال سختی سے مذہبی کی گئی تھی چند میس کتابیں لکھیں جن میں کسی
بمقابلہ سختی تھی کہ یہ کونکر میرے کائنات نے قطعی طور پر مجھے فتنے دیا کہ اسلام میں
جو بہت سے دشمنان جوش والے آدمی موجود ہیں ان کے فیضانِ غضب کی آگ
نہ جانے کے لیے یہ طریق کافی ہو گا۔ مگر کوئی عوض معاوضہ کے بدلے کوئی گواہی نہیں
دیتا۔ سر یہ میری پیشین گوئی کی تدبیر صحیح عملی حد میں کتاب کا یہ اثر ہو کہ ہزار ہا
مسلمان جو ہندو اہل دین و خیر و دگر کی نیز اند گندی تحریروں سے اشتغال
میں آچکے تھے اب ان کے اشتغال فرو ہو گئے۔ کہ یہ کوئی مضمین کی یہ حالت
ہے کہ یہ سخت مخالف کے مقابلہ میں کس کا مرض ہو کہ یہ کتاب تو اس کا وہ جوش نہیں رہتا

علوم ہوا کہ مرزا غلام احمد صیاحی کے رد میں یہ بحث نہ کر رہا تھا صرف مسلمانوں کے جوش و خروش کی وجہ سے۔
 کہ ٹھنڈا کرنا پیش نظر تھا تا کہ یہ رقم جیبا دے کے لیے پھر دے آئے۔

اب یہ بھی مرزا غلام احمد کا معتبرہ رسالت تھا۔ یہ رسالت ملتی رہی اور کئی مسلمانوں کا جذبہ جہلہ ختم گیا۔
 انگریز ہندوستان میں غلام احمد مسلمانوں کے خلاف ایک کھلی کتاب تھے میرانی پادریوں کی ہندوستان
 میں غلوں کی باسی آمد تھی اور ادنیٰ ملوثہ پرست لوگ اور ملوک کے دائرہ میں گھبرائے گئے وہ نہ کوئی مسلمان
 بیک لہو کے لیے بھی یہ قصہ نہیں کر سکا کہ کوئی خدائی الہام انگریزوں کی غیر غرضی میں بھی کسی مسلمان کو برابر
 اگر یہ گمان کیا جائے کہ مرزا صاحب کو الہامی ہند پر گورنمنٹ بھارت کے پانوں مستحکم
 کرنے کی تاکید کی جا رہی تھی۔ پس یہ وہ ان تحریرات پر مجبور تھے کہ اس کے لیے یہ جان لینا
 کافی ہے کہ الہامات کبھی شیطانی بھی ہوتے ہیں ان پر دین کی بنیاد نہیں رکھی جاسکتی نہ سچائی
 مدی کی نوکری میں ڈالی جاسکتی ہیں مرزا غلام احمد نے خود بھی تسلیم کیا ہے۔

واضح ہو کہ شیطانی الہامات کا ہر ناحق ہے نہ

بہر حال ان تحریرات سے اس راز کی ایک راہ ملتی ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب تلاوتی
 نے اپنی مدعی کے نام سے ان اعلامیہ شریعت کو کیوں رد کیا کی تو کسی میں پھینکا جو اس بات کی
 واضح خبر دے رہی تھیں کہ مخلصیت علیٰ ائمہ علیہ وسلم کے بعد کوئی غیر شرعی اور نامتی بنی بھی ہو کر
 پیدا نہیں ہو سکتا۔

انگریز حکومت کے حکم سے یہ اسلافی مدعی اترتی رہی اسے کہا بھی پڑا آئے ہیں۔
 پھر نہت زمین کا روانی ہے یا آسمانی اس پر بھی غور کیجئے انبیاء زمین پر خدا کے نائب ہوتے
 ہیں اور نہت و رسالت کی مدعی نہت زمین پر ہی ہوتی ہے فرشتے اس کی آسمانی کاروائی کے امین
 ہیں مگر مرزا صاحب نے برل فریش بیفرشتوں کا کام بھی اپنے ذمے رکھا تا کہ وہں بھی انگریزی
 گورنمنٹ ہی کی بات بنتی ہے۔

ۛ ضرورت ۛ امام احمد

جن بزرگان دین پر افتراء باندھا گیا
اور ختم نبوت کے ایک اہلادی معنی اُن کی طرف منسوب کیے گئے

اُن کی دوسری جہالت کے آئینہ میں اُن کے عقیدہ کو دیکھئے

خدا کے بعد خدا کے بندوں پر جھوٹ

اس بات کے جواب میں کہ قدیماتی ختم نبوت کے منکر ہیں۔ قادریا نہیں بے سداگن لہذا کہ ہیں
نہیں ان بزرگان دین نے بھی کوئی بات کہی ہے۔ یہ سراسر جھوٹ ہے
انکی جہالت کہ سمجھنے کے لیے اسکی اور جہالت بھی دیکھئے۔

بزرگان دین پر یہ افتراء کیوں بندھے

قادریا نہیں نے اپنی جھوٹی نبوت کو ثابت کرنے کے لیے سند ختم نبوت کو انتہائی مستحکم ثابت
کرنے کی ہرگز کوشش کا ہے۔ داس میں امت مسلمہ کے کچھ بزرگوں کو بھی شامل کیا ہے جن کے علم
و فضلے پر تائید میں کبھی مدد نہیں ہوئی۔

عقیدہ ختم نبوت میں بجائے پیدا کرنے کی نئی راہ چند بزرگانِ دین پر افتراء

الحمد للہ صلا علی عبادہ الذین اصطفیٰ۔ لعلہ

اس میں کسی کو کام نہیں کہ، حضرت علیؑ صلی اللہ علیہ وسلم پر تمام مرتب کلمات کی انتہا پہنچی جو مسلمانوں کی صحت میں ہنری اور جو پر پہنچے کہتے ہیں کہ یمن میں مس پر ختم ہے، اللہ تعالیٰ نے جن دروہوں کو رسالت سے لہذا ان کے مختلف مراتب رکھے تاکہ الرسول خلدنا بصدہ علی بعض سے اس کی تصریح فرمائی۔ حضرت علیؑ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو مرتب کی انتہا فرمائی اس ختم نبوت مرتبی کو ختم نبوت لسانی لازم ہے۔ اور ختم نبوت مرتبی کے قمر سے ختم نبوت زلفی کی نفی نہیں ہو جاتی۔ قادریانی مسنین۔ وہ جو ایک کے افراد کو دوسری کی نفی سمجھتے ہیں۔ وہ خود حضرت خاتم النبیین کی ختم نبوت مرتبہ اقرار کرتے ہیں مگر آپ کی ختم نبوت لسانی کے منکر ہو جاتے ہیں۔ یہ وہ چور و ازمہ ہے جس سے انہوں نے مرزا کو ختم نبوت میں حاصل کر رکھا ہے۔

بندگانِ اسلام میں سے بن حضرت علیؑ حضرت علیؑ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت مرتبی بیان کی قادریانی مسنین اس پر اچھل پڑے اور جاری تائید ہو گئی اور انہوں نے ان دروہوں کی ان جہالت پر سرکھی نظر بھی نہ کی جن میں حضرت کی ختم نبوت لسانی کا بھی مروج ذکر موجود تھا۔ وہ سب حضرت ختم نبوت مرتبی اور ختم نبوت زلفی کے قائل تھے مگر انہوں نے اس طرح ختم نبوت لسانی کے منکر نہ تھے۔

پھر بعض جنگ ایسے بھی تھے جنہوں نے حضرت یحییٰ بن مریمؑ کی آسمانی کفہ کو جس منہ کے بعد ایک پانے بنی کا آنا بیان کیا تھا۔ قادریانی مسنین اسے ایک نئے نبی کے لئے کی خبر سمجھے کہ دیکھ یہاں حضرت کے بعد ایک نبی کا آنا تسلیم کیا گیا ہے۔ مگر تو اس کے اس فریب نے ان دروہوں بالوں کو۔ اور حضرت کی ختم نبوت مرتبی کا وہ ۲۰۔ حضرت یحییٰ بن مریمؑ کی آسمانی کفہ کو حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت زلفی کے مقابل کا کفر کیا۔ کئی بدعت میں میں پہنچے کہ وہ گئے اور انہوں نے اسلام کی ایک قطعی بات کو باوجود

نظری بنا کر رکھ دیا ہے۔

ہم حضرت کے وہ تمام جملات سامنے رکھیں جن میں انہوں نے اپنے عقیدہ ختم نبوت کی تصریح کی ہے اور پھر ان کی روشنی میں ان کی ایک جدید جملہ کو حل کریں جس سے قادیانی مبلغین اپنا ختم نبوت کا اٹھادی عقیدہ کٹھ کر رہے ہیں۔ حقائق کے باب میں ضروریات دین کو تاویل میں لانا کبھی اہل حق کا رخصت نہیں رہا۔

پھر ستم بلالے ستم یہ کہ تحت مرنا اپنے اپنی سیدہ کملہ پر پردہ ڈالنے کے لیے چندان مقدس جہتوں کو بھی اپنا ہنوا بنانے کی کوشش کی ہے۔ جن کی شخصیت اعلیٰ خلعت مسلمانوں میں اپنی جگہ مسلم حق تاکہ سند ختم نبوت میں بالود و نقد کی ماہ کو ایک شاہراہ کلمہ پر پیش کیا جاسکے۔ مالا کوہن بزرگوں کا ہمیشہ یہ اجماعی عقیدہ رہا ہے کہ اخلاقی و فنی مرتبت علیٰ حد علیہ وسلم کے بعد اگر کوئی نبی ہونے کا دعویٰ کرے تو وہ یقینی طور پر حارۃً مسلم ہے خارج ہے۔ چرکہ من بزرگان دین پر علم بہتان تلاشی کی جاتی ہے۔ امدان بزرگوں کی بسند نہایت دقیق اور علمی عبارات کو مردانی مبلغ بہت اُلجھا کر پیش کرتے ہیں اور انہیں ایسے

جن بزرگانِ دین پر اقرار باندھا گیا

اور ختمِ نبوت کے ایک اعلیٰ معنیٰ ان کی طرف منسوب کیے گئے۔

بجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحبِ نقویؒ بانی دارالعلوم دیوبند

کا عقیدہ ختمِ نبوت

① — اپنا دین و ایمان ہے کہ بعدِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی اور نبی کے ہونے کا احتمال نہیں جو اس میں تامل کرے اسے کافر سمجھا ہوں۔ (مکتوبات حضرت مولانا محمد قاسمؒ)

② — غایتِ زمانی سے بچ کر انکار نہیں بکریہ کہتے کہ حکمران کے لیے گنجائش اٹھانہ پڑی اخصیت کا اقرار ہے بچہ اقرار کر لے حالوں کے پاؤں جما دیئے۔

(جوابِ مفسدات از حضرت مولانا محمد قاسمؒ)

③ — جب حضرت خاتمِ نبیین خاتمِ مراتب علیہ اور خاتمِ مراتبِ نبوت حکومتِ دہریئے تو نہ ان کی تعلیم کے بعد کوئی معلم تعلیم آ سکتا ہے کہ آئے اور نہ ان کے بعد اور کوئی معلمِ خدا کی طرف سے حکم نامہ لائے۔ (آریہ سماج کو جوابِ تنکی بد تنکی مدعہ مبرورہ دیوبند)

④ — حضرت خاتمِ المرسلین کی غایتِ زمانی تو سب کے نزدیک مسلم ہے۔

(جوابِ مفسدات اول سے از حضرت مولانا محمد قاسمؒ نقویؒ)

⑤ — در صورتیکہ زندہ نہ ہو کر کہا جائے تو اس سے کوئی مقصد دہی ہو گا جس کے آنے پر حرکتِ منہی ہو جائے نہ حرکتِ نبوت کے لیے لفظاتِ محمدی متبہی ہے یہ لفظ اس مطلقِ ادنیٰ مطلق کی لیے ایسا ہے جیسا لفظِ ناسِ زادیہ تاکہ اٹلہ ششمانِ حقیقت کو

کہ یہ معلوم ہو کہ آپ کی نبوت کرن و مسکن، زمین و دلائل و شہادہ ہے۔۔۔ منجملہ نکات حرکت
سلسلہ نبوت بھی ملتی، سرور جو حصول مقصد غلط و اذیت مدی علیٰ مدی و سلم وہ حرکت و بدل
ہو سکن ہوئی، البتہ امد و رکتیں بھی امد باقی، اور زمانہ آخر میں آپ کے ظہور کی ایک وجہ
یہ بھی ملتی۔ (تقدیر الہامی ص ۱۱۱)

① — خاصیت لسانی پہلوئیں دلائل ہیں۔ ناحق تہمت کا البتہ کچھ سارا نہیں

(وجہ تعددات ص ۱۱۱)

④ — آپ کا دین سب دینوں میں اہم ہے۔ چونکہ دین حکم نامہ خداوندی کا نام ہے تو
جس کا دین آخر ہو گا وہی شخص سرور ہو گا کیونکہ اس کا دین اہم و تہم ہے جو سب کا سرور ہوتا
ہے۔ (قبول نامہ مسند حضرت مولانا محمد قاسم)

ان تصریحات کی موجودگی، مدائن ہمارے کے ہوتے ہوئے مرزا بیوں کا یہ دعویٰ کہ
حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اپنے وقت کے قائل ہیں اور حضرت علیؑ و سلم کے بعد کسی
اور نبی کے پیدا ہونے کو اسلام کے عقیدہ ختم نبوت کے منافی نہیں سمجھتے کس قدر علم و حدیث
کا فرق ہے۔

اب ہم اس مخالف کو بے نقاب کرتے ہیں جس کے پہلے منافی حضرت حم کے لیے
حضرت مولانا احمد رحم کا ہم گروہ اپنی ہمنوائی میں پیش کرتے ہیں، اسے اپنی ہیبت بڑی فتح
نہر کر کے ہیں ہیبت یہ ہے کہ حضرت مولانا کی تحریکات میں ان کے لیے ذرا بھر گناہ نہیں۔

حقیقت واقعہ

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے اپنی کتاب تقدیر الہامی میں مسند ختم نبوت کو بری
تفسیر سے بیان فرمایا ہے۔ یہ فرماتے ہیں کہ نبوت کا اخصوت علیؑ و سلم پر ختم ہونا اس کی دو
تفسیریں ہیں ختم نبوت زمانی اور ختم نبوت مرتبی ختم نبوت زمانی کا مطلب یہ ہے کہ اخصوت علیؑ و سلم

و اولہ وسلم پر ختم ہونا۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔ ختم نہت نہائی اور ختم نہت مرتبی ختم نہت نہائی کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی پیدا نہیں ہو سکتا۔ اور ختم نہت مرتبی کا معنی یہ ہے کہ اہل اور مذاقی نبی صوف آپ میں باقی تمام انبیاء کرام کی نسبت آپ کی نسبت کا فیض ہے اور آپ کی نسبت کسی اور کا فیض نہیں۔ نسبت کے تمام کمالات حضرت کو بلا واسطہ عطا ہوئے اور باقی جملہ انبیاء کرام کو جو کمال بھی ملا آپ ہی کے فیضان نسبت کی ایک پہلی ترقی اس اعتبار سے جملہ کمالات نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت پر ختم ہیں اور یہ ختم نہت مرتبی ہے۔ جو نہایت و ممکن سے عام ہے اس صورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نہت کی دو قسمیں ہیں جو پیغمبر خاتم کی ذات میں جمع ہیں تاہم انہیں مفیدہ و غیرہ یوں بیان کیا جاسکتا ہے۔

۱

۱۔ ہر نعمت چھٹی ہو یا بڑی روحانی ہو حیوانی ازل سے اب تک مادی کائنات پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ فیضان سے منتظم ہو رہی ہے جسے روح کی روشنی سارے عالم کی شہینہ کی اصل ہے تمام جہانوں میں خواہ وہ ظاہری ہوں یا باطنی رضی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت قدسی صفات ہی اصل و جہد اور اصل جوت ہے۔ بھلا جو بہت نان و مہکان کی بھی اصل ہر اس کے لیے قتل نہانے کی تقدیم و تاخیر کوئی خاص معیار فضیلت کیسے ہو سکتی ہے۔ بلکہ اس تاخیر نہائی کے ساتھ ساتھ تمام سلسلہ کائنات کا آخری و انتہائی مذہب پر جو ناظر صلی ہے اور ختم نہت نہائی کے ساتھ ختم نہت مرتبی کا اقرار بھی لازم ہے۔

آنحضرت ﷺ کی شان ختم نبوت

ختم نبوت زمانی

یہ شان آپ کو اس وقت حاصل ہوئی، جب مجرا نبیہ کریم کیے بعد دیگرے تشریف لائے اور یہ دنیا حکمت خداوندی کے تحت حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دیگر سب انبیاء کے نور ہدایت سے اپنے اپنے وقت میں منور ہو چکی۔ یہاں تک کہ سب روشنیاں و ضلئلہ پڑ گئیں اور آسمانی کتابوں کے چہرے مسخ کر دیئے گئے۔ تب سب سے آخر میں حضور خاتم النبیین تشریف لائے اور پہلے بعد کے لیے لاجی بعدی کا اعلان فرمایا۔ اب اس ختم نبوت زمانی کے بعد کسی اور نبی کا پیدا ہونا محال قرار پایا۔

ختم نبوت مرقی

یہ مرتبہ آپ کو اس وقت بھی حاصل تھا جب کہ آدم علیہ السلام بھی روح اور جسم کے درمیان تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح اس جہاں میں بھی تمام انبیاء کی روحوں کی استاد تھی اور علوم النبیہ کا ان پر فیضان فرما رہی تھی۔ آپ اس جہاں میں بالفضل نبی تھے اسباقی نبیوں کی نبوت صرف اللہ کے علم میں تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک عزت کے سامنے ایک نور کی صورت میں تھی جب یہ نور اللہ کی تسبیح کرتا تو تمام فرشتے تسبیح پڑھتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر تمام مراتب نبوت ختم تھے اور اس ختم نبوت مرقی کے ہوتے ہوئے تمام انبیاء کریم یکے بعد دیگرے تشریف لائے۔

قاویاتی حضرات کا معاملہ

مروانی حضرت ملائکہ الحرم کی ان جہالت کو جو ختم نبوت مرقی کے درمیان میں ہیں۔

لے تاریخ النبوت جلد دوم ۷۰ شمار جلد اصلا من ابن عباسؓ

اس سیاق و سباق سے کاٹ کر جو ختم نبوت مرتبی پر دلائل کرے اس طرح پیش کرتے ہیں کہ گویا یہ عبادات ختم نبوت زمانی کے مسئلے کو بیان کر رہی ہیں اور عرض متھے جتنے کو ہی حضرت مرحوم کا حقیقہ ظاہر کر کے حرام کو مغالطہ دے رہے ہیں۔

ختم نبوت مرتبی تو آپ کو اس وقت بھی حاصل تھی جب کہ حضرت آدم علیہ السلام بھی خلعت نبوت سے سرفراز نہ ہوئے تھے اور اس ختم نبوت مرتبی کے ہوتے ہوئے تمام انبیاء کرام علیہم السلام یکے بعد دیگرے تشریف لاتے، سچے معلوم ہوا کہ ختم نبوت مرتبی اپنی ذات کے اعتبار سے اور غیر مل کو مانع نہیں، اس بیان میں مولانا مرحوم لکھتے ہیں :-

عرض اختتام اگر بایں معنی تجویز کیا جائے جو میں نے عرض کیا (یعنی خاتمت مرتبی) تو آپ کا خاتم ہونا انبیاء گذشتہ ہی کی نسبت خاص نہ ہوگا بلکہ اگر بالعرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں کوئی ادنیٰ ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا (یعنی خاتم باعتبار ختم نبوت مرتبی ہونا) مسترد باقی رہے گا۔

یہ صرف ختم نبوت مرتبی کے اعتبار سے محتاجاً کی سیاق و سباق اور اگر بایں معنی تجویز کیا جائے، کے الفاظ سے ظاہر ہے لیکن عینہ دے کے لیے صرف یہی ختم نبوت مرتبی کافی نہیں بلکہ اس کے ساتھ نبوت زلی کا اقرار کرنا بھی لازم ہے جیسا کہ حضرت مولانا مرحوم نے متعدد مقامات پر اس کا پُرکسی تصریح سے اظہار فرمایا ہے۔ مرزائی حضرت اس ختم نبوت مرتبی کی عبادت کو ختم نبوت زمانی کے اناز میں ظاہر کر کے اور اس کی ابتلائی سحر کو — عرض اختتام اگر بایں معنی تجویز کیا جائے جو میں نے عرض کیا — ان کی کبر و غفلت کے حصّے ناکمل عبادات اور غلط فہم سے حرام کو مغالطہ دیتے ہیں لیکن اس عبادت کا صحیح منشاء اور مطلب یہی ہے جو ہم نے عرض کیا۔

پھر مرزائی حضرت اس سخت پرقتاس سے مسئلہ کی ناکمل جبلت ان الفاظ میں نقل

کرتے ہیں :-

بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوئی نئی پیدا ہو تو پھر بھی
خاصیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔

یہ بات بھی ختم نبوت زلفی کے بیان میں نہیں۔ بلکہ ختم نبوت ذاتی اور مرتبی کے بیان
میں ہے۔ یعنی کسی اور نئے نبی کی آمد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت مرتبی کے
خلاف نہیں۔ لیکن عقیدہ ختم نبوت کے لیے فقط ختم نبوت مرتبی کا اقرار کافی نہیں ختم نبوت
زمانی پر ایمان لانا بھی لازم ہے۔ اور اس امر کی تصریح حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی نے
بار بار فرمائی ہے اور وہ اپنے ختم نبوت زلفی کے عقیدہ کو واضح کلمات الفاظ میں بیان کے
برسید ہونے والے شبہ کی جڑ ہمیشہ کے لیے کاٹ چکے ہیں اور زندہ و الحاد کے جتنے
کانٹے بھی حضرت مروجہ کے بیانات میں بچائے جاسکتے تھے احمد شرک حضرت نے خود ہی
انہیں پھن پھن کر اٹھایا عقیدہ ختم نبوت کی شاہراہ کو ہمیشہ کے لیے صاف اور مصفیٰ فرمادیا ہے۔
فجزاہ اللہ عنا ومن سائر المسلمين احسن الجزاء۔

تھوڑا سا اس کی اس پیش کردہ عبارت سے پہلے یہ عبارت ہے جسے مردانی حضرت
کے مکمل عبارت سے عوام کو محک دیتے ہیں۔ اس اصل عبارت پر غور کرنے سے از خود واضح ہو
جاتا ہے کہ عبارت مذکور ختم نبوت زلفی کے سیاق میں نہیں ختم نبوت ذاتی اور مرتبی کے سیاق میں
ہے جسے جل فریب کے ساتھ پیش کیا جا رہا ہے۔ وہ اصل عبارت جسے مردانی حضرت یکسر
جسم کرنا چاہتے ہیں یہ ہے۔

ہاں اگر خاصیت بمعنی اوصاف ذاتی برصفت نبوت لیجئے مگر اس سے پہلے
نے عرض کیا ہے تو پھر سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کسی کا فرد متصور
بائنس میں مماثل نبوی نہیں کہہ سکتے بلکہ اس صورت میں فقط انبیاء کے افراد

لیعین ختم نبوت کی اسی صورت میں ہے یعنی ختم نبوت مرتبی کی صورت میں نہ کہ ختم نبوت کے اٹھائے
کی جیسے صدر مملکت کی کہ ان میں تو ختم نبوت زلفی بھی ہے جس پر ایمان لانا واجب اور لازم ہے۔

خارجی ہی پر آپ کی فضیلت مدعو کی۔ افراد مقدمہ پر بھی آپ کی فضیلت ثابت ہو جاتے گی۔ (تقدیر انکسرس)

اس کے بعد وہ عہدت ہے جو مرزائی حضرات پیش کرتے ہیں اور اسے ختم نبوت نہائی کا بیان ظاہر کر کے علوم کو مغالطہ دیتے ہیں۔ حالانکہ ختم نبوت نہائی اپنی جگہ ایک مستقل حقیقت ہے جس پر ایمان لانے کے بغیر فقط ختم نبوت مرتبی پر ایمان لانا کافی نہیں۔

نہایت افسوس کا مقام ہے کہ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے اس حضرت علیؑ علیہ السلام کی شانِ خاصیت کی جو تفصیل فرمائی اس سے انصاف نہیں کیا گیا اور اسے اس کی پوری معنی شان کے ساتھ سمجھنے کی کوشش نہیں کی گئی۔ مسلم علوم کا ایک طبقہ فقط ختم نبوت دہلتی پر اتنا کا دم بھرنے لگا اور اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت مرتبی اور آپ کے نبوت سے انصاف دہلتی کرشمے کی نگاہ سے دیکھا اور مرزائی حضرات ختم نبوت نہائی کو بحیرہ چھڑ کر فقط

نے بسزنا واقعہ مسلمان یہ احرام کسے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے لیے اصلی اور ذاتی کے علاوہ حضرت جبرائیلؑ کا سلام مولانا محمد قاسم نانوتویؒ سے پہلے کسی نے احتمال نہیں کیے نیز اس سے لازم آتا ہے کہ باقی انبیاء کرام مستقل مد پر بھی نہیں اور ان کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اتحاد نوعی نہیں جو باقی احرام ہے کہ شیخ جوشن فرغانیؒ سے علامہ فاضلؒ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ویسے تمام الفاظ نقل کیے ہیں فرماتے ہیں۔ **فلم یکن داع حقیقی من لا یبدا الی الانشاء الاخذہ الملیقۃ الاحدیۃ الحق**۔ اس میں آپ کے اصل بنی ہونے اور بنی الانبیاء ہونے وغیرہ کی تمام فضیلت مرقوم ہیں دیکھئے **مطالع النسر** ص ۱۷۰ شروع اسم دہائی مطبوعہ مصر، ثانیاً اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ باقی انبیاء مستقل مد پر بنی نہ ہیں ہر بنی مستقل بنی ہے اور ہر ایک کی نبوت بگو ہر نعمت اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے حضرت مولانا مرقوم نے تقدیر انکسرس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور باقی انبیاء کرام کی نبوت کے اتحاد نوعی کو بنی صراط کے ساتھ تسلیم فرمایا ہے۔ (دیکھئے تقدیر انکسرس ص ۱۷) پس باقی انبیاء کے وصف نبوت سے موصوف ہونے کو بالغرض کہنا اس کا حاصل صوف یہ ہے کہ وہ انبیاء کرام اپنی پہلی ابتداء میں ہی فائز البقۃ بنتے

ختم نبوت کے گن گانے لگے۔ مالا کھ اسلامی عقیدہ ختم نبوت ہر دو صدیوں کا مطالعہ کرنا تھا کہ ختم نبوت زمانی پر بھی ایمان ہوا۔ ختم نبوت مرتبی کو بھی اپنی جگہ تسلیم کیا جائے۔

یہاں تک تو نبوت کی ہر دو صدیوں کا عقیدہ عقیدہ بیان تھا اور ہر ایک کے عقیدہ عقیدہ بیان میں ان عبادت کی گنجائش تھی جہیں مرزائی حضرت مخالف دینے کے لیے قابل کی عبادت کو کٹ کر پیش کرتے ہیں۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عالم غیری میں تشریف لانے کے بعد اب ختم نبوت مرتبی بھی عقیدہ صحت میں کار فرما نہیں۔ بلکہ اسے ختم نبوت زمانی لازم ہے اس باہمی ربط کو کم زیادہ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی کے ہی الفاظ میں پیش کرتے ہیں تاکہ صحت مرحوم کا موقف اس مسئلہ میں بالکل بے غلط ہو جائے۔

ختم نبوت زمانی اور ختم نبوت مرتبی میں باہمی ربط

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کے عام طور پر یہی معنی لیے جاتے ہیں کہ آپ سب سے آخر میں تشریف لائے۔ مالا کھ تقدم یا تاخر زمانہ میں بالذات کچھ فیصلہ نہیں مسجد میں جو شخص سب سے آخر میں آئے ضروری نہیں کہ وہ سب سے آخری ہو لیکن قرآن کریم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کو مقام مداح میں بیان کر رہا ہے صرف مدح ہی نہیں دے رہا ہے پس ضروری ہے کہ ختم نبوت زمانی کے ساتھ ختم نبوت مرتبی کا بھی اقرار کیا جائے اور مراتب و مکالمات کے لحاظ سے بھی آپ کو خاتم النبیین مانا جائے۔ صرف ختم نبوت زمانی کا اقرار کرنا اسے آپ نے عوام کا خیال بکواس پر نبوت محمد کے لیٹان سے عارض ہوئی۔ اور عارض ہونے کے بعد اس نبوت نے ان کے نفوس قدسیہ کو مستقل طور پر نبی ہونے کا شوق بٹھا اور اس میں متوجہ حقیقی اللہ رب العزت کی ولایت ہی تھی۔ ہاں حضرت پر کوئی ایسا وقت نہیں آیا کہ آپ پہلے جو دین آئے ہیں اور نبوت آپ کو بعد میں ملی ہو لیکن اس سے یہ کچھ لیا گیا، کلام فقہاء عارضی طور پر نبی تھے قطعاً غلط ہے جس کا منشاء جہالت کے سا کچھ نہیں۔

واللہ اعلم بالصواب وحلہ اتم واحکم فی کل باب۔

ظاہر کیا ہے چنانچہ لکھتے ہیں۔

حکم کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا ایسا معنی ہے کہ آپ
کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ صلب میں آنوری نبی میں مگر اہل فہم پر
دلکھن ہو گا کہ تقدیم یا تاخر زمانی میں بالذات کہ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں د
نک رسول اللہ و خاتم النبیین فرمانا اس صحت میں کہ جو بحر صبح ہو سکتا ہے۔ بلکہ
بنائے خاتمیت اور بات ہے جس سے تاخر زمانی اور سبب مذکور خود بخود
لازم آجاتا ہے اور فضیلت نبوی عدیالاً ہو جاتی ہے۔ (تخیز یا ناس ص ۱۵۸)
یہاں اس عبارت کو دیکھئے اور نظر انصاف سے بار بار دیکھئے۔

- تاخر زمانی اور سبب مذکور خود بخود لازم آجاتا ہے کیا اس میں مرتب طر پر ختم نبوت
زمانی کا اقرار نہیں۔ اس تصریح کے بعد اس دعوے کی کچھ گنجائش ہے کہ مولانا مرحوم محاذ
ختم نبوت زمانی کے قائل نہ تھے اور کیا اس عبارت کے ہوتے ہوتے اس کے پیچھے ختم
نہ یہاں پر مطلق فضیلت کا انکار نہیں صرف بالذات فضیلت میں کام ہے۔ اور اس تاخر زمانی کا معنی
فضیلت ہونا اور ختم نبوت مرتبی کے واسطے ختم زمانی کی فضیلت لازم آتا تو اپنی جگہ مسلم ہے نہایت
انوس کا مقام ہے کہ اس ملی ناماد پر تحریر کو بعض لوگوں نے غلط ترجمے کے ساتھ علمائے عرب کے
سامنے اس طرح پیش کیا۔ مع انہ لا فضل خلیہ اصلاً عندنا اهل الفہم۔ اس غلط ترجمے سے یہ
ظاہر کرنا مقصود تھا کہ حضرت مولانا مرحوم یہاں تاخر زمانی کی مطلق فضیلت کا ہی انکار کر رہے ہیں
محاذ اللہ ثم محاذ اللہ اس غلط ترجمے کے لیے دیکھئے علام بحرین ص ۱۵۸ و ۱۵۹ افریقہ منہ میں اس
کا ترجمہ جوں کی تو ہے والنا خبر الزمانی لیس من الفضل فی شئ۔

منہ سبب مذکور سے مراد جو بڑے درجہ نبوت کے دعووں کا وہ دائرہ بند کرنا ہے چنانچہ مولانا مرحوم
خود فرماتے ہیں کہ "یہ احتمال کہ یہ دین آنوری ہے اس لیے سبب ابتلع درجہ نبوت کیا جو کل محفل
دعوے کے خلاف کی گواہ کریں گے۔ البتہ فی عدلہ قابل المناظر ہے" (تخیز یا ناس ص ۱۵۸)

یہ نتیجہ بخلائی کہ خط زمانہ کی کوہام کا خیال بنو نادراصل تاخرومانی کا انکار تھا کہ ایسا دوسری اصناف و دیانت کا خن نہیں بلکہ لوگوں کے علم و شرافت پر حیرت و حیرت ہوتی ہے جو عبادت مذکرتہ الصدر کا پہلو حصہ قرار اپنے الزامات میں نقل کرتے ہیں لیکن یہ جگہ کا حور و تہا اسر ارتقاء زمانی کو مع شئی نامتناہت زمانہ ہے اسے یکسر منہم کر جاتے ہیں۔

حضرت مصلح المشرق امام تاتاری نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس ختم نبوت پر دو طرح سے تقریر فرمائی ہے۔ اولاً یہ کہ ختم نبوت مرتبی کو ختم نبوت ذاتی کہنے کے اعتبار سے سیدہ خاتم النبیین کا مدلول مطالبہ قرار دیا جائے اور ختم نبوت زمانی کو اس کے ساتھ لازم کر کے اسے خاتم النبیین کا مدلول التزامی تسلیم کیا جائے۔ ثانیاً یہ کہ ختم نبوت کو مطلق اور عام رکھا جائے اور ختم نبوت زمانی اور ختم نبوت مرتبی کو (بلکہ ختم نبوت مطلق کو بھی) اس کی مختلف قسمیں قرار دے کر سب قسموں کا ختم آیت خاتم النبیین کا مدلول مطالبہ قرار دیا جائے۔

اس دوسری تقریر کو بھی مولانا نے اپنا اختیار قرار دیا ہے۔ تاہم دونوں تقریروں میں سے جس تقریر کو بھی پیش نظر رکھیں ختم نبوت زمانی کا اقرار ہر جگہ موجود ہے اور ختم نبوت مرتبی اس کے علاوہ ایک اور فضیلت ہے۔

حضرت مرحوم نے تمہید برائے اس سطر ۱۸ سے سطر ۲۱ تک حضور کے وصف نبوت سے مرصوف بالذات ہونے کو خاتمیت مرتبی قرار دے کر خاتمیت زمانی کو اس کے ساتھ لازم کیا ہے۔ اس تقریر اول کو ہم حضرت مرحوم ہی کے الفاظ میں ادنیٰ اختصار کے ساتھ

لہ ذاتی کے معنی شریع مطاع میں یہ ہیں۔ الخامس ان یکون حائض الثبوت للموضوع و محالاً

میدوم هو الرضی السادس ان یحصل لموضوع بلا واسطہ و فی مقابلہ الموضوع پس ذاتی کا معنی یہی سمجھنا چاہیے کہ آپ پر کوئی ایسا وقت نہیں گزرے گا کہ آپ بافضل نبی دہوں اور پھر نبوت آپ پر عارض ہوئی ہو قطع نظر اس سے کہ آپ کو اپنی نبوت سے ملو عکاب دی گئی اور آپ نہیں۔ آپ جب سے میں بافضل نبی میں اور باقی تمام نبیاء کے لیے نبوت آپ کے فیض سے عارض ہوئی ہے۔

بدینہ تاخرین کرے میں۔۔

ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صرف نبوت میں مرصوف بالذات اور سوا
 آپ کے اور انبیاء مرصوف بالعرض اس وحدت میں مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اول یا
 اوسط میں رکھتے تو انبیاء متاخرین کا دین مگر مخالف دین محمدی ہوتا تو اعلیٰ کا ادنیٰ سے
 مندرجہ جتنا لازم آتا اور انبیاء متاخرین کا دین مگر مخالف مذہب ہوتا تو یہ بات ضرور ہے
 کہ انبیاء متاخرین پر وہی آتی اور اخذ معلوم کیا جاتا اور نہ نبوت کے پھر کیا معنی سراسر
 وحدت میں مگر وہی معلوم محمدی ہوتے تو بعد و مدہ حکم انالہ لم یخلطون۔ ان کی کیا
 ضرورت تھی اور اگر معلوم انبیاء متاخرین معلوم محمدی کے علاوہ ہوتے اس تو کتاب
 کا تبدیلہ نکل شیعہ ہرنا غلط ہو جاتا۔ ایسے ہی ختم نبوت بھی معروض کہ تاخروانی لازم ہے۔

ماصل تقریر اول بر معنی خاتم النبیین

ہیت خاتم النبیین سے ختم نبوت مرتبی اور ختم نبوت نہائی دونوں ثابت ہیں۔ ابراہم اول
 دلائل مطابقتی سے اور امر ثانی دلائل انفرادی سے صرف ختم نبوت نہائی مراد لینے کی آپ نے
 مخالفت کی ہے اس سے اگر کوئی شخص یہ نتیجہ نکلے کہ آپ ختم نبوت نہائی کے قائل نہیں تو اس
 کے سوا کیا کہا جاسکتا ہے کہ وہ عاقبت کی رو سے یہی ہے۔

اس کے بعد مولانا نے حضور کی خاتمت پر دوسری تقریر فرمائی ہے۔

اگر بعد از طلاق یا معلوم مجاز اس خاتمت کو نہانے اور مرتبے سے عام کھا جائے

تو پھر دونوں طرہ کا ختم مراد ہو گا۔ (تحدیر مٹ)

یہ حضرت مولانا نے ممکن نہانے اور مرتبہ کو مضہم نہایت کی تین افواہ قرار دے کر پہلوان
 سے حضور کو خاتم النبیین مانا ہے۔ اس طرہ سے خاتمت نہائی، خاتمت مکتبی اور خاتمت بقی جہنم
 دلائل مطابقتی کے ساتھ ثابت ہو جاتی ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔۔

① — اگر - خاتم، کو مطلق رکھئے تو یہ غایتِ مرتبی، غایتِ زمانی اور غایتِ مکانی
تینوں ثابت ہو جائیں گی۔ (جوابات محمدیات ص ۴۲)

② — وہ تقریر کبھی ہے جس سے غایتِ زمانی، غایتِ مکانی اور غایتِ مرتبی،
تینوں بدلاتِ مطالبی ثابت ہو جائیں۔ اور اسی تقریر کو اپنا مختار قرار دیا ہے۔
(جوابات محمد وراثت ص ۵۵)

③ — معنی مختار اور تو مثبت غایتِ زمانی میں۔ (جوابات محمد وراثت ص ۶۱)
④ — مخدیر کو ختم سے دیکھا ہوتا تو اس میں خود موجود ہے کہ ختم خاتم تینوں معنوں
پر بدلاتِ مطالبی ولایت کرتا ہے۔ اور اسی کو اپنا مختار قرار دیا ہے۔
(جوابات محمد وراثت ص ۸۳)

مخدیر اناس میں ارشاد فرماتے ہیں ۔

مرا اگر اطلاق اور عموم ہے تب تو ثبوت غایتِ زمانی ظاہر ہے مدہ تعلیم لازم
غایتِ زمانی بدلاتِ الزامی ضرور ثابت ہے اور تصریح بت فرمادہ مثل انت حق
بمقتلہ علون من موسیٰ الا انه لا یفی جسدی لکما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام
بلہ بطور مذکور ای ختم التین سے ماخوذ ہے، اس باب میں کافی کتب موجود ہیں
وہ جو قرآن کریم کیسے پھوس پر اجماع بھی مخدیر ہو گیا گو الفاظ مذکور بند متواتر متوال
نہ ہوں مگر یہ عدم تواتر الفاظ باوجود تواتر معنی یہاں بھی ایسا ہی ہوگا جیسا تو از ادوا
رکعت فرغی و تردید و باوجودیکہ الفاظ حدیث شریف قطعاً در کلمات متواتر نہیں۔
میرکہ ان کا مسکو کافر ہو گا ایسا ہی اس کا مسکو بھی کافر ہو گا بیکسکہ اس حدیث
میں مفسرین ائمہ جہنم بدستہلک اور استنارہ مذکور بھی نہایت حد درجہ چپاں نظر آتا ہے
اور غایتِ بھی بدلاتِ مرتبی ہے اور غایتِ زمانی بھی اتم سے نہیں جاتی نہ

لہ مخدیر اناس ص ۱۰

اور پھر مجددِ ثامن کے جواب میں لکھتے ہیں۔

آپ ہی فرمائیں تاخر زمانی اور غایتِ عصرِ نبوت کو میں نے کب باطل کیا اور کہاں باطل کیا اور کیا میں نے تو وہ خاتم کے وہی سنی رکھے جو اہلِ امت سے منقول ہیں۔

ماصل بہرہ و تقریر بر معنی خاتم النبیین

اول تقریرِ تمخیز پر تو غایتِ زمانی۔ دلیلِ لسانی: خاتمِ نبیین ہو گا اور دوری

تقریر پر دلیلِ مطابقی ہوں غایتِ زمانی مع شیخ زائد ثابت ہوگی۔

جیسے آفتاب پس از غیبتِ خود ختم ہے ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر غیبتِ نبوت

ختم ہو جاتا ہے اس بات کے کھنکھانے کے لیے کافی تھا کہ خاتمِ نبی ہو تو منافق ہے۔

یعنی وہ ہے کہ وہ خاتمِ نفلانی بھی ہو کیونکہ اوپر کے حاکم تکذیب سب کلمہ حتم

کے بعد آتی ہے اور اس لیے اس کا حکم اخیر حکم ہوتا ہے۔

اور سرحدات کی موجودگی میں ضوتِ ملانا محمد قاسم نادر قوی کو ختمِ نبوت نفلانی کا مستحکم

دینا کسی صاحبِ فہم و دیانت کا فیصلہ نہیں ہو سکتا۔ سو اسل کے کہ جو انگوٹھ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے قتل کو کھٹکے کھٹکے کر رہا ہو۔

مقامِ غور

مولا علیؑ حضرت کے مخالف کی پوری حقیقت آپ کے سامنے بے نقاب ہو چکی لیکن اس میں

ایک یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ یہ حضرت اپنے دھونے کے مطابق ضوتِ مرحوم کی کوئی مہلتِ مخالف

کلمہ پر بھی پیش نہیں کر سکے۔ مولا علیؑ حضرت کا دھڑی تو یہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صرف

عزیزِ شریعتِ نبوت باقی ہے کوئی مستقل شریعت والا نبی ہرگز پیدا نہیں ہو سکتا۔ خواہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

نے جواباتِ محدثات میں نہ مستحکم ملانا محمد قاسم میں نہ ایسا نہ ملے مباحثہ شایع ہوا تھا۔

دعوت سے مرتبے میں کم ہی کیوں نہ ہو لیکن ان حضرات نے صحت ملا نامہ قاسم کی ختم نبوت مرتبی کی
 جو عبادت ختم نبوت ذاتی کے مخالفے میں پیش کی ہیں، اگر انہیں واقعی ختم نبوت ذاتی کے متعلق بھی تسلیم کر
 لیا جائے تو اس سے غیور کی آمد بھی ممکن ٹھہرتی ہے جو اعلیٰ صحت ملی اللہ علیہ وسلم کے مرتبے کے قند بول
 لیکن اپنی مستقل شریعت رکھتے ہوں، ملا کو اس کے مذہبی حضرات خود بھی قائل نہیں۔ اس وقت
 پر تو انہیں بھی یہ کہنا پڑے گا کہ یہ عبادت محض ختم نبوت مرتبی کے باب میں ہیں ختم نبوت ذاتی
 کے متعلق ہرگز نہیں۔ یہ اسوہی عقیدہ ختم نبوت کی شان بھاننا ہے کہ اتنے اہل تہذیب و ادب کے
 باوجود بھی ان لوگوں کو ختم مرحوم کی ایک عبادت اپنے دعوئے کے موافق نہیں مل سکی اور
 مخالفے کے طور پر بھی وہ ایک ایسی عبادت پیش نہیں کر سکے جہاں دعویٰ اور دلیل میں مطابقت ہو
 واللہ الحمد ظاهر و باطناً۔

حضرت امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (۱۱۶۶ھ) کے والد شاہ عبدالعزیم مددنگ زیب مالگیر کے
 صاحب قادی مالگیری کی تالیف میں شریک رہے۔ آپ برصیر پاک دہند کے تمام علماء حق کے متواضع ہیں
 آپ کا گھرانہ بیت علم الحنفیہ (اساتذہ کے علم کا گھر) کے نام سے معروف تھا۔ بگڑنے والے علم کا ایک بیاباں
 تھا جہاں کسی کا سوہم کی شاہراہ سے بھٹک جانا ناممکن تھا۔ اسلم میں دن کے نام پر نہ کوئی دوسرا راہ
 پاسکتا ہے نہ کبھی تحریک کر کوئی راہ مل سکتی ہے۔ قادیانیوں کا ان کو اپنی حمایت میں کھڑا کرنا ان کی سخت
 مخالفت ہے۔ مگر ایسا ہر تاؤ آج برصیر پاک دہند میں عیدہ ختم نبوت بس ہی ہر تاؤ آپ کے بعد صوف
 نئی خرمیت کا دروازہ بند ہے مذکورہ صحت کا۔ تابع شریعت محمدی کوئی نبی آسکتے ہیں۔
 استغفر اللہ العظیم

حضرت امام شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی ؒ کا عقیدہ ختم نبوت

① فالنبوة انقضت جوفات النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ: پس نبوت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ختم ہو چکی ہے۔
حضرت شاہ صاحب کا یہ بیان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مدشا کی تشبیح میں
ہے۔ حضورؐ نے فرمایا:-

ان طائفا الا بعد ان یوقد حجة ثم یكون خلفاء ثم ملکا محضوناً... م۔

ترجمہ: جیسے شک اس دین کی ابتداء نبوت اور رحمت کی صورت میں ہوئی۔ پھر
خلافت اور رحمت کا خزانہ ہوگا اس کے بعد کاٹھنڈا بادشاہی نظام اچل نکلمے گا۔

اس ارشاد نبوت کی تشریح حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ نبوت تو آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی وفات سے پوری اور ختم ہو گئی اور ایسی نفوت جس میں کہ خود اسوہ میں نہ چلی ہو
حضرت عثمان کی شہادت پر ختم ہو گئی اور اصل نفوت راشدہ حضرت علی المرتضیٰ کی شہادت
اور حضرت امام حسنؑ کی دست برداری پر ختم ہو گئی اور اس کے بعد ملک محض کا دور شروع
ہو گیا۔

حضرت شاہ صاحب نے میں سیاق میں ختم نبوت کا مسئلہ بیان فرمایا ہے۔ اس کا ماحول
یہی ہے کہ بطور کلی نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو چکی ہے۔ خواہ نئی شریعت والی ہو مثلاً
پہلی شریعت سے قرآن رکھنے والی۔

لہ حجة اللہ بالادلة جلد ۲۷ ص ۲۵ مطبوعہ مصر ۱۹۵۵ طبع دوم

یہاں ہذا الامر سے آپ نے اس امت کا عروج و زوال بیان کیا ہے۔ اس کا پہلا دور نبوت اور رحمت کا ہے اور سرفروغ کا اور تیسرا بادشاہت کا۔ اب جو سیم جہوریت کے چوتھے دور سے گزر رہے ہیں اس کا آغاز مغربی اقوام سے ہوا ہے۔ اس لیے اس کا ہمارے ان تین ادوار سے تسلسل نہیں صورت حال جرمی ہو یہ بات یقینی ہے کہ دور نبوت اس امت کا بس پہلا دور ہی تھا اس کے بعد کوئی اور دور بھی دور نبوت ہوتا تو آپ اس کا یہاں ذکر کرتے۔ انقضاء نبوت کے بعد پھر کبھی نبوت نہیں۔

اس ختم نبوت کے بعد اگر کوئی چیز ہے تو وہ خلافت راشدہ ہے پس نبوت اور خلافت کے مابین اگر کسی برفندی یا انکاسی نبوت کا کوئی ادنیٰ امکان بھی باقی ہوتا تو حضورؐ اُسے یہاں بیان فرماتے۔ کیونکہ مقام ذکر میں دم و دم ذکر، دم و دم کا فائدہ دیتا ہے۔ اور حضرت شاہ صاحب کا اس موقع پر ختم نبوت کا اعلان خود اس بات کی خبر دے رہا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر طرح کی کجبت ختم ہو چکی ہے

② و محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین لا نبی بعدہ و دعوتہ حاتمہ لجميع الانس والجن و هو افضل الانبیاء بهذا الخاصة و بخصائص اخری نحو هذه۔

ترجمہ: اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں آپ کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی پیدا نہ ہو گا۔ آپ کی دعوت سب انسان و جن کو شامل ہے۔ اور آپ اس خصوصیت اور اس صبی دوسری خصوصیات کے لحاظ سے سب سے افضل بنی ہیں۔

③ امام باطلہ ایشاں معصوم منقرض الامت، منصوب الخلق است و علی بنی و حق امام تجزیے نمایند پس در حقیقت ختم نبوت را ممکنہ اگر بنیان مسخرت

لہ تنبیہات الانبیاء علیہ السلام و نحوہ فی الاقطار الصبیح منہ و الحقیقۃ اکسند

صلی اللہ علیہ وسلم لا خاتم الانبیاء ہی گفتہ باشند بل

ترجمہ ان لوگوں کی اصطلاح میں امام زمان معصوم، واجب الاطاعت اور
اصلاح خلق کے لیے مامور ہوتا ہے اور اس کے حق میں یہ لوگ دینی باطنی
جائزہ قرار دیتے ہیں پس یہ لوگ حقیقتہً ختم نبوت کے منکوحہ ہیں خواہ حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء ہی کیوں نہ کہتے ہوں۔

نوٹ : اس عبارت سے واضح ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی شخص کو
معصوم واجب الاطاعت اور اصلاح خلق کے لیے مامور مان لینا ہی ختم نبوت کا انکار ہے۔
یعنی ختم نبوت کے انکار کے لیے ضروری نہیں کہ کسی کو صاحب شریعت جدیدہ ہی مانا جائے۔
اگر کسی کو پہلی شریعت کا تابع مان کر بھی معصوم اور مامور من اللہ مان لیا جائے تب بھی ختم نبوت
کا حقیقہ باطل ہو جاتا ہے۔ خواہ ہزار مرتبہ بیان سے حضور کو خاتم الانبیاء کہے

علامہ ازہر یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ تشریعی اور فہر تشریعی بنی کی تقسیم بن مضل میں کہ کوئی
نئی صاحب شریعت ہوتا ہے اور کوئی غیر صاحب شریعت نہ ہو۔ خواہ اس کی شریعت وہی ہو جو
اس سے پہلے کی تھی۔ اور خواہ وہ شریعت جدیدہ لائے یا پہلے کی بنی ایسا نہیں ہو جس کے پاس
کوئی شریعت ہی موجود ہو اور وہ غیر صاحب شریعت ہو۔ معاذ اللہ یہ بات تو مسلم ہے کہ وہی پہلی
پر مبنی ہے اور اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ملتا ہے۔ خواہ یہ حکم ہو کہ وہ شریعت سابقہ کی تفسیر
کے لئے اور خواہ اسے احکام جدیدہ دیتے جائیں۔ اس حکم دہی کو ہی شریعت تسلیم کیا جاتا ہے۔ صاحب شریعت
سابقہ بنی کو جب ایسا حکم دیا ہو مصلحت ہو تو پھر پہلی شریعت اس کی شریعت ہو جاتی ہے۔ اور وہ خود

نہ مرنے کا حکم اٹھائے خود اسے تسلیم کر لے۔ ماسوا اس کے یہ بھی تو سمجھ کر شریعت کیا پیر ہے۔ جس
نے اپنی دہی کے ذریعہ چند امر و نہی بیان کیے اور اپنی امت کے لیے قانون مقرر کیا۔ وہی صاحب
شریعت ہو گیا پس اس تعریف کی وجہ سے بھی پہلے سے مخالفت ختم ہوئی۔ کیونکہ میری دہی میں اس دہی

سے اور نہی مجھ سے (ارضون منا ملہ)

وقت ملکہ اور معیار بن جاتا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّبِعُوا مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا ۚ سَبَّحَهُ اللَّهُ ۚ قُلُوبُ الْغَافِلِينَ ۝﴾

انا انزلنا التوراة فيها هُدًى ونور ليحكم بها النبیون۔

ترجمہ: ہم نے قرأت نازل فرمائی جس میں ہدایت تھی اور نور تھا بعد کے نبیاء اس کے ساتھ حکم کیا کرتے تھے۔

جب تک یہ نہ مانا جائے کہ ہر نبی صاحبِ شریعت ہوتا ہے خواہ صاحبِ شریعت سابقہ ہو اور خواہ صاحبِ شریعت جدیدہ ہو۔ اس وقت تک یہ اصول بھی ناقابلِ تسلیم ہے کہ ہر نبی مطاع ہوتا ہے حالانکہ ارشادِ خداوندی ہے۔

وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ۔ ﴿النساء ۶۴﴾

پس ضروری ہو کہ ہر نبی اور رسول کی کچھ تعلیم ہو جس میں اس کی اطاعت کی جائے۔ ہند اس کے مطاع ہونے کے کیا معنی۔ اگر وہ تعلیم اس سے پہلے نبی کی تھی تو چونکہ یہ خود بھی مطاع ہے اس لیے وہ تعلیم اب اسی کی شکل ہوگی اور اس پر اس کا حکم نافذ ہوگا۔ اور اگر وہ تعلیم پہلے لکھا گئے تو پھر بھی مطاع وہ خود ہی ہوگا۔

بہر حال ہر پیغمبر کے لیے مطاع ہونا ضروری ہے اور ہر مطاع کے لیے صاحبِ تعلیم ہونا ضروری ہے۔ اور نبی کی ہر تعلیم اس کی شریعت کہلاتی ہے۔ پس ہر پیغمبر صاحبِ شریعت ہوتا ہے۔ صحتِ لغت کا اشارہ ہے۔

ولکل جعلنا منکھ شرعاً و منهاجاً۔ ﴿البقرہ ۱۸۵﴾

ترجمہ: اور تم میں سے ہر ایک کے لیے ہم نے خاص شریعت اور خاص طریقہ قرار دیا۔ شرع اور شریعت کا ایک ہی معنی ہے۔ ملامتِ ابرہہ لکھتے ہیں۔

والشرع والشریعی الطریقۃ الی الماد شہبہ بہ الذین لکونہ صولاً
الماہو سبب الحیۃ الابدیۃ کما ان الماد سبب الحیۃ الفانیۃ۔

لے جود ۲ صفحہ مطبوعہ مصر

ترجمہ: شریعت اور شریعت اصل میں پانی کے گھاٹ کہتے ہیں دین کو اس سے
 اس لیے تشبیہ دی کہ یہ اسی طرح حیاتِ ابدی کا سبب ہے جس طرح پانی
 اس حیاتِ ابدی کا سبب ہے۔
 اس ہیئت سے ثابت ہوا کہ ہر رسول کی مستقل شریعت ہوتی ہے خواہ شریعتِ مابتہ
 ہو، خواہ شریعتِ جدیدہ۔

قوله لكل جعلنا منكم شرعة ومنهاجا بيدل على انه يجب ان يكون
 كل رسول مستقلاً بشريعة خاصة^۱
 پس واضح ہوا کہ نبی اور صاحبِ شریعت ہم معنی الفاظ ہیں چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ
 صاحب محدث دہلوی فرماتے ہیں:-

ختم به النبيون اى لا يوجد من يلزمه الله سبحانه بالشرع على
 الناس^۲

ترجمہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نبیوں کا سلسلہ ختم کیا گیا، یعنی کوئی شخص ایسا
 نہ پایا جائے گا جسے اللہ تعالیٰ نے کسی شریعت کا حکم دے کر لوگوں پر مامور کرے
 جسے اللہ تعالیٰ کسی شریعت کا حکم دے کر لوگوں پر مامور کرے اسے ہی نبی کہتے ہیں۔
 چنانچہ حضرت شاہ صاحبؒ آکے باک ایک اور مقام پر اس مامور مجھے کی جملہ صرف نظر
 نبی استعمال فرماتے۔

۱۔ تفسیر کبیر المرام رازی جلد ۴ ص ۱۸۸ ۲۔ تفسیرات جلد ۱ ص ۱۸۸

۱۔ خواہ وہ شریعتِ مابتہ ہو یا خواہ شریعتِ جدیدہ، پس اگر کوئی نادرانِ تشریع سے مراد تشریعِ جدیدہ
 کے کرے معنی کرے کہ حضرت شاہ صاحبؒ کے نزدیک مرفوع صاحبِ شریعتِ جدیدہ نبی پیدا نہیں ہو
 سکتا اور صاحبِ شریعتِ مابتہ پیدا ہو سکتا ہے۔ قریہ ایک اس کی اپنی بات ہوگی۔ اسے شاہ صاحب
 کے ذمہ لگانا ایک بہیمانہ اداقرعہ ہے۔

وصلات خاتم هذه الدورة فلا تترك لا يمكن يوجد بعده بنی صلی اللہ
وسلامہ علیہ

ترجمہ۔ اصحاب اس سلسلہ انبیاء کے خاتم ہو گئے پس یہ ممکن ہی نہیں کہ آپ کے
بعد کوئی بنی پایا جاسکے۔

یہاں حضرت شاہ صاحب نے آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت علیؑ علیہ السلام تک
انبیاء کرام کے مختلف دور قائم کئے ہیں اور بنی انبیاء کو ان مختلف ادوار میں شامل کیا ہے۔ ان
میں تشریفی اور تشریفی یعنی شریعت مجددہ اور شریعت سابقہ دالے سب پیغمبر شامل ہیں اس
تقسیم کو شاہ صاحب انہوی در کے انہوی پیغمبر حضور خاتم النبیین علیؑ علیہ السلام کے ذکر پر اس
جہالت میں غم کرتے ہیں جس سے پتہ چلتا ہے کہ حضور اللہ علیہ السلام ہر قسم کے نبیوں کے
جمع ادوار نبوت کے خاتم ہیں۔

علامہ انریس دیکھتے حضرت شاہ صاحب نے جس بات کو قنہیات کی گد مشہور بات
میں منہ بانسہ اللہ بالتشریع کے الفاظ میں بیان کیا تھا اس کو یہاں خود لفظ نبی سے بیان
فرما رہے ہیں اس بات سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت شاہ صاحب کے ہاں صاحب تشریع مشہور
نبی کے الفاظ سب ہم معنی ہیں اور شاہ صاحب کے نزدیک ہر نبی تشریفی ہے خواہ اس کی شریعت
وہی ہو جو اس سے پہلے موجود تھی۔

خبر کیجئے کہ حضرت شاہ صاحب نے کس لطیف انداز میں بنی اور صاحب شریعت کو ہم معنی
تقریباً اور کس واضح انداز میں تشریح کی کہ حضور کے بعد کس نبی کا پیدا ہونا محال ہے خواہ وہ
صاحب شریعت سابقہ ہو اور خواہ صاحب شریعت مجددہ۔ ہاں آپ نے یہ ضرور فرمایا کہ آپ
کے بعد ولایت کا دروازہ کھلا ہے کیونکہ آپ باب نبوت کے خاتم ہیں اور باب نبوت کے
خاتم ہیں۔

⑤ حضرت پیغامبر افضل المائین و الفاتحین و فاتح النبوت و فاتح الولاہ
 علیہ السلام و آلہ و سلم پیدا شدند و آنحضرت کے ان اشراف قیامت اندو
 آنحضرت باقیامت مثل سبابہ و دوسلی باہم پرستہ اند بعد آنحضرت علی علیہ
 علیہ السلام و سلم ہر فاتح و فاتحہ کہ بہت حد باب ولایت است بلہ
 ترجمہ۔ چنانچہ نبی کریم علیہ السلام افضل المائین کہ نبوت کو ختم کرنے
 والے ہیں اور افضل الفاتحین کہ ولایت کا مدوانہ کھولنے میں پیدا ہوئے
 آپ ولایات قیامت میں سے ہیں۔ اور حضرت قیامت کے ساتھ پہلی دو انجیروں
 کی طرح متصل ہیں (یعنی آپ کے بعد کسی اور نبی کا دور نہیں بلکہ دوسری قیامت
 ہے) آپ کے بعد جو فاتح اور فاتحہ بھی ہو گا ولایت کے باب میں ہو گا۔
 (یعنی باب نبوت مطلقاً بند ہے خواہ شریعت سابقہ کے ساتھ ہو اور خواہ
 شریعت جدیدہ کے ساتھ)۔

⑥ واعلم ان الدجالۃ دون الدجال الکعب کثیرہ و عجمہم امر واحد
 و هو انعمریہ کون اسم اللہ ویدعون انهم یدعون الناس
 فتمنعون ویدعی النبوۃ۔

ترجمہ۔ در جان ملک و جال کبیر کے سوا اور بھی بہت سے دجال ہیں جن سب
 میں ایک امر مشترک ہے وہ یہ کہ وہ خدا کا نام لیتے ہیں اور دعوت دیتے ہیں
 کہ ہم مخلوق کو اللہ کی طرف مبعوث ہیں۔ پس انہی دجالوں میں سے جو حضرت
 کے بعد، جنت کا دعویٰ کریں۔

④ حضرت شاہ صاحب اس ضمن میں کہ قطعیات میں تاویل کرنے والا ذنبی ہے۔ ایک

مثال یہ دیتے ہیں۔

لے تفسیر خلاصہ ۱۷۱ صفحہ ۲۷۱

اقوال من النبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ولكن معفو هذا
احکام انه لا يجوز ان يسمى بعده احد بالنبي واما معنى النبوت
وهو كون الانسان مبعوثاً من الله تعالى لمب الحلق مفترض
الطاعة معصوماً من الذلوع ومن البقاء على الخطاء فيلزم
فهم موجود في الامة بعد ذلك هو الزنديق قد افترق جماهير
المتأخرين من المخيفة والناخية على قتل من يجرى هذه المعجزة
تجرباً ياد شخص جو یہ کہ جسک نبی کریم صلی اللہ وسلم خاتم الانبیاء میں لیکن اس کا مطلب
صوف یہ ہے کہ آپ کے بعد کسی کو نبی کا نام نہیں دیا جائے گا یہ نہیں ہے کہ
خدا کا کوئی منتر عن الطاعت اور معصوم فرستادہ نہیں گئے گا تو یہ شخص
بلاشبہ زندقہ ہے اور ایسے شخص کے ہارے میں جہور و تاوین حقیقہ
شافیہ کا متفقہ فیصلہ ہے کہ اسے قتل کر دیا جائے۔

ناظرین کرام: مقام خود ہے کہ جس مقدس ہستی کا عقیدہ ختم نبوت آنا مضبوط اور طبع
ہو کہ غیر تشریحی یا نقلی بدوزی بنی تو درکنار "بغیر نبی کا نام لینے کے کسی کو معصوم اور منقرض ہونا
سمجھ لینا بھی عقیدہ ختم نبوت کا انکار ہو اسے آیت خاتم النبیین کا محض قرار دے کر اس بات
کا قائل ظاہر کرنا کہ اس کے نزدیک غیر تشریحی نبی آسکا ہے۔ مگر اصل ماضیات کا خون کرنا اور
ماقبلت کی رسوائی اور بدعتی حمل لینا نہیں تو اور کیلئے اعادنا للہ من التحریفات
ضروریات الدین۔

شاہ صاحب تو قرآن پاک کے فدیسی ترجمے میں آیہ خاتم النبیین کا ترجمہ ہی اس عبارت
میں لکھتے ہیں۔

مہر پیغمبران است یعنی از مسیح پیغمبر باشد۔

لے السوی عربی شرح مطا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی جلد ۱ ص ۱۸۸

حضرت شاہ صاحب کے بیٹے کی شہادت

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے حضرت شاہ رفیع الدین صاحب دہلوی نے برس الی قیامت ۱۰۸۰
میں لکھے ہیں :-

کلمات میں سب سے بہتر کمال جو نعمت اللہ رسالت ہے وہ دنیا سے منقطع ہوا اللہ
آپ کی عظمت و عظمت و اہانت کی وجہ سے آسمانی مہی اللہ خبر کا سلسلہ دنیا سے
موقوف ہوا ہے

پس لو کہ موقوف ہوا؛ آپ کی وفات پر اس عبادت میں نعمت و نعمت کو نعمت و رسالت
کے نعمت سے نہیں انکسار و نعمت سے تعبیر فرمایا ہے اللہ اس کے ساتھ اس بات کی بھی تصریح کی ہے کہ نعمت و
سے صرف آسمانی احکام ملنے بند نہیں ہونے آسمانی قبول کا ملا بھی اب موقوف ہو چکا ہے نعمت کا
منہزم یہ ہے کہ اب نہ آسمان سے کوئی نئے احکام آئیں گے اور نہ کسی کو قطعی صورت میں آسمان سے
خبریں ملیں گی۔ وہی احکام اللہ ہی اختیار و نزل سے ملے آپ پر بند ہونے ہیں۔
خود فرمائیے حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ دہلوی نے ہاں لگ کر نعمت و نعمت کے بعد وہی اختیار و نعمت
جز قشری، جاری ہوتی کہ آپ کے بیٹے کیا کھل کر یہ بات کہہ سکتے تھے کہ نعمت و نعمت کے بعد اب اختیار
اللہ ہی کسی قطعی صورت میں نہیں آتے تھے۔

حضرت شاہ صاحب کے پوتے کی شہادت

اب آئیے حضرت شاہ صاحب کے پوتے شاہ اسماعیل شہید کی بھی شہادت سنیں کہ اس خاندان
میں میں عقیدہ نعمت و نعمت اپنے کس منہزم میں سمجھا اور سمجھایا جاتا رہا ہے۔
صاف نہ لگ رہے ہیں جن سے خدام کام ہوتا ہو مگر وہ بھی نہیں ہوتے حضرت عمرؓ اس

امت کے محدث تھے۔ پیچہ دوم میں محدث ایک طرح کے رسول سمجھے جاتے تھے اور یہ رسالت کا ایک مختلف پیرایہ تھا۔ لیکن کریم کی اس آیت میں اسی طرح کے رسول کا بیان ہے :

اِذْ ارْسَلْنَا الْيَهُودَ اَشْيَٰخَیْنَ فَلَکَذِبُوْا مَا فَتَرْنَا بِاَلٰیثٍ فَعَالٰۤی اَنَا الْمُبْدِیْ
موسلون۔ (پہلے نبین، ص ۱۲ آیت ۳۴)

حضرت ابن عباسؓ سے اس آیت کی ایک قرأت اس طرح بھی منقول ہے ۔
وما ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبی ولا محدث۔ (پہلے، ص ۵۲)

ترجمہ۔ اے ہم نے آپ سے پہلے کوئی رسول، نبی اور محدث ایسا نہیں بھیجا کہ
غیب کیجئے محدث میں اگر کسی پر یہ کہی رسالت برکتی ہے تو وہ اخبار غیبیہ اور مکالمہ الہیہ کے
برائے کس قسم کی ہرگز! وہی احکام تو ہونے سے ہی۔ آپؐ محدثیت کو وہی غیر تشریفی کہیں
تاجم سوال یہ ہے کہ کیا اس امت میں محدثیت کے پرانے رسالت باقی ہے یا سلسلہ نبی نبوت و
رسالت کے ساتھ حضورؐ کی ذات گرامی پر ختم ہو چکا ہے
حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ کہتے ہیں :-

فالتفاوت بین الانبیاء والمحدثین کالتفاوت بین الرسل وغيرہم من
الانبیاء و بین اولی العزم وغيرہم من الرسل و بین خاتم الانبیاء و خاتم
من اولی العزم و لذلک قد ینسب الی سائر الملح المحدثین ایضاً کاترأ
ابن عباس و ما ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبی ولا محدث۔

ترجمہ۔ انبیاء اور محدثین میں اس طرح کا فرق ہے جس طرح کافروں اور رسولوں اور انبیاء
میں ہے یا جیسا اور اولی العزم رسول اور وہ سرے رسولوں میں ہے یا جیسا حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم اور وہ سرے اولی العزم رسولوں میں ہے۔ اسی طرح یہ کہیں
رسالت محمدؐ میں کی طرف بھی نسبت کی جاتی ہے جیسا کہ حضرت ابن عباسؓ کی قرأت

لے جعافت ص ۳۳۳ مولا حضرت شاہ شہیدؒ

میں رسول اللہ نبی کے ساتھ ملاحدث کے الفاظ بھی ہیں۔

اس عبارت کا آخری حصہ ولذلك قد ينسب له الى المتحدثين ايضا اسے قلدیاتی
 پہنچنے حق میں پیش کرتے ہیں اور وہ نہیں جانتے کہ حیات شاہ صاحب نے کبھی یہ نہ پہنچے
 لوگوں کے سامنے میں ہے۔ اس امت میں کوئی محدث رسول نہیں کہہ سکتا۔ اب اگر کسی ضیعی
 خبریں پالنے والے کو رسول کہہ دیا تو یہ امت کے عقیدہ مہتمم جنت سے ایک کھلا تعارض ہوگا اور ایسی
 صورت میں ہو سکتا ہے کہ آیت خاتم النبیین پر عزت کا دروازہ بند کرتی ہر خواہ وحی احکام بریادتی
 احکام طیبہ اور مکالمہ الہیہ۔ حق یہ ہے کہ ہر طرح کی عزت و رسالت آپ پر ختم ہو چکی ہے
 شاہ اسماعیل شہید اور پر دلی عبارت کے صرف اس سطر بعد یہ وضاحت کرتے ہیں۔

ولما ختمت اللغۃ بتمام الانبیاء لم یجد منسبہ الی سالا الی احد من المتحدثین
 بعده صلی اللہ علیہ وسلم مثلاً یعارض هذه القول کو نہ خاتماً تعارضاً
 فی بلوغ الرأی وذلك قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن المحدثین لقوله
 لکان بعدی نبیا لکان حقاً

ترجمہ جب محمد خاتم انبیاء پر عزت ختم ہو چکی تو اب کسی محدث کی طرف رسالت
 کا منسوب کرنا جائز نہ ٹھہرے گا۔ تاکہ اس طرح کرنے اور ضرور کو خاتم النبیین کہنے
 میں ظاہر بھی کوئی تعارض واقع نہ ہو۔ اور اسی لیے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے
 اس امت کے محدث سے ان الفاظ سے عزت کی نفی کی کہ اگر میرے بعد کوئی نبی
 ہوتا تو وہ عمر نہ ہوتا۔

اس سے معلوم ہو کہ محدثیت پر اب نہت اور رسالت کا فطرہ بڑا نہیں جاسکتا۔ عزت اور
 رسالت محدثیت کے معنی میں بھی لی جائے تو یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہے۔

حضرت شاہ رحمہ اللہ محدث و جرحی کے خلاصہ علمی پر ختم ہوتے ہوئے ہمیشہ سی مٹھی پر

۱۴۸۰ھ

سجاء اہم سجاء یا گیا ہے کہ محمد فاطم النبیین پر غیر شرعی نبوت گروہ محدثیت کے پیرو ہیں برہم میں
صرف اخبار جیہ کھلتی ہیں اہم محدث مکالمہ لپیہ سے سرفراز (جرتا ہے) یہ سلسلہ بھی بند ہے۔ اب
آپ کے مدد آپ کی امت میں نہ کوئی شرعی بنی پیدا ہو گا نہ غیر شرعی۔ نبوت ہر پر ایمیں آپ پر قائم
ہو چکی ہے

اس پر منکر کے ساتھ یہ بات آپ کے علم میں آئے کہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی
نے لا بنی جہدی کے سنی لا مطر جہدی کیے ہیں کہ اس سے ہر خرافات پنہ بھی جگے جگہ کہ آپ کے بعد
کوئی ایسا شخص بعوث نہ ہو گا جس کی کوئی قانونی حیثیت ہو اہم شریعت کی مدد سے اسے ماننا ضروری ہو
یہاں تک کہ اسے نہ ملنے والا بھی سجاء جائے۔

حضرت طاعلی قاری کا عقیدہ

دعوی النبوۃ بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم کفر بکفر بلاجماع بلہ
ترجمہ: حضرت اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا اجماع کے
ساتھ کفر ہے۔

① ظاہر ہے کہ یہ اجماع مسند کذاب کے بارے میں حنوت صدیق کبیر کے
عہدِ نبوت میں منعقد ہوا تھا۔ مگر کذاب نے مستقل نبوت کا
دعویٰ نہیں کیا تھا۔ نمازیں بھی پڑھا تھا اور اپنی افغان میں صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت
کا بار بار اعلان بھی کرتا تھا۔

پس ثابت ہوا کہ جس دعویٰ نبوت کو طاعلی قاری کفر قرار دے رہے ہیں اس سے
مراد غیر تشریفی نبوت کا دعویٰ ہے کہ اجماع اسی بات پر ہوا تھا۔
② طاعلی قاری کی اس ہجرت کا سیاق یہی ہے کہ حضرت ابوسعید بن احمد کو ایک دفعہ کذا
اور بصیر میں بیک وقت دیکھا گیا۔ اس پر ابن مقاتل نے کہا کہ جو اس کے جائز ہونے کا یقین
کرے وہ کافر ہو جائے گا۔ کیونکہ یہ معجزات میں سے ہے کہ اہل بیت میں سے نہیں اس کے
بارے میں طاعلی قاری فضول جمادی اور فضول استروشی سے نقل کرتے ہیں کہ کرامات میں ہے
معجزات میں نہیں کہ معجزے میں دوسرے کے مقابلے میں غلبہ پانے کا دعویٰ ہوتا ہے۔ جو
یہاں نہیں پس یہ کفر نہ ہو گا اس کے بعد طاعلی قاری لکھتے ہیں۔

واقول التعدی خیر دعوی النبوۃ ودعوی النبوۃ بعد نبینا صلی اللہ
علیہ وسلم کفر بلاجماع۔

ترجمہ: میں کہتا ہوں کہ فرق ولادت امور میں دوسرے پر غلبہ کا دعویٰ نبوت

لہ طعنات شرح فقہ اکبر ص ۲۲۰ تالیف علامہ عبدالمصطفیٰ

کے دعویٰ کی ایک شاخ ہے اور جملے بنی علی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا
ہر دعویٰ اجماع کے ساتھ کفر ہے۔

اسیہ تو ظاہر ہے کہ فرق عادت احمد میں دوسرے پر غلبے کا دعویٰ جس طرح تشریحی
نبوت میں ہوتا ہے اسی طرح غیر تشریحی نبوت میں بھی ہوتا ہے اور اسی دعویٰ نبوت کو ظالمی
قلدی "کفر قلدے" دے رہے ہیں۔ پس ثابت ہوا کہ ظالمی قلدی کے نزدیک حضرت کے بعد ہر دعویٰ
نبوت خواہ تشریحی ہو خواہ غیر تشریحی کفر ہے۔

ان واضح تصریحات کی موجودگی میں کسی بدبخت کا یہ انکار کہ ظالمی قلدی غیر تشریحی نبوت
کہ جہادی سمجھتے ہیں کس قدر دیانت اور اضاف کا ظن ہے۔ بات اصل میں یہ ہے کہ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت دہلی کو وہ اُسر لازم ہیں۔

① کوئی نیا نبی پیدا نہ ہو۔ یعنی آپ کے بعد کسی کو نبوت نہ ملے۔

② پہلے نبیل سے مگر کوئی تہا نہ تروہ جب کی شریعت کا تابع اور امتی ہو کر رہے۔
ہر اقل کے اس من میں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد مدیث - لاجبی بعدی -
کے مخالف نہیں۔ ظالمی قلدی "کہتے ہیں۔

فالمعنی انه لا یحدث بعده نبی لانہ خاتم النبیین السابقین

ترجمہ: پس معنی یہی ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔ کیونکہ آپ پہلے
غیروں کے انہو معنی خاتم النبیین ہیں۔

اور اس ثانی کے متعلق حضرت خضرؑ اور حضرت عیسیٰؑ جیسے غیروں کی آمد کے بارے میں
کہتے ہیں۔

فلایا قاض قولہ خاتم النبیین اذ المعنی انه لا یلاقى نبی بعده ینقض حلقہ
ولم یکن من امنہ وبقیہ حدیث لو کان من علی السلام حیالاً لوسعہ ولا یتبانی

۱۰ مرقات جلد ۵ ص ۳۵۵ کے موضوعات کبیرہ

ترجمہ ہیں یہ امریت خاتم النبیین کے مساوی نہیں۔ کیونکہ اس امرامینی اگر حضرت خزانہ حضرت مسیح علیہ السلام صیبا کوئی پہون بنی آجلانے گا، کا معنی یہ ہے کہ حضرت کے بعد کسی ایسے پچھلے بنی کی آمد نہیں ہو سکتی جو آپ کی امت کو منہوع کرے اور آپ کی امت میں سے ہو کر نہ رہے۔

قادی قاری یہاں یہ سمجھا رہے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ حضرت مٹریا حضرت علیؑ یا حضرت کے بیٹے حضرت ابراہیم جیسے کسی اور بزرگ کو بنی بنانا تو اسے بھی حضرت مینٹی اور حضرت خضرؑ کی طرح تابعدار ختم نبوت سے پہلے بنی بنانا۔ کیونکہ آپ کے بعد کوئی بنی پیدا نہیں ہو سکتا۔ اور اس فرض صحت میں یہ فرض ہی نہیں کہ ان بزرگوں کے تشخبات بھی وہی ہوں جو بھتے مینی حضرت ابراہیم حضرت کے بیٹے بھی ہوں اور پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کے بنی ہوں بنا بر فرض نبوت حضرت ابراہیم کا یہ شخص لازم نہیں مینی ان کے فرزند رسول ہونے سے صرف نظر کر کے ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر ادب العزت انہیں یا حضرت محمدؐ کو بنی بناتے تو یہ بزرگ مینٹی علیہ پر حضرت مینی حضرت خزانہ حضرت الیاس کی طرح حضرت سے پہلے کے بنی ہوتے اور حضرت کے بعد تک موجود رہنے کی صورت میں حضرت کے تابع شریعت ہو کر رہتے اور اس طرح کا اگر کوئی پچھلا بنی آجلانے تو اس کا انما خاتم النبیین کے خلاف نہیں ہوگا۔ البتہ اس کے لیے یہ ضروری ہوگا کہ وہ آپ کی شریعت کے ماتحت رہے اور اس کی اپنی شریعت نافذ نہ ہو جیسے ایک صوبے کا گورنر دوسرے گورنر کے صوبے میں چلا جائے تو وہ گورنر وہاں بھی ہوگا لیکن اس کی حکومت وہاں نافذ نہ ہوگی۔

حضرت قادی قاری نے اس خیال سے کہ نہ لایا قی بنی بعد کے معنی وہ پچھلے نہیں کی آمد ہی کے لیے جاتیں پہلے حضرت مینی حضرت خزانہ حضرت الیاس علیہ السلام کے نام ذکر فرمادیتے ہیں اور انہیں امتیاز حضرت مینے کا ذکر کر دیا ہے اور وہ بھی فرضی اور تقدیری طور پر کیونکہ یہ سب حضرت حضرت سے پہلے کے بنی ہیں۔ اس مثال سے واضح ہو گیا کہ حضرت مسیح

علیہ السلام کی آمد آیت خاتم النبیین کے خلاف نہیں کیونکہ ختم نبوت کا مطلب یہی ہے کہ آپ کے بعد کوئی نئی پیدائش نہیں ہوگی۔

یقین کیجئے کہ ۱۰۰ ملی قادی کی ایسی شریعات نازل مسیح کے پیش نظر میں جنہیں مرزائی حضرات اپنے خود ساختہ معانی پر محمول کرنے کی ناکام کوشش کر رہے ہیں۔ بعض لوگوں نے اس امر ثانی کو اہمیت خاتم النبیین کے خلاف سمجھ کر یہ تاویل کر دی کہ حضرت عیسیٰ بعد از نزل نبی نہیں ہوں گے۔ اور وہ اس بات کو نہ سمجھے کہ ان کا بنی ہونا اور بات ہے اور ان کی نبوت کا نافذ ہونا اور بات ہے۔ پس اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام بعد نزل نبی تو ہوں لیکن یمن کی نبوت نافذ نہ ہو تو یہ منہزم آیت خاتم النبیین کے خلاف نہیں۔ چنانچہ قادی قادی دیکھتے ہیں۔

اقول لا منافاة بین ان یکون نبیا ویکون متابعاً نبیا صلی اللہ علیہ وسلم فی بیان احکام شریعتہ واثقان طریقہ ولوباہوی الیہ کما یشیر الیہ قولہ صلی اللہ علیہ وسلم لو کان مونی حیالما وسمعہ الا بتابی اعی مع وصف النبوۃ والاسالۃ والافعال سلبھا لا ینید زیادۃ للذیۃ فاللعفی لہ لا یجد ثبوت ہمدہ بنی لانہ خاتم النبیین السابقین

حضرت کا ارشاد گرامی ہے کہ اگر موسیٰ علیہ السلام بھی (زمین پر) زندہ ہوتے تو انہیں بھی میری اتباع کے سوا چارہ نہ تھا یعنی وہ نبوت اور رسالت سے محروم ہونے کے باوجود میری اطاعت کرتے۔ کیونکہ نبوت اور رسالت کے بغیر موسیٰ کے مطیع ہونے سے حضور تاجدار ختم نبوت کے مطاع ہونے میں کسی خفیت کا اظہار نہیں ہوتا۔ حالانکہ یہ مقام حد ہے پس واضح ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی پر ان کا بنی ہونا آیت ”خاتم النبیین“ اور حدیث ”لا نبی بعدی“ کے خلاف نہیں کیونکہ ان دونوں کا صحیح مطلب جو سننے سمجھانے سے یہی ہے کہ آپ کے

بعد کوئی بنی پیدا نہیں ہوگا۔

علامہ قادیانیؒ تو یہ سمجھا رہے تھے کہ کسی پچھلے بنی کا امتی بنی بن کر انامہ ختم نبوت کے خلاف نہیں ہے۔ لیکن مرزائی حضرات اسے اس تحریف کے ساتھ پیش کر رہے ہیں کہ حضرت علامہ قادیانیؒ کے بعد کسی غیر شرعی بنی کے پیدا ہونے کے عقیدہ ختم نبوت کے خلاف نہیں سمجھتے۔ مولانا محمد مہناظرؒ، یاد رکھیے حضور تاجدار ختم نبوت کے بعد کسی نئے بنی کے پیدا ہونے کو ممکن سمجھنا خواہ غیر شرعی ہی کیوں نہ ہو کفر، ارتداد اور زندقہ والی بات ہے۔ علامہ قادیانیؒ ایک دوسرے تمام اہل کذب و تبیس کے سلسلہ میں لکھتے ہیں:-

(۴) وقد يكون في هؤلاء من يصدق القتل كما يدعي النبوة بمثل هذه

الحدیثیات او یطلب تنفیذ من الشریعة ونحو ذلك۔

ترجمہ۔ اہل کجی ان میں وہ لوگ بھی ہوتے ہیں جو واجب قتل ہوں جیسے وہ

شخص جو دعویٰ نبوت کرے اس طرح کی نفیات کے ساتھ یا شریعت کی کسی

شے کے بدلنے کے ساتھ۔

پیش نظر ہے کہ مطلق نفیات کا ارتکاب ہرگز قتل کی دہ میں نہیں آتا، اگرچہ یہ بھی بہت

بڑا گناہ ہے۔ لیکن یہاں جو علامہ قادیانیؒ نے باوجود عدم تغیر شریعت قتل کا مرتکب دیا ہے وہ

مطلق ارتکاب نفیات پر نہیں، بلکہ اس کی اصل بنا دھوئے نبوت ہے۔

پس واضح ہوا کہ حضرت علامہ قادیانیؒ کے نزدیک وہ دھوئے نبوت بھی موجب قتل ہے جس

میں شریعت نہ بدلی جائے صرف نفیات ہی ہوں اور وہ بھی موجب قتل ہے جس میں شریعت

کے احکام تبدیل کیے جائیں۔ پھر شامل تنفیذ کی شہود میں لکھتے ہیں:-

لما ختمہم ای جلد آخرهم فلا یبعدہ ای لا یقرباد احد بعدہ فلا ینا

فی نزول عینی علیہ السلام متابعا لشریعتہ مستقدا لمن القرآن والسنة۔

۱۔ معانی شہود فقہ اکبر ص ۱۸۳ ۲۔ مجمع الرسائل شرح شمائل جلد ۱ ص ۴۳

ترجمہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ انبیاء کو ختم کیا اور سب سے انہوں میں
تشریف لائے پس آپ کے بعد اور نبی نہیں آئے گا۔ اس کا معنی یہ ہے کہ آپ کے
بعد کسی کو نبوت نہیں دی جائے گی۔ پس یہ حدیث حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول
کے منافی نہیں جو آپ کی شریعت کے تابع ہو کر اور قرآن و سنت سے عقیدہ
ہونے کی صورت میں نزول فرمائیں گے۔

اس عبارت سے واضح ہوا کہ حضرت خا علی قادریؒ جب یہ کہتے ہیں کہ تابع شریعت ہوا
کسی نبی کا آنا آیت خاتم النبیین اور مدیث لا نبی بعدی کے ہرگز خلاف نہیں۔ اس سے مراد
یہی ہوتی ہے کہ کسی پیغمبر نبی کا آنا جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس واسطے نہ ذمہ تشریف
لائے سے پیغمبر کی نبوت ملی ہوئی ہے۔ اسوی عقیدہ ختم نبوت کے ہرگز خلاف نہیں۔ کیونکہ اسلامی
عقیدہ ختم نبوت یہ ہے کہ حضرت کے بعد کسی کو نبوت دی نہیں جائے گی جیسے کہ لا یتبادا احد
بعده کے الفاظ اس پر مطلق ہیں۔

پس اگر تابع شریعت محمدؐ ہو کر کسی نئے نبی کے پیدا ہونے کو خا علی قادریؒ جواز سمجھتے
تو وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کو حدیث لا نبی بعدی کے ساتھ اس طرح تطبیق نہ دیتے
پھر اسی شوع شامل میں ایک دوسرے مقام پر لکھتے ہیں :-

واضافة الى النبوة لانه ختم به بيت النبوة حتى لا يدخل بعده احد .

پھر شروع شفا میں خا علی قادریؒ ارشاد فرما لکھے ہیں :-

⑦ وان خاتم النبيين لا يتجدد ويحكم بشرقيته وبعثي الى قبلته ويحكم

من جملة امته۔ یعنی حضور خاتم النبیین ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہو
گا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے بعد کسی کو نبوت نہیں دی جائے گی پس
یہ حضرت عیسیٰ کی آمد کے مخالف نہیں۔ کیونکہ آپ کو نبوت حضورؐ سے ہے پیغمبر

لی ہوئی ہے اور وہ آپ کے بعد نازل ہوں گے۔ آپ کی شریعت کے مطابق حکم کریں گے۔ آپ کے قبضہ کی طرف زرع کر کے غار پڑھیں گے اور آپ کی امت میں شمار ہوں گے۔
اور انہیں کہتے ہیں۔

امت کا اجماع ہے کہ اس کام کو ظہر پر مکمل کیا جائے اور یقین کیا جائے کہ بغیر کسی تاویل اور تخصیص کے اس کا ظہر منہم ہی شریعت کا مقصد ہے اور جو فرقے اس کے منکر ہیں ان کے کفر میں کوئی شک نہیں ہے۔
⑥ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کی شروع میں کہ (ختمی التبتین) مجھ پر نبیوں کا سلسلہ ختم کیا گیا، حجت غالی تھائی اور شاہ فراتے ہیں۔

(ختمی التبتین) ای وجوہم فلا یحدث بعدی نبی ولا شکل
بغفل حبیبی علیہ السلام وترویج دین نبینا صلی اللہ علیہ وسلم علی
اہل النظم وکفی بہ شہیداً و شفاً۔

⑧ قال السیوطی ای الوجہ منقطع بجوفی ولا یبقی ما یعلوم منہ مما سیکون
الا السیوطی۔

یعنی حدیث کا مطلب بقول سیوطی یہ ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ میری وفات پر وہی منتطیع ہو جائے گی اور آئندہ واقعات کے جانا اجماع کی صورت میں سوائے
مدیانے معاملہ کے اور کوئی باقی نہ رہے گا۔

معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور مدیانے معاملہ کے باہر نقلی برہمنی انکسائی یا غیر شرعی کسی قسم کی کوئی نبوت اور نبوت کی طرح کا کوئی منصب باقی نہیں۔ مگر جتنا تو یہاں مذکور
ہوتا کہ یہ اس کا موقع بیان تھا۔

لے شرح شفا جلد ہم ۱۵۷ لے ایضاً لے ۱۵۷ لے ۱۵۷ لے ایضاً ۱۵۷ لے ایضاً جلد ۱۵۷

حضرت مجدد الفِ ثانیؒ کا عقیدہ ختم نبوت

امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ سرہندی کا عقیدہ ختم نبوت

حضرت امام ربانی اپنے مکتوبات میں یہ تحقیق بیان فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے کالمین کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلمات سے صرفاً ہے اور یہ حضرت کالمین کلمات ولایت کے ساتھ ساتھ کلمات نبوت سے بھی فیضیاب ہوتے ہیں۔ حضرت امام ربانی کے ہیں یہ کلمات نبوت حضرت صدیق اکبرؓ اور حضرت فاروق اعظمؓ کو بھی بدرجہ اتم حاصل ہوئے اور مقام محمدیؐ کی کامل تقبی بطور وراثت اعلیٰ متابعین ان کالمین امت پر انہی بن کالمین امت نے اس کمال پروری فروخت کر دیا جو حیات ربانی اور مودہیت پر دانی سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جمیع کلمات کو اپنے اندر اس طرح جذب کیا کہ اصل وظل اور اصالت و تبعیت کے سوا کوئی فرق محسوس باقی نہ رہا۔ جس جہد و محنت میں سے کسی نے نہ کسی غلیٰ نبوت کا دعوئے کیا۔ اور نہ بطور انعکاس کوئی نبی اور رسول ہوا۔ کلمات نبوت سے یہود و ہونے اور مقام محمدیؐ کی کامل تقبی کے باوجود یہ حضرت ہرگز برگزینی یا رسول نہ ہوئے۔ کیونکہ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت براہقار سے ختم ہو چکی تھی۔

حضرت امام ربانی اپنے مکتوبات میں کئی مقامات پر کالمین امت کے لیے ان کلمات نبوت کا حصول ملنے میں اور ان کے کامل صدق کے طور پر بار بار حضرت صدیق اکبرؓ اور حضرت فاروق اعظمؓ کا نام پیش کرتے ہیں۔ حضرت امام ربانی کے ان کلمات نبوت کے حصول کو نبوت کا حصول ہرگز لازم نہیں کیونکہ حضرت صدیق اکبرؓ اور حضرت فاروق اعظمؓ بالاتفاق بنی و رسول نہ تھے ان حضرات کی امت کے لیے کلمات نبوت کا ثبوت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے ہرگز منافی نہیں۔ کلمات نبوت اور لازم نبوت میں جوہری فرق ہے جو بات ختم نبوت سے متصادم ہے وہ منصب نبوت کا حصول ہے۔ کیونکہ حضور خاتم النبیین کے بعد کسی نبی اور رسول کا پیدا ہونا شرعاً محال ہے۔

قادیانی مخالطہ

قادیانی حضرات مسلمانوں کو مخالطہ دینے کے لیے حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کا مذکورہ بالا نظریہ وہاں سے نقل کرتے ہیں جہاں کسی کی پوری تفصیل موجود نہیں ہے۔ اس کے ساتھ ان کلماتِ جوت کا حصول حضرت صدیق اکبرؓ بعد حضرت فاطمہؓ کے لیے مذکور ہے۔ قادیانی حضرات اس مختصر اور مجمل عبارت سے یہ نتیجہ پیدا کرنا چاہتے ہیں کہ کلماتِ نبوت کے حصول سے نبوت ملنے کی گنجائش ممکن آئے۔ حالانکہ حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کا نام لے کر اپنی نزہت کو دوسرے کئی مقامات پر واضح کر چکے ہیں۔ اب ہم پہلے حضرت امام ربانی کی وہ مختصر عبارت نقل کرتے ہیں جسے مرزائی حضرات اپنی تائید کے لیے پیش کرتے ہیں اور اس کے بعد اسی مضمون کی مضامین حضرت امام ربانی کی دوسری عبارت نقل سے پیش کریں گے۔ ہم اپنے قارئین سے درخواست کرتے ہیں کہ حضرت امام ربانی کی اصل مواد پر مطلع ہو کر بہر قادیانی متبعین کے علم و دیانت کی داد دیں۔

قادیانیوں کی ہیش کردہ عبارت

حضرت شیخ سرہندیؒ اور شاہ فریدؒ ہیں۔

حاصل کلماتِ نبوت مترابعدان و بطریقِ تعین وراثت بعد از نبوت خاتمِ ازل علیہ

صلیٰ علیہ وسلم و اربعہ اہل بیت و اربعہ اہل بیت و اربعہ اہل بیت و اربعہ اہل بیت

الصلوة والسلام فلا تکن من الملعونینؑ

یعنی ۴ حضرت صلیٰ اللہ علیہ وسلم کے تابعداروں کے لیے کلماتِ نبوت کا حصول انحضرت

صلیٰ اللہ علیہ وسلم کے خاتمت کے منافی نہیں ۹ اس ارشاد کا صاف مطلب یہ ہے کہ کلماتِ

۱۔ مکتوبات جلد ۱۰ ص ۱۰۰ مکتبہ مطبعہ لدیٰ کشور

جوت جیسے مشرت، دیائے عالمہ سمت من، کسوت اور اقتاد و جبر مان کلمات نبوت کا حصول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے خلاف نہیں۔ یہ مقام نبوت کے محض اجزاء اور کھس و لال ہیں اور ان کلمات نبوت سے اصل نبوت کا حصول لازم نہیں آتا یہ کلمات نبوت تو باقی ہیں لیکن مقام نبوت ٹولہ تشریفی ہو یا غیر تشریفی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات متدہ ہر مضامین سے ختم ہو چکا ہے۔ انبیاء کرام کو یہ کلمات نبوت بے توسط ملتے ہیں۔ یہاں شائبہ تخلیق نہیں اور غیر انبیاء کو یہ کلمات انبیاء کے کمال متابعت اور مطابقت کے توسط سے حاصل ہوتے ہیں میرا کہ صاحب کلام کو یہ کلمات نبوت حاصل ہونے ہیں ہر وہ نبی اور رسول ہرگز نہ تھے۔

قادیانی مبلغین حضرت عمام ربانی کی مذکورہ بالا عبادت کے پیش کرنے میں دو قریب کہتے ہیں مدیہی وجہ ہے کہ وہ حضرت کے پندے مکتوب گرامی کو کبھی پیش نہیں کرتے

① قادیانی علماء حضرت امام ربانی کی یہ کلمات نبوت کی اس بحث میں یہ ظاہر ہونے نہیں دیتے کہ ان کی ہاں حصول کلمات نبوت کا یہ مقام حضرت صاحب کرام کو حاصل تھا کیونکہ یہ حضرت قدسیر بالاتفاق چہرہ نہ تھے۔ پس ان کے ذکر سے قادیانی مغالطے کو کوئی راہ نہ ملتی تھی کہ کلمات نبوت کے حصول سے انسان مقام نبوت پر بھی فائز ہو جاتا ہے۔

② حضرت امام ربانی مجدد ملت ثانی کے ہاں یہ وصول کلمات نبوت کا یہ مقام خود ان کی اپنی ذات گرامی کو بھی حاصل تھا۔ حالانکہ وہ خود پیغمبر اور رسول ہرگز نہ تھے۔ پس اس ذکر سے بھی یہ قادیانی مغالطہ بالکل بے نقاب ہو جاتا تھا کہ انسان کلمات نبوت کے حصول سے مقام نبوت بھی پالیک ہے۔ (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ)

حضرت امام ربانی کا یہ مکتوب گرامی مسلمانان اللہ کے نام ہے حضرت امام صاحب اس خط کے آخر میں مذکور الصدر دونوں باتوں کی تصریح فرماتے ہیں۔ قادیانی حضرت اگر انہیں ذکر کہیں تو ان کی بت نہیں بنتی۔

حضرت امام تہاوی فرماتے ہیں :-

باید دانست کہ حصول ایس موہبت و ریح انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بہ توسط امت و در حق اصحاب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کہ بہ تبعیت و وصال ہاں دولت مشرف گشتہ اند بہ توسط انبیاء است علیہم الصلوٰۃ والسلام و البرکات بعد از انبیاء و اصحاب ایشان علیہم الصلوٰۃ والسلام و التسلیمات کم کسی ہاں دولت مشرف گشتہ اند است ہر چند ہاں است و بخودے را بہ تبعیت و وصال ہاں دولت مہند

سودند

لیض مدح القدس ابدادہ فطیہ و یجمل ہم کہند اسما ہما کے کرد
انکرم کہ ایں دولت در کار تابعین نیز بہ ترے امانت است و در اکابر
تبع تابعین نیز سید اٹھنے بعد از ان مد ہاں سید آسمان کہ نوبت
بافت ثانی از بعثت اس سرور علیہ و علی اہل الصلوٰۃ والسلام رسیدہ و ایں
وقت نیز ایں دولت بہ تبعیت و وصال ہر چند ظہر را مدہ و آخر اہل ہما
سندند

مگر بادشہ بردہ سپردن بہاید تو اے خواجہ بہت ممکن
ترجہ جاننا چاہیے کہ اس افام (دھول کلمات بہت) کا حاصل ہر نا انبیاء
علیہم الصلوٰۃ والسلام و التسلیمات کے حق میں بغیر کسی توسط کے ہر تک ہاں مدہ و وصال کہ
جو متابعت اہل وراثت کے طہ پر اس مقام سے مشرف ہوئے ہیں ان کے
حق میں (دھول کلمات بہت) انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام و البرکات کے واسطے سے

ہاں موہبت سے کیا مدد ہے اس کا ذکر چند سطروں پہلے ہاں طہ پر موجود ہے ۔ اسے از مدہ و وصال کہ
نہت سرور بہت ممکن است و خطبہ بہت کہت صرف کب و مل مدہ و وصال ہاں دولت مشرف ہوئے
نہت (مکتوبات، ۲۳) مل مکتوبات شریف، ۲۳

ہے انبیاء اور صحابہ کرامؓ کے بعد ایسے افراد بہت کم ہیں جو اس مقام پر فائز ہوئے ہوں مگر جو جاننے والے کسی اور کو بھی متابعت اور وراثت سے اس دولت (وصول کمالاتِ نبوت) سے بہرہ ور فرمائیں۔

میں سمجھتا ہوں کہ اس دولت نے کہا تا معین پر بھی اپنا پڑ تو لگا ہے اور اکابرِ تبع تابعین پر بھی اس دولت کا سایہ پڑتا رہا ہے اس کے بعد اس دولت نے اپنا چہرہ پردے میں رکھا یہاں تک کہ حضور علیہ وعلیٰ آلہ واطہ صلوٰۃ اللہ علیہم کی بعثت کے بعد اہل ثانی (دوسرے ہزار کا دور) آپہنچا اس وقت بھی یہ دولت (وصول کمالاتِ نبوت) حضورؐ کی متابعت اور وراثت سے منحصراً ظہور پائی ہے اور آخر کار اہل کے قریب کر دیا ہے۔

حضرت امام ربانی مجددِ اہل ثانیؒ کی اس تشریح سے واضح ہے کہ کالمین امت کے لیے جن کمالات کا حصول حضرت امام ربانیؒ تسلیم فرما رہے ہیں وہ کمالات نبوت حضرت محمدؐ کے برابر تابعین اکابرِ تبع تابعین و اہل ثانی میں خود حضرت مجددِ اہل ثانیؒ کو بھی حاصل ہوئے۔ پس جب کہ یہ حضرت قدس سرہ بالاتفاق پیغمبر تھے تو ثابت ہو گیا کہ کمالات کے حصول کا اجر انہیں نبوت سے کوئی نقص نہیں یہ قادیانی حضرت کی ایک چال ہے کہ وہ حضرت امام ربانیؒ کی مہارت اور تفصیل کے بغیر ایک محل امن کا کل صحت میں پیش کر کے عوام کو فریب دے رہے ہیں۔ یہ تو مکتوب گرامی کے آثار کا حصہ تھا حضرت امامؒ کو اس خط کے وسط بھی تشریح فرما چکے ہیں کہ :-

بایں راہ رفته است از انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام و از صاحب بیتاں بہ
تبعیت و وراثت بشانِ علیہم وعلیٰ اصحابہم الصلوٰۃ و التقدیر
ترجمہ کمالاتِ نبوت پر اس راہ سے انبیاء کرامؓ بھی چلے اور ان کی متابعت اور

وراثت سے مصلوب کر لیں بھی (ان کمالیت جرت تک) پہنچے ہیں۔
اب اس مکتب نگاری کا حصہ اول بھی ملاحظہ فرمائیے اور قادیانی علم و دیانت کی داد
دیجئے ۔

اب قرب بالہما لا نصیب انبیاء است و این منصب مخصوص بایں بزرگواروں
علیہم الصلوٰۃ و البکرات و خاتم این منصب سیدنا بشر است علیہ و علی آلہ
صلوٰۃ و السلام حضرت عیسیٰ علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ و التحیہ بعد از نزول متابع
شرعیّت خاتم المرسلین خدام بود۔

ترجمہ۔ وہ قرب الہی جراثیلہ کہ حاصل ہوتا اصالتہ انبیاء کا ہی حصہ ہے اسی
مدیہ انہی بزرگوں سے خاص ہے اور اس منصب کے خاتم خدا مکرم علی شہ
علیہ وآلہ و سلم ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی نزول فرمائے کہ بعد حضرت خاتم النبیین
کی ہی شرعیّت کے تابع ہوں گے

اب ہم حضرت امام ربانی کی وہ عملات نقل کرتے ہیں جو حضرت کے اس نظریہ کی کہ
کالمین امت کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کمال متابعت اور وراثت سے کمالیت جرت
ملنے ہیں پوری مضاحت کرتی ہیں۔ یہ بات مدد زرخوشن کی طرح سامنے آجاتی ہے۔ کہ
تقدیلی خلوت کا حضرت امام ربانی کے اس نظریہ سے اجلتہ جرت کی گنجائش کھانا محض دھوکا
اور فریب ہے اور ایک ایسا سراب ہے جس کے قریب آکر انہیں پائوس ہونے سے چارہ
نہیں۔ مرتضیٰ حضرت استدلال کی دنیا میں اس تقدیم میں کہ ڈوبنے کو ٹھکے کا سہارا کی مثل بن پر
مصدق آتی ہے۔ بعید سے بعید احتمالات پیش کرتے ہیں۔ مگر اچھے دعوے کے مطابق ابھی تک
ایک دلیل اور ایک حوالہ بھی ان کے ہاتھ نہیں لگا۔ اب حضرت مجدد اہل ثانی کے مندرجہ
پر غور کیجئے۔

مکتوب گرامی بنام مرزا حسام الدین

کل تابعان انبیاء مطہرہ صلوٰۃ والتسلیمات بحیث کمال متابعت و طوطا محبت
 بلکہ محض عنایت و موہبت جمیع کمالات انبیاء مقبرہ خود را ہندبے نمائند
 و بحکیت بنگ ایٹیں منصفی سے گوہر معنی کہ فرق نے ماند در میان مقبرہ مان
 و تابعان بلا صلاۃ و التبیۃ و اولیۃ و الاخریۃ مع ذلک بیچ ۳ بجے اگرچہ از
 متابعت افضل الرسل باشد برتر بیچ نبی اگرچہ مادون انبیاء باشد درسد
 لہذا حضرت صدیق اکبر افضل بشر است بعد از انبیاء سرے او ہمیشہ زیر قدم
 پیغمبری سے باشد کہ پایاں ترجیح پیغمبری است نہ

ترجمہ: انبیاء گرامی کی کمال اتباع کرنے والے کمال متابعت، طوطا محبت بلکہ
 (اللہ تعالیٰ کی) محض عنایت و موہبت سے اپنے مقبرہ انبیاء کلام کے جمیع
 کمالات کو اپنے امدد جنب کر لینے ہیں اس کی ہر پران کے رنگ میں رنگے
 جاتے ہیں حتیٰ کہ مقبرہ و تابع میں اصالت امدد پیروی امداد ولایت اور
 آخرت کے سوا امدد کوئی فرق باقی نہیں رہ جاتا۔ لیکن اس کے باوجود کوئی
 فرق باقی نہیں رہ جاتا۔ لیکن اس کے باوجود کوئی اتباع کرنے والا خواہ وہ
 حضور افضل الرسل کی متابعت کرنے والا ہی سے ہی کیوں نہ ہو کسی نبی کے
 وجہ سے تک نہیں پہنچ سکتا۔ اگرچہ وہ سب سے چھوٹے وجہ کا نبی ہو یہی وجہ
 ہے کہ حضرت صدیق اکبر از انبیاء کے بعد افضل بشر ہیں۔ ان کی انتہا اس پیغمبر
 کے مقام سے نیچے ہے جو سب سے نیچے وہ جگہ کے پیغمبر ہیں۔

حضرت امام باقر علیہ السلام کے سوا ارشاد سے یہ باتیں پوری طرح واضح ہیں۔

- ① کل متابعت سے جو کمالات برحق سے ملتے ہیں۔ ان کمالات والا مقام نبوت کہہ کر نہیں سہتا
- ② حضرت صلیقؑ بکبر و جنہیں جمیع کمالات نبوت حاصل تھے وہ نبوت کے حامل نہ تھے اور کمالات نبوت کا اظہار حضرت کی شانِ غایت کے منافی نہیں۔
- ③ انبیاء کے کمالات اسانہ ہیں اتنا فاعا اور درافشہ نہیں اور جنہیں کمالات نبوت متابعت سے ملتے ہیں وہ انبیاء میں سے نہیں خبر انبیاء میں سے ہوتے ہیں۔

مکتوب گرامی بنام خانخاناں

خاتم انبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و دین و دنا سخا و دیاں باقی است
و کتب و پیرن کتب ماقدم است و شریعت اور اناسخی خود بہرہ جگہ تاقیت
خواہ ماند و میخ علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ و السلام کہ نزول خواہ نمود عمل بشریت
او خواہ کرد بل

ترجمہ: تمام پیغمبروں کے خاتم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں آپ کا دین سب
پیسے اور دین کا ناسخ ہے اور آپ کی کتب پہلی سب کتابوں سے اچھی ہے
آپ کی شریعت کا کوئی ناسخ نہیں ہو گا بلکہ وہ قیامت تک سچے گی اور حضرت
صی علیہ السلام بھی نزول کے بعد آپ کی شریعت پر عمل کریں گے۔

مکتوب گرامی بصلحاء اذہل الادب

اول انبیاء حضرت آدم است علی نبینا و علیہ و علیہم الصلوٰۃ و التیات و آخر
ایشاں خاتم نبوت شان حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیہم الصلوٰۃ و التیات

نہ مکتوب مبدوم مکتوب ۱۷۰۰ مبع کفہو ۱۷۰۰ اینا مبدوم مکتوب ۱۷۰۰

مکتوب گرامی بنام ملا محمد مرادؒ

لادیم کمالاً بخیر کہ در نبوت و کلام است ہمہ را مقررانہ اما ہمیں منصب نبوت
بنام ملاسل غنم شدہ است علیہ ولی آکبر الصلوٰۃ والسلام بدولت منصب
نبوت مشرف بخشید۔

یعنی کمالات نبوت جو نبوت کے لیے ضروری ہیں سب حضرت عمرؓ کو حاصل تھے لیکن
چونکہ منصب نبوت حضور خاتم النبیین علیہ السلام پر غنم ہو چکا تھا اس لیے وہ اصوات غنم
منصب نبوت کی دولت سے مشرف نہ ہوئے۔ حضرت عمرؓ فائز کمالات نبوت تھے لیکن نبی
پرگزشت تھے۔ کیونکہ کمالات نبوت کو منصب نبوت لازم نہیں اور کمالات نبوت کا حصول حضورؐ کی
شأن خاصیت سے مستلزم نہیں۔ ہیں وہ منصب نبوت نہ پا سکے۔ کیونکہ حضورؐ پر ہر طرح کی
نبوت غنم ہو چکی تھی۔

مکتوب گرامی بنام میر محمد نعمانؒ

شکرت و در نبوت و مسادات با نبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کثرت۔
غیرہ ایکہ جو شخص کمالات نبوت پر فائز ہو اس کا جنت میں شریک ہو جائے اور
انبیاء کلام کے ساتھ برابر آبادانہ عینہ کثرت ہے۔

حضرت امام ربانیؒ کے ہاں حضور اکرمؐ کے بعد غیر تشریفی نبوت بھی باقی نہیں

حضرت امام ربانیؒ نے فرماتے ہیں کہ شرائع سابقہ میں اور انعم پیغمبروں کی رحلت
کے بعد ایک ہزار سال تک ایسے انبیاء کلام اور نسل غلام مبعوث ہوتے رہتے تھے جو ان پیغمبروں اور انعم
مکتوبات بعد مکتوب ۳۳۴۴ فلک شہرہ ۱۵۱۵ ایضاً بعد مکتوب ۳۳۴۴

پیغمبرِ مدنی کی شریعت کی ترویج و تقویت کرتے رہتے۔ جب اس پیغمبر کی شریعت کا دمہ دعوت ختم ہو جاتا اور اولوالعزم پیغمبرِ مبعوث ہو جاتا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت چونکہ ہر نسخ و تبدل سے محفوظ ہے آپ کی امت کے علماء کو انبیاء (خیر تشریفی) کا حکم دے کر حضور کی شریعت کی ترویج و تقویت ان کے سپرد کی گئی اس کے باوجود ایک اولوالعزم پیغمبر (حضرت عیسیٰ) کو آپ کا تابع قرار دیا گیا تاکہ وہ بھی آپ کی شریعت کی ترویج و تقویت کرے۔

حضرت امام باقرؑ کی اس تصریح سے یہ حقیقت بکمال واضح ہے کہ وہ امامِ ہدیہ خیر تشریفی انبیاء کے قائم مقام اس امت کے علماء ہی کو پیش کرتے ہیں اور جس طرح پہلے اولوالعزم پیغمبر مدنی کی شریعت کی ترویج و تقویت اس وعدہ کے خیر تشریفی انبیاء کرتے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی ترویج و تقویت اب ان کے قائم مقام علماء امت محمدیہ کے سپرد ہے۔ اس امت میں اب کوئی خیر تشریفی نبی ہرگز مبعوث نہیں ہوگا۔ حضرت محمد و اہل ثانیہ کی اس تفصیل سے پتہ چلتا ہے کہ ان کے ہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اب خیر تشریفی نبوت بھی ہرگز باقی نہیں۔ حضرت امام کی اصل عبارت یہ ہے۔

بعد از ہزار سال از دستارِ پیغمبرِ اولوالعزم از انبیاء کرام و رسل غلام مبعوث سے شدہ کہ تقویتِ شریعتِ الٰہی پیغمبرِ اہلِ فرماندہ و علماء مکہ و مدینہ و چوں وعدہ دعوتِ شریعتِ او تمام سے شد پیغمبرِ اولوالعزم و دیگر مبعوث سے گشت و تجدیہ شریعتِ خود سے فرمود و چوں شریعتِ قائمِ الرسل علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام از نسخ و تبدل محفوظ است علماء امت اور احکم انبیاء عادہ کا تقویتِ شریعت و تائیدِ قیامت را بایشاں تفویض فرمودہ مع فلک یکسر پیغمبرِ اولوالعزم را متابع و سائنہ ترویجِ شریعت اور منہ است قال اللہ سبحانہ و تعالیٰ انا نحن نزلنا الذکر و لانا لہ لما خلقون۔
بدانند کہ بعد از ہزار سال بعد از دستارِ پیغمبرِ اولوالعزم و علیہم الصلوٰۃ و

والسلام اولیلے ناست اولک بطور آئیند ہر چند اقل باشند اکمل برنماتا
تقویت ایں مشرعت بر وجہ اتم نمایند

ان مخالف و تصریحات کی روشنی میں حضرت امام ربانیؒ کو جلائے نبوت کا قائل قرار
دینا صرف اپنی دگوں کا کام ہے جس کے دل فکرِ اخلاص سے بالکل خالی اور ان کی آنکھوں پر
جہالتِ اعداءِ بددیانتی کے اتنے دیز پر دے ہیں کہ انہیں کسمانی اٹھایا نہیں جاسکتا ہے
ختمہ اللہ علی قلوبہم وعلیٰ سمعہم وعلیٰ ابصارہم فشاوہ و اللہ علیٰ ما یفعل شہید۔

مولانا رومؒ کا عقیدہ ختم نبوت

حضرت مولانا رومؒ (۱۰۱۶ء تا ۱۰۷۵ء) کا بھی عقیدہ ختم نبوت وہی ہے جو اس امت میں چودہ رسائل
سے مجمع مدح چلا رہا ہے کہ بر شخصِ محنت خاتم النبیین کے بعد نبوت کا دھوکے لڑے اسے پکڑو اور جلی
میں ڈال دو۔ اس کی کوئی گنجائش نہیں کہ آپ اس سے پوچھیں کہ جناب والا آپ بتائیں کہ کیا آپ
مستقل تشریف لے گئے ہیں یا خیر تشریف لے گئے ہیں؟

کیا اس سے پیسے پوچھیں گے اور پھر کوئی اہم کارروائی کریں گے؟ — نہیں — جو تفضیل
اسے پکڑیں اور جلی میں ڈال دیں — صرف اتنا سلام کریں کہ کیا اس کا مافی القادین درست ہے؟
وہ کہیں پاگل تر نہیں، اگر پاگل ہے تو اس کا حکم اس ہے۔

حضرت مولانا رومؒ کے خاتمے میں ایک شخص نے دھوکے نبوت کیا۔ اس کا کیا مشرور ہوا ہے
مولانا نے نیچے حضرت نے چونکہ اس کے من مشرورہ انجمن پر کوئی اعتراض نہیں کیا معلوم ہوا کہ آپ کا
موقف ادعیتہ بھی یہی تھا، مذکورہ گنجائش رکھتے اور اس پر نئی کہتے۔

تس کیے مے گنت من پیغمبرم وز جمہ پیغمبراں فاضل ترم
مگر بخش مبتدو بر دندش بشاہ کیس جمہ گوید رسولم او الا

ترجمہ: اختیار اگرچہ بہت سے ہوئے لیکن مرتبہ میں میں ان میں کسی سے کم نہیں
میں یقیناً ان میں سے کسی سے کم نہیں ہوں۔ جو دیا کہتا ہے وہ جھوٹ کہتا ہے اور
وہ لفظی ہے۔

ایک منہ کو صبح بشارت آدم صلی اللہ علیہ وسلم تا جبکہ پابہ منبر پر
ترجمہ: یہ میں ہوں جو بشارت سابقہ کے تحت آیا ہوں صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہے
کو میرے منبر پر پالان رکھے (وہ میرے بار کیسے ہو سکتا ہے)۔

برسبر مطلب آدم

مرفا دارم کا حقیقہ نعمت ختم کے اس شعر سے بھی ظاہر ہے۔ اسے عجیب نہیں
یا رسول اللہ رسالت ما تمام تو نزدیکی چھوٹے جس بے تمام
ترجمہ: اے اللہ کے رسول: آپ نے رسالت کو اس طرح تمام کیا کہ مسند نبوت
کو اس طرح تمام فرمایا کہ اس طرح صریح غیر یادوں کے پوری طرح مدد میں ہو۔
یہ رسالت کے انہماک کی بناء نہیں رسالت کا اتمام ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ پر
تمام جبریں اور رسالتیں تمام ہیں نعمت جبریت کا ماح آپ کے سر پہ ہے۔ آپ نے جس مدعی جبریت کا حق
میں کیا ہے اس کے دعویٰ جبریت کے برسرِ عالم مکہ تندر کہتا ہے۔ اور اس میں کوئی اشتباہ نہیں
رکھا۔ اگر آپ کے ہاں منہ کے بعد کسی قسم کی نبوت کا دروازہ کھولا جاتا تو آپ یہاں ضرور اُسے
بیان کرتے۔ اہل علم کا موقع بیان پر کسی چیز کو بیان نہ کرنا اس کی لغوی کا فائدہ دیتا ہے۔

اس سے پہلے شیخ کو فانی اس سال کے آئندہ میں بھی کہہ دینا تو یہ شیخ کو مقام نبوت میں نہیں
لے آتا۔ اس سے شیخ کے لیے نبوت ثابت ہوتی ہے۔ یہ ایک خاص جہادِ تیسرے جو مریدین
اور شاگرد کسی شیخ کے حق میں اذکر کہیں لیکن ایسی کسی مثال میں شیخ نے بھی کہہ دیا ہو کہ میں

واقعہ غلطی اعتبار سے بنی ہوئی اور ایک خائن اس پیر سے میرا نام بنی رکھا ہے۔ اس کا حالہ قادیانی
مبلیغین بنگلہ کسی جنگ سے نہیں دکھا سکے۔ اور نہ کبھی وہ دکھا سکیں گے۔ وہ کھلے
بعضہ بعضہ ظہیراً۔

خاص مجاہدی تیسرہ ہی ہے جس کا اپنا کوئی قانونی دلائل نہ ہو اور نہ اس سے کسی پر کوئی
حقیقی ذمہ داری آئے۔ صرف ناز و دم نفا ہی پس سے پر کوئی کہلے۔ اس کے لیے مرتبہ بیعت ثابت نہیں کیا

حضرت مولانا رومؒ کا عقیدہ ختم نبوت

حضرت مولانا رومؒ حضرت کرم علیؒ کے ایک مہمان کا ذکر فرماتے ہیں جس پر آپ
نے ایسا پیش فرمایا تھا جس سے میں آپ کھتے ہیں۔

یا رسول اللہ صلات و تمام تو خودی پر شمس بے غلام

ترجمہ: اے اللہ کے رسول! آپ نے صلات کو اس طرح شرف تمام بختے
میرے جہل کے بغیر ساری جگہ مل رہا۔

حضرت مولانا رومؒ کا عقیدہ ختم نبوت کتنا بوجہ ہے۔ جب ساری کسم کسب کے بدل کے
بغیر لہدی آپ و تاب سے بڑھ گئے ہو تو اس میں کسی ماحقت چلنے کی ضرورت بھی نہیں ہوتی۔ شیک
اسی طرح حضرت کے اقباب رسالت کی بنیاد بائبل بھی کسی ماحقت روشنی کی ضرورت مند نہیں۔ حضرت
نے ہر مسئلہ سے رسالت کو شرف تمام بخشا ہے۔ یہاں تک کہ انتہا نیت کا متعلق ہے اس میں اختلاف
کا وہی جتنہ ہے جو حضرت مجدد الف ثانیؒ کا ہے کہ کما حقہ جنت جبرائیلؑ کو بھی ملے ہیں لیکن اس
سے تمام جنت ملے گا وہ نہیں کیا یا اسکا کہ

مگر کن درواہ نیکو نہ تھے۔ تا بہت یابی اندا تھے

یہاں منصب نبوت کا حصول نہیں، کما حقہ نبوت کا حصول ملا ہے اور نگاہ اس میں کہ

ملہ شرفی دفتر مجاہد کھنڈ

اجل ہے تو اس کی تفصیل صرف اندم مذکورہ بلا حقیقہ ختم نہت کی روشنی میں کی جائے گی کہ کام کی صورت ملازم حکم تشریح کرنا لام مدیانت کے پیکر خفایت ہے۔ معائنات اس اقبلہ سے ہر متبع نعت۔ پیر و مرشد کو مجازی نبی کہتے ہیں۔

دست سپار طہرہ دست پیر پیر حکمت و عظیم است و طہیر
اس نبی وقت با سہیلے مرید تا از لہ غی ۲۱۰ پدید
کیا کا دیانی حضرت لہ تمام کا عین کو جو تاریخ کے مختلف دوروں میں امت مسلمہ کے پیر و مرشد سے یہ لوگ نبی تسلیم کرتے ہیں، اگر نہیں تو پھر صرف ماحرورم کے حکم کہ ان کی طرف سے کلام من گھڑت معنی کیوں پہنائے جاتے ہیں۔
صرف اندم سے حضرت کی نجات نانی کا یہ بیان بھی ماحرورم کیجئے:

سکہ شاہاں ہے مرود و گر سکہ احمد بہ میں تابست
ابن جہاد کار و کفر اہل نادشاں چوں در آمد یہ ہنوز اہل زمان
ترجمہ۔ بادشاہوں کے بچے جلتے رہتے ہیں احمد کے کئے کو دیکھو یہ اس دفعہ تک
کے لیے ہے جب تک دنیا قائم رہے جب حضرت یثیٰ قرظی تشریف لائے تو یہ
لوگ کفر و انکار کے ساتھ کچھ حاصل نہ کر پائے۔

جب آپ سید آفرین علی شہرے تو اس کا مطلب اس کے سوا کہ کیا ہے کہ اس آپ کا مدہ ہی
آفری مدہ ہے اور اس آفری مدہ کی غفلتیں اور اندھیرے سب آپ کی جہت سے ہی نہیں گئے۔
یہ اس امر کا ثبوت ہے کہ دنیا میں آفری امانے میں آپ کے مل مدخل سے ہی جہت پیسے کی احساس
دور میں کسی اندھ نبی کی پشت نہ ہوگی۔ مضافہ دم کے اس شعر میں اس کی امد و مضامین و جہد ہے۔
کابر مدی ایں بود تو مدی؟ ماتم آفر زماں راست مدی
ترجمہ۔ مدی کا کام یہی ہے اور آپ ہی ہر مدہ کے مدی ہیں۔ آفری مدہ میں ہر

دین کا نام ہوگا (طرح طرح کھینچے انہیں گے) اس کا ازالہ آپ کے دم قدم سے ہی ہوگا۔ اس وقت کی خوشی آپ کا وہ جو دبا ہو چلا ہے۔

آپ اس میں یہ کہہ رہے ہیں کہ انہی دوسری غلطیوں آپ کے ذہن پر چھینگی ان کے لیے اندکھ بھی کی بھٹ دیا جائے۔

مرفانہ دم کے اس کئے غیب کے بعد بھی کیا کوئی شخص اس کا انکار کر سکتا ہے کہ آپ صرف غم نہت مرتبی کے قائل تھے مدد ضرور کرنا انہی ہی دہانتے تھے۔ آپ نے اگر غم کی غم نہت مرتبی کا ذکر کیا ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ آپ سالانہ غم نہت مانی کے قائل تھے یا کوئی غم نہت مرتبی کا غم نہت کرتے تھے۔ یا یہ ہو گیا یادہ۔ ضعیفہ ماہضن الجمل وسوہ اللہ۔

قلوبانیوں کا ایک اعتراض اور اس کا جواب

اعتراض: ہر مفاد دم لے کر وقت کا پیڑ بکریں کہا ہی ہے جبہ برنیز شریبی نبی ہے معاف فرماتے ہیں۔

دست رامہار جدو دست پیر پر بھکت کو میم است و مبیر
 اس نبی وقت ہاں اے مرید تا ادو نور بنی آید پدید
 جبہ: پیچہ صوفیوں جو پر کر جی کہا گیا ہے مدد سے ہیں اس کی کھلی مدد است کوئی
 گئی ہے کہ وہ نبی نہیں نبی بلکہ صوفی حضرت یحییٰ مدد صرف آپ کے فیض کے لیے کو سید بنا ہوا ہے
 — اگر تمام پرول کہ نبی ملنا جانا تو آج تاریخ میں اس وقت کے نبیوں کی ایک مدد طریق ہوتی
 جو حضرت غنی مرتبت کے بعد نبی ہوتے ہوتے انسان کے ذہن ضرور کا فیض ان کے مریدوں تک پہنچا
 بڑا لیکن تاریخ گام چکان پرول میں سے کسی نے اپنے لیے کسی مدد کی بھت کا مدد نبی نہیں کیا
 نہ اس کے دہانتے والوں کو کسی اسکا فیض کی دھکیاں دیں۔

ۛ شری

سہاں شعریں پیر کے لیے بخت کا غنہ غنہ ایک مجاہدی تبیر ہے اور یہی طرح ہے جس
 طرح لودھی الہی اور سعدی کریم اہل بیت قسیدہ اور غزل کا پیغمبر کہا گیا ہے۔

سہ کس پیغمبران سخن اند ہر چند لاجب بعدی
 ایات و قصیدہ و غزل را فردوسی و الہی و سعدی
 قلد یا نہیں کہ اگر پیر کو بخت کہنے پر مصرا ہے تو انہیں چاہیے کہ پیر کا آسمان کی
 بیڑی بھی ساتھ ساتھ کہا کریں اور اے محمد حقیقت کھیں جس طرح انہوں نے مولانا روم کے لئے بخت
 و قوت کہنے کو حقیقت سمجھ رکھا ہے۔ مولانا فرماتے ہیں۔۔

من بخیرم ذی سبب راہ ایشیر ہر جویم ہر جویم ہر پیر
 پیر ہمشہ زود بان آسمان تیر پاں از کہ گردد از کمان
 حجب میں اس کے بعد آسمان کی راہ نہ دیکھوں گا میں کامل کی خوش کروں گا یہ
 پیر ہے جو آسمان کی بیڑی بنا ہے تیر تھی اڑنا ہے جب وہ کمان سے بھٹے
 یہ بات کسی صاحب علم سے مخفی نہیں کہ اس شخص علی المرتضیٰ و سلم کی پشت خود ایک قیامت کی
 خبر تھی کہ آپ کے بعد دنیا کا خاتمہ ہر گاہ کوئی اور نبی آنے کا نہیں۔ پھر رنگ ب آپ سے پہنچتے
 کہ قیامت کب آئے گی تو آپ فرماتے کہ میں اس کا علم تو صرف اللہ رب العزت کے پاس ہی ہے
 مولانا روم باقی امت کی طرح حنہ کو ہی اس دور کا پیغمبر مانتے تھے۔

زود قیامت را ہے پرسیدہ اند کای قیامت تا قیامت ماہ چند
 باد بان حال سے گفتے بے کہ در عشر حشر را پرسد کے ملے
 سجدہ۔ حشر سے لوگوں نے قیامت کے بارے میں پوچھا۔ اے دربارِ حق
 نشان: قیامت اب کتنے فاصلہ پر ہے؟ آپ زبانِ حال سے یہ جواب سنچے
 کہ کیا عشر سے بھی کئی حشر کا سوال پوچھتا ہے کہ کب پیا ہوا گا۔

اس اُمت میں نبوت کا بتا کس شکل میں؟

خدا تعالیٰ انبیاء کی بابت قیامت تک کے لیے ہے۔ اس پر ایک سوال ذہن پر گزرتا ہے کہ حضور کی
امداد میں قیامت تک یہ بہر خواہ کچھ مسائل کا حل فرمایا نہیں تھا، خدا کی وفات کے بعد کچھ ایسے مسائل
و حالات بھی سامنے آئے جن کا حکم خدا قرآن و حدیث میں نہ تھا۔ ان مسائل غیر مخصوصہ کر مجتہدین کفر حق و حدیث
اجتہاد متنبذ کرتے ہیں اور یہی غلط است اس اجتہاد سے نفرت جرتی رہی۔ یہ اجتہاد کی وہ بھی غلطی الطریقہ علم
کی ہی دکھائی گئی تھی، مجتہدین اجتہاد کی راہ سے مسائل کا دریافت کرتے ہیں اور کچھ ایسا نہیں کرتے کہ احکام کے
موردہ نہیں تھے صرف خبر پر کرتے ہیں۔ یہ حقیقت میں سنہ کی ہی صورت ہے جو مجتہدین کے ذہن میں ہوتی ہے کہ
پر عمل کرتے ہیں جیسے ہی ہے علم جب ایسے مسائل میں شرع و حدیث کے لیے قرآن و حدیث کی جہت کا فیہ ان
بی حق کے دل و دماغ پر اثر رہا ہو کہ اس طرح حضور کی جہت امت میں جاری و ساری رہتی ہے

اسی طرح حضور کی جہت کا پہلے نے عادت ہے جو اولیاء انبیاء کے دلوں پر اثر ملے گا اور یہ بات
بھی انہیں پہنچا دیتا ہے کہ اب وہ اللہ تعالیٰ سے بلام دست و قیاب ہونے لگتے ہیں، انسانی نہیں گفت و
الہیات اور مشرت سے لڑتے ہیں اور حضرت کی جہت میں جاری و ساری رہتی ہے۔

مجتہدین کو یہ جہت تبعیت و داشتہ سے ملتی ہے اور اولیاء انبیاء بڑا دست خدا سے
دست جو بائیں آسمان کی اسد عالی ہوتی ہے، اسی طرح حضور قرآن کو قرآن کریم کی سیزہ چھڑا کر آئے یہ بھی ایک
جہت ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جہت کا پرت ہے لیکن یہ وہ جہت ہے جس کا حال کبھی نبی کا نام نہیں پا
سکتا یا نبی اس اُمت سے مدد دیا گیا ہے اس میں جہت باقی ہے مگر کوئی شخص نبی نہیں کہہ سکتا، حضور
صلی اللہ علیہ وسلم نے جب احتجاج جہت کا اعلان فرمایا تو اس شخص کی شوق بھی فرمادی کہ اب حضور کے
بعد کوئی نبی اور رسول نہ ہو گا۔ جہت اس مسئلہ سے ختم ہے کہ وہ کسی کو نبی نہ مانے۔ وہی اس کے
بیز تر وہ اس امت کے کام میں جاری و ساری ہے یہ افراد میں نہیں آدم پر پانی جاتی ہے۔

وہاں تا دم فرما ہے۔

تھکر کن در راہ فیکر نہ متی تا جہت یابی اندامتی

لے انظمت الرسالۃ والنہو فلا رسول ینبع ولا نبی او کا قال علیہ السلام

محی الدین ابن عربی کا عقیدہ ختم نبوت

شیخ الاکبر حضرت محی الدین ابن العربی (۳۸۸ھ) کا حیدرہ ختم نبوت

① منابق اللؤلؤاء باسم بعد ارتفاع النبوت الا لتعريفات وانسدت

ابواب الامم والافئدة والنواحي فمن ادعاها بعد محمد صلى الله عليه وسلم فهو مدع شریعة او مدعی بما لایله سوا لطف بشارتها او خالف

ترجمہ: پس نبوت کے ختم ہو جانے کے بعد ادیاء کے لیے صرف معارف باقی رہ گئے ہیں اور امام و نواہی کے مدعا سے بند ہو چکے ہیں۔ پس اگر کوئی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ دعوے کرے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے کوئی حکم دیا ہے یا کسی بات سے منع کیا ہے تو وہ مدعی شریعت ہے۔ خواہ اس کی مدعی شریعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے موافق ہو اور خواہ مخالف وہ مدعی شریعت ضرور ہے۔

اس عبارت نے واضح کر دیا کہ۔

①۔ شیخ اکبر کے نزدیک مدعی شریعت صرف وہی نہیں جو شریعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد احکام جدیدہ بکھرے کر لے کرے بلکہ وہ مدعی نبوت جس کی مدعی بالکل شریعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے موافق ہو وہ بھی مدعی شریعت ہے۔ اور یہ دعوے بھی ختم نبوت کے مخالف ہیں۔

②۔ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد میں دعویٰ شریعت کا دعویٰ ختم نبوت کا انکار ہے شریعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی موافق وہی کا دعوے بھی ختم نبوت کا انکار ہے۔ خواہ یہ مدعی شریعت ہو۔

③۔ شیخ اکبر کے نزدیک تشریعی نبوت سے مراد وہ نبوت ہے جسے شریعت نبوت ہے خواہ وہ نبوت شریعت جدیدہ کی مدعی ہو اور خواہ شریعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی موافقت کا دعویٰ کرے پس غیر تشریعی نبوت سے مراد وہ کمالات نبوت اور کمالات ولایت ہوں گے جن پر شریعت نبوت کا اطلاق نہیں کرتی اور وہ نبوت نہیں کہلاتے۔

۱۰ قرأت مکہ ص ۲۹

ملفت باندرام شرعائی نے الیہ اقیات و اکبرہ میں شیخ اکبر کی مندرجہ بالا عبارت کو نقل کرتے ہوئے اس کے ساتھ یہ الفاظ بھی نقل کیے ہیں۔

فلان کان مکلفاً حاضر بنافقہ والا حاضر بنافقہ صنفاً

یعنی اگر کوئی شخص ہدیت کا دعوے کرے خواہ موافق شریعت محمدیہ ہو کہ نہ

خواہ مخالف شریعت محمدیہ ہو کہ تو اگر وہ مکلف ہو گا یعنی نابالغ اور پاگل وغیرہ

نہ ہو گا تو ہم سے اس کی مزا میں قتل کریں گے ورنہ چھوڑ دیں گے

ایسی واضح تصریحات کے ہوتے ہوئے کسی بد بخت سیماہ باطن کا یہ کہنا کہ شیخ اکبر

کے نزدیک وہ نبی پیدا ہو سکتا ہے جو موافق شریعت محمدیہ ہو اگر یہودیہ یا کرویہیت اور تحریف

فی الدین نہیں تو اور کیا ہے؟ شیخ عبد الغنی نابھئیؒ شیعہ خصوصاً اہلکرمؒ میں شیخ اکبرؒ کی ایک

عبارت کا مل ان الفاظ میں پیش کرتے ہیں۔

وقد انقطعت النبوۃ والرسالة بنبوۃ نبینا ورسولنا محمد صلی

اللہ علیہ وسلم بحیث لم یبق احدٌ یصف بذلك الیوم القیامۃ

ترجمہ۔ اور تحقیق نبوت اور رسالت پہلے نبی و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی

نبوت پر ختم ہو چکی ہے اس طرح سے کہ کوئی ایسا شخص باقی نہیں رہا جو جواب

وصف ہدیت کے ساتھ مرصوف کیا جائے گا۔

② پھر شیخ اکبرؒ نے فتوحات کے باب ۲۵ میں لکھا ہے۔

اعلم انہ لہو نبی لا خیر الا بنو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

وہی تشریح ابداً انما لنا وحی الالہام قال نقلی۔ ولقد اوحی الیک

الی الذین من قبلک۔ ولم یذکر ان بیدہ وحبابہ او قد جاہلی الخیر

الصمیم فی حیث علیہ السلام وکان معن ابی الیہ قبل رسول اللہ صلی

لہ الیہ اقیات جلد ۱ ص ۱۲۸ شیعہ خصوصاً اہلکرمؒ

اللہ علیہ وسلم انہ اذا نزل اخر الزمان لایومنا الا بنا ای بشریتنا
و مستقنا۔

ترجمہ: تم جان لو کہ ہمیں خدا تعالیٰ نے کوئی خبر نہیں دی کہ رسول اللہ صلی اللہ
عید وسلم کے بعد کبھی کوئی ایسی وحی ہوگی جسے شریعت وحی تسلیم کرے۔ بلکہ
سوائے اس کے نہیں کہ ہمارے لیے وحی الایہا مہم ہے۔ یہ حضرت نے اثر
فرمایا۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی بھی امداد آپ سے پہلے لوگوں کی
طرف نہ اور یہ کہ نہیں فرمایا کہ کبھی آپ کے بعد بھی وحی ہوگی۔ ہاں یہ ضرور
صحیح حدیث میں آیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ہوگی اور ان کی طرف
وحی ضرور سے پہلے کی جائیگی ہے۔ وہ جب آخری زمانے میں نازل ہوں گے
تو ہماری شریعت اور ہمارے طریقہ کے مطابق ہی ہماری قیادت کریں گے۔

اس عبادت سے واضح ہوا کہ حضور پر نبوت کے فتم ہونے کو دو چیزیں لازم ہیں۔ ایک تو
یہ کہ آپ کے بعد کسی کی طرف سے نہ آئے اور دوسرے یہ کہ جن پر وحی حضور
سے پہلے آپ کی ہے ان میں سے اگر کوئی دوبارہ آئے جسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو وہ شریعت
محمد کے تابع ہو کر آئے۔ اسی دوسرے مفہوم کے متعلق شیخ اکبرؒ کو یہ عبارت ہے جسے مزنیؒ
نوٹ کر مفہوم نقل کے متعلق قرار دیتے ہیں۔

ان الرسالۃ والغیرۃ من المصلحت لا یجوز لہن ولا یجوز لہن ای لا یجوز لہن
علیٰ شریعت مختلفہ حتیٰ بل ادا کل یکن تحت حکم شریعتی۔

ترجمہ: جو شخص رسالت اور نبوت منقطع ہو چکا ہے اس پر میرے بعد کوئی رسول یعنی کوئی
رہنما نہیں بھی، ایسا نہیں ہو گا جو میری شریعت کے خلاف رہے بلکہ جب بھی
ہو گا امتی بھی ہو کر رہے گا۔

ملہ ہدایت جلد ۴ ص ۴۱

شیخ اکبر محمد الدین ابن عربی (۶۴۸ھ) کی مذکورہ بالا ہدایات ہم نے علامہ شرانی کے حوالے سے لکھی ہے۔ اصل کتاب التمرات الکبریٰ میں یہ عبارت مختلف الفاظ میں ہے معلوم ہوتا ہے کہ علامہ شرانی نے شیخ کبکی یا تہاکی کو کہیں کہیں اپنے الفاظ میں نقل کیا ہے لیکن ہم یہ عبارت شیخ اکبر کے اصل الفاظ سے پیش کرتے ہیں۔

﴿۳﴾ اَعْلَمَنَّ لِنَاسٍ اِنَّهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاَنْصَبِ الْوَحْيَ فَاَنْفَعْلَمْ بِحُوتِ رِوَالِ اِنَّهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ كَانَ الْوَحْيُ قَبْلَهُ وَلَمْ يَحْبِ خُبْرًا لِهٰی اِنْ جَدَّهِ وَحِيَا كَمَا قَالَ وَلَقَدْ اَوْحٰی اِلَیْكَ وَالْحَبَّ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكَ وَلَمْ يَذْكُرْ وَجَابِیْدَهُ وَاِنْ لَمْ يَلْزَمْ خُذْ اَوْ قَدْ جَاءَ الْخَبْرَ الْفَنَزِیْ الصَّلَاقِ فِی حَبِیْبِیْ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقَدْ كَانَ مِنْ اَوْحٰی اِلَیْهِ قَبْلَ رِسُوْلِ اللهِ اِنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَا یُؤْمِنُ الْاِبْنَانِ اَوْ یَسْتَنَاطِلُهُ الْكُفْرُ اَوْ اَنْزَلَ وَالْاِلَهَامُ كَمَا لِهَذِهِ الْاٰیَةِ وَلَا یُخْفِیْ فِی الْاِلَهَامِ اِنَّهُ لَیْسَ بِخَبْرٍ اَللّٰهُ

ترجمہ جان دو کہ اس امت کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے صرف الہام ہے وہی نہیں۔ وہی کا سلسلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر منقطع ہو چکا ہے۔ آپ سے پہلے بے شک یہ وہی کا سلسلہ موجود تھا۔ اور ہمارے پاس کوئی ایسی خبر نہیں پہنچی کہ آنحضرت کے بعد بھی کوئی وہی ہے جیسا کہ دشمنوں نے فرمایا ہے۔ وَلَقَدْ اَوْحٰی اِلَیْكَ وَالْحَبَّ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكَ لَنْ اَشْرَكَتْ لِبَعْضِ بَنِیْ عَمَلِکَ . (پاک الزمر آیت ۱۵، ۱۶)

ترجمہ۔ اور وہی کی گئی تیری طرف اور تجھ سے انگوں کو اگر تم نے شریک بن لیا تو کلمت جائیں گے تیرے عمل اور تم ہو گا نثارہ میں۔

اور اللہ تعالیٰ تعالیٰ نے حضرت کے بعد کسی وہی کا ذکر نہیں کیا۔ پس آنحضرت صلی اللہ

عید تک حضرت مہدی علیہ السلام کے بارے میں یہ سچی خبر پہنچی ہے۔ اسی سبب سے شک
ان لوگوں میں ہیں جن کو حضرت مہدی علیہ السلام سے پہلے نبوت ملی کہ آپ جب اس
امت کی قیادت کریں گے تو ہماری شریعت کے مطابق عمل کریں گے۔ آپ
جب نازل ہوں گے تو آپ کے لیے مرتبہ کشف بھی ہوگا اور الہام بھی۔ مہیا کر یہ
تمام امت کے لویہ اشر کے لیے ہے۔ الہام میں یہ بات خیال میں نہیں آتی
کیا بالہی خبر نہیں ہے الہام کا سرچشمہ بھی تو اسی کی ذات ہے

دیکھئے یہاں کس طرح سے اس امت کے لیے سوسہوی بند بنایا گیا ہے۔ مگر حضرت کے بعد کسی قسم
کی کوئی دہی جاری ہوتی تو صیح کبر ان عربی اس کیساں اس طرح مطلقاً نہ ہوئے کہ بیان دے کہ تے جوت
مینی علیہ السلام پر فتن کی آواز مانی پر اگر کوئی دہی نہ تے ترمہ الہام کے سفر میں ہوگی دہی مصلوہی نہ ہوگی جو
صوت نبیل پر آتی ہے وہ نئی شریعت کے ساتھ ہر پہلی شریعت کے ساتھ۔ دہی آفرودھی ہے کسی
حکم کی ہر اصاب یہ سوسہوی ابن عربی کے اس قیامت تک کے لیے مسدود ہے دہی کے یہ دو دہا
پیرسکر م ابن عربی کے الفاظ میں پہلے نقل کر آئے ہیں۔

سواد و اھن بما شھنا او خالف۔ ۱

ترجمہ۔ دہی شریعت ہے ہماری شریعت کے مطابق ہر یا اس سے مختلف۔

ابن عربی ایسی عبارت کے بعد لکھتے ہیں۔

❶ واما فی غیر زماننا جل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلعین تجعید

ولذلك قال العبد الصالح خضوعاً فلعن من امری فلن زمانہ اعطی

ذلك وهو علی شریعہ من ربہ و كذلك مینی علیہ السلام اذا

نزل علیہ حکم فینا الا بتنا عزہ الحق بما علی طریق التعریف لا علی

طریق النبوة وان کان نبیا فتمثلوا اخواننا من فرائد هذا الوطن

نہ فرمات کیہ جود ۲۷

فان تمیزہ صعب جدا ہے

ترجمہ: بہتہ ہمارے اس حد کے سوا غور سے پہلے بذورست حکم الہی کے طے میں
 کوئی روک نہ تھی اس شریعت انضر علیہ السلام نے کہا تھا و ما یفعلنہ عن امری کہ
 میں نے ایسا اپنی طرف سے نہیں کیا (خدا کے کہنے سے کیا ہے) اس دور نے آپ
 کو یہ برتہ دیا تھا اور آپ اپنے رب کی طرف سے ایک شریعت پر تھے۔ اسی طرح
 حضرت یحییٰ علیہ السلام جب نازل ہوئے تو آپ ہمارے طریق کے مطابق حکم کریں گے
 جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی طرف سے تسلیم تو یا جو کا علی طریق نبوت نہیں مگر آپ اپنی ذات
 میں نبی ہوں گے۔ چارے بھائیو! اس مقام کے پھلادینے والے پرانے سے کچھ
 اس مقام کا پہچاننا بہت مشکل مرحلہ ہے۔

پیش نظر رہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مقام نبوت کی نفی نہیں۔ آخر حضرت
 یحییٰ علیہ السلام نے تو اسی ہے۔ اس نبوت طے کی نفی ہے جسے کہ تشریع کہتے ہیں۔ ماحول میں کہ
 یہاں انتطاع تشریع ہے یعنی نبوت طے کا انتطاع ہے خود نبوت کا انتطاع نہیں۔ اگر اس
 حالت کا یہ معنی نہ کیا جائے تو اول تو سابق و سابق کی مخالفت ہوگی۔ ثانیاً طے اکبر کی اپنی
 مددی تصریحات کے ساتھ تعارض واقع ہوگا جس میں آپ صراحت فرما چکے ہیں کہ کوئی نہ موافق
 شریعت محمدیہ نہ بنی بھی پیدا نہیں ہو سکتا۔ اس لیے کہ باب نبوت بند ہو چکا ہے۔
 شیخ اکبر کہتے ہیں۔

❶ فالجہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الرئیاء جز من اجزاء
 النبوة فقد بقی للناس فی النبوة ہذا و غیرہ ومع ہذا الا یطلق اسم
 النبوة ولا النبی الا علی المشرع خاصة فجہد ہذا الامم المنصوص صف
 معین فی النبوة وما جہد النبوة المتولیہ فیما ہذا الی صف الخاص وان کان

۱۔ نزولت بحکم جلد ۲ ص ۲۱۱

حجراتہم ففتادوب وفتف حیث وقف علی اللہ علیہ وسلم بعد طنا بما قال
وما اطلق وما اخرج فکن علی بیتہ من امرنا۔

ترجمہ۔ رسول خضر صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یا کہ سچا خواب، اجڑائے نبوت میں سے
ایک جزہ ہے تو لوگوں کے واسطے نبوت میں سے صوف یہ جزو رو یا وغیرہ
باقی رہ گئے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود نبوت کا لفظ اللہ کسی پر بولا نہیں جا
سکتا پس نبوت میں ایک خاص وصف معین ہو سکے کی وجہ سے اس نام یعنی
نبی کی بذخ کردن گئی ہے اور جس نبوت میں یہ وصف خاص نہیں جیسے مبشر
اللہ سے خب سے نہیں روکا گیا۔ اگرچہ اس پر فقہ نبی نہ بولا جائے گا ہم وہ وہ
کے پہلے بت کرتے ہیں اللہ وہیں ٹھہرتے ہیں جہاں خضر صلی اللہ علیہ وسلم
ٹھہرے بعد اس کے کہ ہم نے جان لیا براہ آپ نے فرمایا کہ قسم کر باقی لکھا اللہ
کس کر نہ کیا، اس طرح ہم اپنے معاملہ میں ایک واضح راہ پر رہیں گے۔

یہاں جس چیز کو نبوت کہا گیا ہے وہ نبوت نہیں نبوت کا لفظ جزو میں امت میں یہ نبوت
جاری و ساری ہے لیکن اس سے اس کا حامل نبی نہیں ہوتا۔ اب اس لفظ دینی، کا کسی پر نام نہ
ہے اس نبوت کا کوئی قائل مذہب ہے جس نبوت کا قائل مذہب تھا وہیں وہی ہے چاہے مال
کو نبی بنائے کسی نئی شریعت کے ساتھ جو یا کسی پہلی شریعت کے ساتھ۔ اور ظاہر ہے کہ میں نبوت
میں تشریع (قائل مذہب) ہر وہ شخص صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو چکی ہے

یوں سمجھئے کہ وہ نبوت جو اس امت میں جاری و ساری ہے، اپنے خوب نہیں مدیث
میں مبشرات کہا گیا ہے، وہ ولایت اللہ نبوت کے باطن ایک بذخ مذہب ہے۔ اس نبوت اور جس

نہت کا قافیہ درج ہو۔ یہ دو طغیہ علیہ حقیقتیں ہیں پہلے اسی کو نہت کہا گیا ہے جو قافیہ دے
 میں ہوا اور اس پر سب کا اتفاق ہوا۔ اس میں صرفہ کے اس نہت کی ایک اور قسم ہے جس کا قافیہ
 مدبر نہیں نہ اسے مانا کسی پر لازم کیا گیا ہے اور اسے نہت کہنے پر بھی سب علماء کا اتفاق نہیں اور
 یہ حقیقت میں نہت سے ایک نیچے کا مقام ہے۔ حرمت کے باب ۵۵ میں دیکھیں۔

بین الولایۃ والنہۃ برنخ فیہ النہۃ حکما لا بجهل
 لکنما ضمان ان حقیقتہا فتم بقرین و ذال الاول
 عند الجميع و ثم قسم اخر ما فیہ تشیع و ذالک المنزل

یہ دوسری قسم جو اپنے مال کو بھی نہیں بتاتی، اکیلی ایک مقدمہ ہے وہ یہ کہ باغیوں میں نہیں
 اختلاف میں ظاہر ہوتی ہے۔ مولانا رحمہ کے اس قسم کی طرف اشارہ ہے۔

فکر کن در ماہ خبیہ مذمتی تا نہت یا بی اند آستے

ان حضرت کی اس تعبیر کو صرف اشارے کا چاہنا امدان کے ان تفصیلی بیانات کو جان نہیں
 لے اس موضوع پر بعد کے حصہ خاتم النبیین کے بعد ذاب کئی ایسا بھی آسکتا ہے جو پہلی شریعت کا
 پابند ہوا اور وہ جو اس شریعت کے ساتھ پہلے حکمرانوں کا یہ وہ راہ و جل ہے جو گادیانی مبین
 نے ان حضرات کو اپنا جہنم ظاہر کرنے میں اختیار کر رکھی ہے اور یہ سراسر غلط ہے۔

شیخ بکر ابن عربی فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مطلق انتفاع نہت و نہت
 کا اعلان فرمایا تو اس پر متنبہ فرمایا کہ یہ وہ نہت و نہت ہے جس کا حامل نبی اور رسول کہو گے۔
 یہ حضور پر ختم ہو چکی آپ نے یہ دفاعی جملہ بھی ساتھ فرمادیا۔

ان الرسالۃ بالنہۃ قد انقطعت ولا یجوز ولا یجوز ولا یجوز

المبشرات قال رویا المسلمین جزء من اجل بالنہۃ

ترجمہ۔ بے شک نہت اور نہت مطلق ہو چکا۔ اب میرے بعد کوئی نبی اور

نہ فتح ہادی علیہ السلام و باجہ لہ الترمذی جلد ۳

دہر کے گا ہں بشرات باقی ہیں، مہا پڑے پڑچا بشرات کیا ہیں، آپ نے فرمایا: مسلمانوں کے سچے خوب بُرت کا ایک جزد میں۔

① سلطیح ابن حربی لکھتے ہیں۔

ولبت النبوة بمقول زائد على هذا الذي ذكرنا الا انه لم يطلق على نفسه من ذلك اسما كما اطلق في الولاية فسمى نفسه وليا وما سمي نفسه نبيا مع كونه اخيرا وجمع دعاءنا فهو من الوجهين بهذه المثابة و لهذا اقال صلى الله عليه وسلم ان الرسل والنبوة قد انقضت وما انقضت الا من وجه خاص اقطع منها مسمى النبي صلى الله عليه وسلم والرسول و لذلك قال رسول جدد ولا نبی ثم ابقى منها البشائر و ابقى منها حكم المجتهدين و ازال عنهم الاسم و اوجب الحكم و اس من لا علم له بالحكم و اني ان يال اهل النكرو فيفتونه بما اراد اليه اجتهد هم و اكمل في هذه الامة شرع حرد لنا من عند الله مع صلوات مرتبهم دون مرتبة الرسل الوجه طيهر من عند الله فالنبوة الرسل الله من حيث عيبتها و حكمها ما نخت و انما اقطع الرسل الخاص بل رسول و النبي من نزول الملك على اذنه و قلبه و تحييد لفظ اسم النبي و الرسول فلا يقال في المجتهد انه نبى ولا رسول.

ترجمہ: بُرت اس چیز سے زائد کہ نہیں جو ہم نے ذکر کی ہے، ہاں اللہ تعالیٰ نے اس سے اپنے لیے کوئی نام نہیں لیا، عیا کس نے ولایت سے اپنا نام لیا اور اپنے آپ کو ولی کہا اور اپنے کو نبی نہیں کہا۔ حالانکہ اس نے ہمیں خبریں بھی دیں اور جملہ دعائیں بھی سنیں، بُرت خبریں دینا اور خبریں لینا ہی تو ہے۔ ایسے ہیں

لے اپنے لیے فطری اختیار نہیں فرمایا، پس یہ نعمت دونوں پہلوں سے اسی درجہ میں ہے کہ اس کا حامل بنی نہیں ہو سکتا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی لیے فرمایا کہ رسالت اور نبوت دینے کا سلسلہ منتقل ہے اور یہ منتقل نہیں ہوا مگر غاسم بنی جہت سے کہ اب اس کا پانے والا بنی اور رسول کا نام نہیں پاسکتا اس بات کو کہنے کے لیے، آپ نے اس اعلان کے بعد فرمایا کہ فلا رسول بعدی ولا بنی۔ پھر آپ نے نبوت سے درجہ مبشریت کو باقی رکھا اور مجتہدین کے متنازعہ کو بھی باقی رکھا اور ان پر مجتہدین پر اس میں بنی نہ کرنے دیا بعد ازاں کے استنباط کردہ احکام کے فدیہ، موت کو باقی رکھا اور جس شخص کو کسی مسئلہ میں حکم اپنی کاپت نہ ہو اسے کہا کہ وہ اہل ذکر سے پوچھ لے وہ اسے اپنے اجتہاد سے حکم شریعت کا، فتویٰ دیں۔ اور اس امت میں ان میں سے ہر ایک چیز مبشریت ہیں یا مستنبط کردہ مسائل، ہمارے لیے ان شرعائی کا طرف سے شریعت مقرر ہیں باوجودیکہ ہمیں علم ہے کہ ان کو یا راشر اور مجتہدین کا مقام رسولوں کے مرتبہ سے نیچے ہے جن پر شرعائی کی طرف سے وحی آتی ہے پس جہت حد رسالت اپنے سرچشمہ اور حکم کے اعتبار سے منتقل نہیں ہوتی وہ وحی منتقل ہوتی ہے جو بنی اور رسول سے خاص ہوتی ہے جس میں اس کے کاؤں اور دل پذیر شتاتنا ہے۔ بنی اور رسول کا کام اب ہر ایک سے روک دیا گیا اور مجتہد کے ہرے میں دبا جو دیکھ اس سے شریعت کا حکم ملتا ہے، بنی اور رسول کا نظ نہیں بدو جانتا۔

کیا اس چشمہ جاری کا نام نبوت رکھا جاسکتا ہے

جب یہ قسم نبوت میں کے حامل کو بنی نہیں کہا جاسکتا اس امت میں جاری و ساری ہے

جو اس (نہت) کو، خلف من اسف کے حد پر قیامت تک پہنچے رہیں گے ہیں من
من کی نسبت نژادہ فاسلے پراتی جائے گی۔ لیکن جو اولیاء کم ہیں وہ اسے
اللہ تعالیٰ سے پہنچتے ہیں۔ اس طرح کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو خود
خطائے آپ سے لے لیا اور ان اوپار کر وہ دولت پہنچادی سرورہ اولیاء
کریم، بھی اتباع لاسل منہرے لیکن من کی نسبت اب نہ علی ہرچہ

ابن عربی کے ہاں نبوت اور رسالت دونوں سلسلے بند

④ وہاب للنبوة قد سده كما سده باب الرسالة احدى نبوة التشريع ومباحثي
بأيدى نانا الا ان النبوة التي يبع القيمة يقول رسول الله صلى الله عليه وسلم
ان الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدى ولا نبي
ترجمہ: آپ کے جہت کے دروازے کو بھی بند کیا جیسا کہ رسالت کے معانے
کہ اس سے مراد قانونی صبح کی نیت ہے اور ہمارے ہاتھ میں برائے
سلسلہ رسالت کے جو قیامت تک ہے اور کہ نہیں؟ آنحضرت فرماتے
ہیں رسالت اور نبوت دونوں سلسلے بند ہو چکے۔ اب میرے بعد نہ کوئی رسول
ہے نہ کوئی نبی۔

یہاں پر نبوت تشریع کی اصطلاح یاد کیں۔ شیخ ابن عربی کے ہاں یہ نبوت ولایت کے
مقابلے کا لفظ ہے۔ نبوت ولایت اور نبوت شرائع دو متقابل اصطلاحیں ہیں۔ نبوت ولایت کے
مائل کو نبی کہا جاسکتا ہے۔ حضور کے بعد کسی آنے والے کے لیے قطعی وارد ہوا ہے تو مرئی عنقر
مینہی علیہ سلام کے لیے۔ کسی نئے پیدا ہونے والے کے لیے اس لفظ کو رد کر دیا گیا ہے۔
شیخ ابن عربی کہتے ہیں:-

لا نبی بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم الا وحی راجع الیہ کمینی اذا نزل
حضرت مصطفیٰ مجی اگر نبی ہوں اور وہ یہاں کبھی دیکھے بھی گئے ہوں تو وہ یہاں نازل
حضرت کے طریقہ پر ہی پڑھیں گے۔ نبوت یا رسالت اب کسی نئے آنے والے کے
لیے نہیں یہ دروازہ ہمیشہ کھلے بند ہو چکا۔
شیخ ابن عربی مذکورہ بالا حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں ..

⑤ فہذا الحدیث من لسان ماجرحت الاولیاء و ما رتہ فلنہ قاطع للوصلۃ
بین الانسان و بین عبودیتہ..... فابق علینا اسم الوط و هو من
اسمائہ سبحانہ و کان ہذا الاسم قد نزعہ من رسولہ و خلع علیہ
اسما آداب العبد و الرسول و لا یلیق باللہ ان یشی بنفسہ بالرسول.....
ولما علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان فی امتہ من یخرج مثل ہذا
الکاس و علم ما یطرأ علیہم فنفخ منہم من السلام لذلک انہم
فجعل لہم نصیباً لیکونوا بذلک عبيد العبيد فقال للصحابة لیسع
الشاهد الغائب فامرہم بالتبلیغ لینطلق علیہم اسماء الرسول التی ہی
مخصصة بالعبيد..... فالصحابة اذا انقلبوا الیہی علی لقطہ فہم
رسول رسول اللہ و التابعون رسول الصحابة و هكذا الاسم جیل بعد
جیل الی یوم القیامۃ۔

ترجمہ: پس یہ حدیث ان گھڑنوں میں بہت سخت ہے جن کی تلخی اولیاء اللہ نے عمریں
کی یہ اس وصل کو نشتے بتواتی ہے جو انسان اور اس کی عبودیت میں قائم تھا
..... اس پر اثر قاتی نے چارے ملانے والی کا نام ہائی رکھ دیا بعد اسٹی،
اثر قاتی کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ گریا اثر قاتی نے جیسے یہ نام انچہ رسول

سے لے کر اہل بیت اور رسالت کے اسماء اُنکے دینے اور انہیں کی
 شان کے لائق نہیں کہ وہ اپنے آپ کو رسول کہے مگر اپنے آپ کو وہ ولی
 کہتا ہے، اور جب رسول شریعی غرضیہ وسلم نے بانا کہ آپ کی امت میں جو اس
 پائے کے کڑے گھونٹ نہیں گئے تو آپ نے جان لیا کہ اُن کے دلوں پر
 اس صدمے کا گزرنے لگا تو آپ کے دلوں میں اُن کے لیے نئی پیدا ہوئی پس
 آپ نے اُن کے لیے نبوت میں سے ایک حصہ ٹھہرایا تاکہ وہ آپ کی امت کے
 اولیاء، اس سے بندوں کے بننے سے بچ جائیں۔ آپ نے صحابہ کو کہہ دیا کہ جو
 حاضر ہے وہ میری یہ بات سن تک پہنچا دے جو مجھ سے غائب ہیں انہیں آپ
 نے تبلیغ پر مامور کیا تاکہ ان پر رسول کا نام آئے جو اس کے بندوں کے
 لیے خاص تھا... سو صحابہ جب اس وحی خاتم النبیین کو غلطہ نقل کریں تو وہ رسول
 رسول شریعی (خاتم النبیین) ہوئے اور تابعین کو ام صحابہ کے رسول ٹھہرے اور
 اس طرح اسلام کا یہ امر قیامت تک بقیہ ہوتا رہے گا۔

① پھر آگے تو حیات کی تیسری جلد میں لکھتے ہیں :-

ولهذا لم یکن رسولاً للہ باقطاع الرسل فقط لئلا یتوهم ان النبوة
 باقية فی الامۃ فقال علیہ السلام ان النبوة والرسل قد انقطعت
 فلا ینجی حدیث ولا رسول فما بقی احد من خلق اللہ من یامره اللہ بأمر
 ینکر شر ما یتعبد بہ فانہ ان امرہ فیرض کان الشارح قد امر بہ فالامر
 للشارح وذلك وہم منه وادھام نبوة قد انقطعت۔

ترجمہ: اس لیے حضور نے صرف اقطاعات رسالت کے بیان پر اکتفا نہیں کیا تاکہ
 یہ دہم نہ گزرے کہ نبوت کا منصب امت میں باقی ہے، حضور نے فرمایا نبوت

مدرسہ رات و دن سماع میں جب میرے بعد نہ کوئی نئی پیدا ہو گا نہ کوئی رسول آئے گا اب بتا لاریں کہ کوئی شخص ایسا نہ ہو گا جسے اللہ تعالیٰ کسی کام کا حکم دے اور وہ کام اس کے لیے ضروری ٹھہرے نہ اگر کسی غرض کی تعین کرے گا تو شریعت میں سلام دے پیچے ہی اس کا سر کچلے گی۔ سو یہ امر کرنا تو شریعت کا حق ہے اور کوئی اسے خدا کی طرف سے کہے تو یہ ایک دوہم ہے اور اس چیز کا دعویٰ ہے جو منتفع ہو چکی۔

شیخ اکبر ابن عربی کا مکاشفہ

① شیخ اکبر ابن عربی لکھتے ہیں:-

”میں اپنے مدرسہ کے دو معلمین کے ساتھ باب الحلی پر آیا تو میں نے اسے نکلا پایا اس پر کوئی مدبہن یا سپرے دہندہ تھا میں دہاں ٹھہرنا کہ میں وہاں شہر بنی کی صنعت پاؤں۔ اور میں نے ایک کتا چوتہ سا دیکھا میں نے اس پر دستک دینے کا ارادہ کیا۔ مجھے امداد آئی اس پر دستک نہ دے یہ نہ کھٹے گا جیسے پرچھا یہ چوتہ یہاں کیسا بکھا گیا ہے، اس پر مجھے بتایا گیا۔“

هذه المنفعة التي اختص بها الانبياء والرسول عليهم السلام وولاء لكل الدين اطلقت من هذا الباب كانت تخلف على الانبياء خلع الشرائع له ترجمہ یہ وہ فطرت ہے جو انبیاء و رسول کے لیے ہی خاص رہا ہے جب دین مکمل ہو گیا تو اسے بند کر دیا گیا اسی مدد سے اسے انبیاء پر طبعیت آتی تھیں۔

پھر میں نے اس دروازے پر غصہ کیا تھا کہ میں نے اسے ایک وجہ شفاء دیکھا۔ جس میں سے پیچھے تک کاغذ وہ ہوا تھا۔ میں نے اس کث کو وہ چھڑ فہم پایا جس سے شرائع کے

دراٹ اور ائمہ مجتہدین اپنا حصہ پاتے ہیں اس کی کھڑکی پر بیٹھ گیا اور جو کچھ اس حدیث کے چچے تھکے
 دیکھتا رہا پھر اس کے چچے سے معلومات کی حد تک میرے لیے روشن ہوئیں جیسی کہ وہ ہیں یہ قرعہ کا
 وہ سر شہ ہے جسے ملا اپنے باطن میں کھو محسوس کرتے ہیں اور وہ نہیں جانتے ہوتے کہ کہاں سے
 فن پر یہ قرعات آ رہی ہیں مگر یہ کہ بذریعہ کثرت وہ جان میں جیسا کہ ہم نے ہمارا
 اس کے بعد آپ لکھتے ہیں :-

(۵) غائبة العلمة (تشریح حما والنبوة الخاصة التي بامكانك الموقعة
 هي نبوة الشرائع ضابها مطلق والعلم بما فيه متحقق فلا رول ولا نبی
 فشكرت الله على ما منحني من المن في السرو العن خلا الطمعت من
 الباب الاول الذي يصل اليه السالكون الذم منه تخرج الخلق البهر
 دایت منه شكر الشاكركين كالصور التي تجلسنا خلف الخوخة
 فكان محمد صلى الله عليه وسلم حين سلطنة النبوة البشرية لقوله
 معروفا باننا كنكت نبيا وادم بين الماء والطين وهو حين خاتم النبيين
 وجوہ پر جبروت عامہ جس میں کئی تشریع نہیں اور جبروت خاصہ جس کا مدعا نہ وہ
 کھڑکی تھی یہ جبروت تشرائع ہے وہ پہلی شریعت کے ساتھ چلے اپنی شریعت کے
 ساتھ ہر اس کا مدعا نہ بند ہو چکا اس میں جو کچھ ہے وہ علم حقیقت بن چکا
 ہر اس پر کئی درمل ہے نہ نبی (دوروں کا سلسلہ متعلق ہوا) پھر میں نے غرر
 قتالی کا شکر کیا جیسا کہ شاکرین شکر کرتے آئے کہ اس نے خدا پرورد باطن میں
 مجھ پر کیا کیا احسانات ملو گئے اس پہلے مدعا سے پر میں آیا جس کی طرف مالک
 پہنچتے ہیں اس سے میں دیکھا کہ لا بد ملک کے مافرومل پر غصتیں آنے لگی ہیں یہ
 یہ اسی طرح کی حد تک تقبیل جو میں اس غرر کے چچے دیکھی تھیں۔ پس حضرت

لہ قرعات کی جلد ۲ ص ۵۱۴

محمل طہ طہ و سلم ہی اس نبرد بشریہ کا سبقت لے جانے والا چہرہ ہیں جیسا
کہ آپ نے ہم سکا پناہ کثافت کرایا کریں اس وقت بھی بنی خائب آدم کا جسم
ابھی باقی اور مٹی میں بننا تھا اور آپ کا وہ وجود مہم نبت کا سر چہرہ ہے۔

شیخ اکبر نے حضور کے اس جود باوجود کو جو آدم کے خلعت بشری پہننے سے پہلے کلبے ختم ہونے
کا سر چہرہ قرار دیا ہے ختم نبوت مہرجی کے اس سر چہرہ سے نبوت کی نہریں بہتی رہیں اور انبیاء کے کہہ اپنے
اپنے وقت میں تشریف لاتے سب سے پہلے تک کہ حضور کی رسالت نے خلعت بشری پہنی اور آپ
نما ناسب سے انہوں میں تشریف لائے اب آپ کو جو خاتم النبیین کہا گیا ہے وہ اس نبرد نمائی کے
امتداد سے ہے اور اسی کو اسلام کا وہ عقیدہ ختم نبوت سمجھا جاتا ہے جو ضروریات دین میں شل کیا
گیلے ہے۔

③ آپ اپنی دوسری کتاب خصوصاً حکم میں اپنے اس عقیدہ کو یوں پیش کر کے ہیں :-
"خلعت نبوت آپ سے ہی شروع ہوئی اور آپ پر ہی ختم ہوئی آپ ہی تھے اور
آدم ہنوز اب درجہ میں تھے پھر ہی نشاۃ بشری اور خلعت عنبری کے لحاظ سے آپ
خاتم النبیین ہیں (کہ سب سے آخر تشریف لائے)۔"

شیخ اکبر ہی مدین ابن عربی (۵۲۳۸) نے اپنے عقیدہ ختم نبوت کی جود ضاحت کی ہے اس کا
مامل یہ ہے کہ حضور کی نبوت کے فیضان سے اس امت میں مکاتبت نبوت باقی ہیں معضرات (بچے غریب)
بھی مکاتبت نبوت میں سے ہیں اور حضور الہامات بھی مکاتبت نبوت میں سے ہیں شریعت کے چشمہ مانی
سے اجتہاد و استنباط سے نئے نئے مسئلوں کی دریافت اور شریعت محمدیہ کی تجدید یہ بھی مکاتبت
نبوت میں سے ہے جو ائمہ مجتہدین پر اترے ہیں ہر نقطہ غیبی ان میں سے کچھ نہ آئے گا نہ بچے خواب
دیکھنے والوں کے لیے دکھتے کے کاہن کے لیے اور نہ ائمہ مجتہدین کے لیے اس امت سے یہ قتل
اب ہمیشہ کے لیے روک دیا گیا ہے۔

۱۔ خصوصاً انکس حکمت خدیوہ بکر محمدیہ ۴۳

﴿ ۲ ﴾ پھر ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں :۔

کُن یوحٰی الیہ فی البشرات وہی جزء من اجزاء النبوة وان لم یکن صاحب البشرة نبیاً فتقطن لعموم رحمۃ اللہ فما تطلق النبوت ما لمن اصف بالجمع فذلک النبی وتلك النبوة التي جبرت علینا وصحت من منہ یوحٰی الملکی فی التشریع وذلک لا یکن الا نبی خاصہ بل

ترجمہ : جیسے کسی کی طرف بشارت کی وحی آئی ، اور وہ بشارت اجائے نبوت میں سے ہیں ، اگرچہ صاحب بشرہ نبی نہیں پرہوتا ، پس رحمت الہیہ کے عموم کو سمجھ تو نبوت کا اطلاق اسی پر ہو سکتا ہے جو تمام اجائے نبوت سے مستفہ ہو ، وہی نبی ہے اور وہ ہی نبوت ہے جو ہم سے مدد دی گئی ہے اور منتقل ہو چکی ہے کہ نہ نبوت کے اجزاء میں سے تشریع بھی ہے جو وحی ملکی سے ہوتی ہے اور یہی بابت موت نبی کے ساتھ مخصوص ہے

ان جملات سے واضح ہوا کہ تشریع نے کما بقت نبوت اور بشارت کو نبوت بغیر تشریع فرمایا ہے جس سے مراد یہ ہے کہ شریعت نے انہیں نبوت نہیں کہا ، یعنی جو نبوت بغیر تشریع ہو ، وہ نبوت نہیں کہلاتی ، بلکہ نبوت کا اطلاق اسی وقت درست ہوتا ہے کہ جب تمام اجائے نبوت میں تشریع بھی داخل ہے (فان من جملتها التشریع) مکمل موجود ہوں ، پس کامل نبوت باقی نہیں

۱۔ فتاویٰ جلد ۲ ، ص ۴۱۴ عنہ عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من نبی الا وھب لہ من اللہ ما یشاء من البشیرات قالوا وما البشیرات قال رؤیا المسلمین جزء من اجزاء النبوة . (فتح الباری جلد ۲ ، ص ۴۱۴) پس بشارت سے مراد مومنوں کے سچے خواب ہیں ۲۔ وصح فی الحدیث انہ من حفظنا القرن فقد احببت للنبوة بیعت جنیدہ . (فتاویٰ جلد ۲ ، ص ۴۱۵)

لما خلق الله باب الرسالة بعد محمد صلى الله عليه وسلم تجرعت

الاولياء مرارته لانفتاح الراس

پھر ایک دوسرے مقام پر لکھا ہے ۔

فوجه الحق بن ابی علیہ اسم الراس

یعنی جب اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے باب رسالت کو بند کر دیا تھا تو
وہی کے اندر میں اولیاء اللہ تعالیٰ کے گھر میں چلے گئے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان
پر رحم فرمایا اور وہی کے نام کو ان کے لیے باقی رکھا۔

(۱۴) واعلم ان الملك يلقى النبي بالروح على حالين تارة يتزل بالروح على قلبه

وتارة ياتيه في صورة جسديہ من خارج فيلق ما جاء به الى ذلك

النبي على انه فيصم او يلقه على بصيرة فيصير فيحصل له من

التفوض يحصل له من السمع سواء قال (اي الشيخ الاكبر) خلفا لباب

اخلاق بعد موت محمد صلى الله عليه وسلم فلا يفتح لاحد من الائمة لكن

بقی الاولیاء وہی الالہام الذی لا تشریع فیہ

یعنی جانا چاہیے کہ نبی کے پاس وہی دو طرح سے آتی ہے کبھی تو فرشتہ وہی

لے کر نبی کے دل پر آتا ہے اور کبھی جسدی صورت میں خدا ہی سے وہی

لے کر آتا ہے اور اس وہی کو اس کے کانوں پر یا اس کی آنکھوں پر لگا کر

دیتا ہے جسے وہ پیغمبر خدا یا خود دیکھتا ہے۔ شیخ اکبر فرماتے ہیں کہ وہی کے

قول کا یہ مدعا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد نہ کر دیا گیا ہے

پر بس قیامت تک یہ مدعا نہ کسی کے لیے نہیں کھل سکتا۔ لیکن اولیاء کرام

کے لیے وہی الہام کا القا جس میں کوئی دینی احکام نہیں ہونے کے وہ لکھو ہے

نہ الہامیت بلہ اولیاء اللہ یعنی مدعا سے جتنا مدعا

(۱۸) لاجی جد محمد صلی اللہ علیہ وسلم الا و ہر اچ لیکی بی افاتزل۔
 ترجمہ حضرت کے بعد کوئی نئی آئے گا کہ وہ آپ کی خلف کوئے جیسے حضرت میں جب آپ کے
 اپنی بات کو نہ چھوڑے جو پہلے اپنی بات منجھو رکھتا ہو بعد اب چھوڑ دے۔
 سرطیح اکبر ابن العربی کا عقیدہ ختم نبوت بھی وہی ہے جو مجاہد و امت کا ہے کہ حضرت کے بعد
 کسی قسم کا کوئی نئی پیدا نہیں ہو سکتا اور جو اس کا مدعی ہو خواہ اس کی وہی موافق شریعت محمدی ہی کیوں نہ ہو
 وہ مجہاد حدیث و نبوت ہے۔ (کا نقل در شیخ الاسلام السلوۃ الشافعی فی الفتح ص ۳۱ من المجلد الاول)

حضرت میں نبی کی حیثیت ان کی آمد ثانی پر

ساتھ تاریخ کے اتمام سے حضرت میں نبی بن مریم کو ان کی آمد ثانی پر نبی کہا جائے گا لیکن ان
 کی اس نبوت کا کہیں نہ دعوت ہوگی اور نہ آپ کی اس نبوت ساتھ کے مطابق کوئی عمل ہو گا حتیٰ کہ
 آپ خود بھی اپنی اس پہلی شریعت پر عمل ذکر کریں گے۔ یا اس لیے کہ اب یہ دور دہر محمدی ہے۔ مہینا
 کوئی نئی پیدا نہ ہو گا اور پہلو کوئی آجائے تو وہ اپنی نبوت پر عمل پیرا نہ ہو گا۔
 عقیدہ ختم نبوت کے دو پہلو ہیں۔ ۱۔ نیا کوئی نئی پیدا نہ ہو اور ۲۔ پہلو کوئی نئی آجائے تو وہ
 اپنی شریعت پر عمل ذکر کرے حضرت کی شریعت کے ماتحت رہے۔ حضرت مولانا ابراہیم کشمیری نے
 خاتم النبیین (فانسی) میں اسی کو عقیدہ ختم نبوت قرار دیا ہے۔

قلایاتی نگ شیخ اکبر برہنہ کا نام محض اپنے دہل و فریب کے طعنے پر اپنی مہزانی میں پیش
 کرتے ہیں اور نہ شیخ اکبر کی حق جہالت میں جو ہم نے یہاں ہدیہ قارئین کی ہیں قلوب یا نہیں کے لیے کوئی بری
 دھرنے کی جگہ بھی نہیں ہے۔

حضرت امام عبدالوہاب شرعانی (۱۷۰۳ھ) کا عقیدہ ختم نبوت

حضرت علامہ شرعانیؒ حضرت شیخ الاکبر محمد بن ابی بن عربیؒ کے شاگرد ہیں اور ان کی مایہ ناز تصنیف ایواقیت و البحر زیادہ تر حضرت شیخ کے فیہ منات پر ہی مبنی ہے۔ چنانچہ شیخ کی کئی جہالت ہم نے نیو فیت و البحر اس کی نقل سے پیش کی ہیں۔ بناء علیہ ان کے عقیدہ ختم نبوت پر علیحدہ تبصرہ ضروری نہ تھا۔ لیکن چونکہ بعض اہل دجل و باطل اسے مستقل عنوان کے ماتحت پیش کر رہے ہیں اس لیے چند تصریحات اس عنوان سے بھی پیش کی جاتی ہیں۔ اگرچہ ان کا منبع فیض بھی حضرت شیخ اکبر ہی ہیں۔

① من قال ان الله تعالى امره بشيء فليس ذلك بصحيح انما ذلك تلبیس لان

الامر من قسم الكلام وصفته وذلك باب مسدود دون الناس۔

ترجمہ جو شخص کہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے کسی بات کا حکم دیا ہے تو یہ صحیح نہیں بلکہ شیطانی فریب ہے۔ کیونکہ حکم قسم کلام سے ہے اور اس کی ایک صفت ہے اور یہ دروازہ لوگوں کے لیے بند ہو چکا ہے۔

② اعلم ان الری لا یفرل به الملك علی غیر قلب نبی اصلا ولا یامر غیر

نبی بامر الہی جملة واحدة فان الشریعة قد استقرت وتبین الغرض والواجب والمندوب والمحرام والمکروه والمباح فانقطع الامر الالہی بانقطاع النبوة والرسالة وما بقی احد من خلق الله تعالى بامر الله بامر مکیون شرعا یتعبد به ابدا۔

ترجمہ اور تم جان لو کہ فرشتہ وحی لے کر اس دل پر نہیں اترتا جو نبی نہیں اور نہ ہی غیر نبی کو کسی امر الہی کے لیے ایک جملہ بھی کہتا ہے۔ کیونکہ شریعت قائم ہو چکی

اللہ فرمیں وہ واجب و مندوب و حرام و مکروہ و مباح سب دماغ ہر پکے پس نبوت
 اور رسالت کے فہم ہونے کے ساتھ امر بالمعروف و نہی عن المنکر و خالق و مخلوق و خدا وندی
 میں سے کوئی ایسا باقی نہیں رہا جسے اللہ تعالیٰ کسی ایسی بات کا حکم دے جسے
 شرعی طور پر ہمیشہ کے لیے ماننا ضروری ہو۔

اس جہد میں یامرہ اللہ باسے مراد کوئی نیا حکم دینا نہیں یہیں ہر حکم کرنے کے معنی میں ہے
 کہ اللہ تعالیٰ اس سے کوئی بات کرے جس بات کو شرعی حیثیت حاصل ہو اور اسبابہا سے ٹک خفایا کام ہے جو
 مکالمین سے فرماتا ہے مگر اس کی کوئی شرعی حیثیت نہیں ہوتی بعد وازہ اب تمام لوگوں کے لیے منہ ہے۔
 عہد شرعی کی پہلی جہد پر غور فرمائیں۔ اس میں ان الامور من عند الکلام کے الفاظ صاف طور
 پر موجود ہیں۔ اس میں یہ مطلب پسلی طرح واضح کر دیا گیا ہے کہ اگر کوئی ایسا عہد شرعی نبوت کا فہم ہوتا تو وہ
 یہاں فرماتے ان الامور من عند التشریع

بپ کہتے ہیں ان الامور من عند الکلام حقیقہ معلوم ہو کہ منوع کی طرف ایسے مطالبہ اخیر کا انکار
 ہے جس کی صورت میں کوئی قانونی حیثیت ہو اور اس کو منفعہ کے لیے کسی دوسرے کو مجبور کیا جائے
 ظاہر ہے کہ یہ مقام صرف نبوت کا ہے۔ عہد شرعی کے حقیقہ فہم نبوت کو سمجھنے کے لیے ہمیں ان
 الفاظ پر غور فرمائیں۔

یتعہد بہ لہذا میں بھی اس کام کو ہمیشہ کے لیے قانونی حیثیت دینا ہے اور ظاہر ہے کہ
 یہ مقام صرف نبی کی بات کا ہو سکتا ہے۔ وہ نئی شریعت لائے یا پہلی شریعت کا بھی حکم کرے۔ اس کی بات
 ہر صورت میں ایک قانونی درجہ رکھتی ہے اور یہ باب نبوت ختم نبوت کے بعد ہمیشہ کے لیے مستعد
 ہے۔ عہد شرعی فرماتے ہیں وہذا باب مہود و دون الناس

ان بات بذریعہ کی طرف سے ہم نے ان کی اپنی جہد سے ان کی صفائی دے دی۔ اب بھی
 کسی کان میں سے کسی جنگ کی کوئی عبادت منقطع نہیں کرتے تو اسے ان کی ان دوسری عبادت کی مدد میں سمجھنے
 کا کوشش کوئی چاہئے یہ ہدایت کی ایک راہ ہے۔ وہذا منہ الاخرط القاد

آپ ہیروئن نہ ہوں کہ ایسی ماضی تصویحات اور باطل شکن جہالت کے ہوتے ہوئے
 قلا یا نیوں کو ان آئمہ دین پر اس افتراء پر دائی اور بہتان تراشی کی کیسے جرأت ہوئی اس لیے
 کہ تاجدارِ ختمِ نبوتؐ نے اپنے بعد کے ہر مئی نبوت کو کذاب کے طور پر دجال سے بھی ذکر فرمایا ہے
 اور دجال کا کام یہی ہے کہ دھوکہ و فریب میں آخری بازی لگا دے۔ حضور تاجدارِ ختمِ نبوت
 نے ارشاد فرمایا۔

لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَبْعَثَ دُجَالُونَ كُفَّابُونَ قَرِيبًا مِنْ ثَلَاثِينَ كَلْبًا
 يَزُحَرَانَهُمْ سَوْلُ اللَّهِ (المحدث) ۱

ترجمہ۔ اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی جب تک تیس کے قریب ایسے
 دجال اور کذاب پیدا نہ ہوں جو اپنے آپ کو خدا کا رسول سمجھیں گے۔
 شیخ الاسلام حافظ ابن حجر مستطانیؒ اس حدیث کی تفسیر فرماتے ہیں۔
 وَلِلرَّجُلِ الْمُرَادِ بِالْحَدِيثِ مَنْ ادَّعَى النُّبُوَّةَ مُطْلَقًا فَانْهَرَ لَا يَحْمِلُونَ كَثْرَةَ
 لَكُنْ خَالِبُهُمْ يَفْتَادُ لَهُمْ ذَلِكَ لَمْ يَنْجُوهُنْ أَوْ سَوَاءٌ وَإِنَّمَا الْمُرَادُ مَنْ
 قَامَتْ لَهُ شَوْكَةٌ ۲

ترجمہ۔ اس حدیث سے مراد مطلق ہر مئی نبوت نہیں اس لیے کہ کتب کے بعد
 مئی نبوت تو بے شمار ہوئے کیونکہ بے بنیاد دعویٰ محمودِ ماجنون یا سرداس سے بھی پیدا
 ہوتے ہیں بلکہ یہاں وہ مدعیانِ نبوت مراد ہیں جن کو شرکت و دھوکہ بھی حاصل ہو۔

۱۔ صحیح بخاری جلد ۲ ص ۱۵۰ صحیح مسلم جلد ۳ ص ۳۹ فتح الباری جلد ۲ ص ۴۵۵

اس حدیث سے مندرجہ ذیل امور مستفاد ہوئے :-

① بعض مردانی مسلم حواہکی تادیب کی ناراقیت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس حدیث کا جواب یہ دیا کرتے ہیں کہ وہ تیس درمیان نبوت مرزا غلام احمد سے پہلے گزر چکے ہیں۔ پس بیان تمیں میں داخل نہیں۔ جواب ابواب یہ ہے کہ تیس کل درمیان نبوت کی تعداد نہیں بلکہ ان درمیان نبوت کی تعداد ہے۔ جن کو شرکت و مرجع حاصل ہوگا۔

باقی یہ امر کہ بھلے مدعی نبوت کو شرکت و عزت کیسے حاصل ہو سکتے ہیں۔ سرعہم وہ کہ قرآن پاک کی آمد سے یہ کوئی امر متفق نہیں۔ قرآن عزیز میں جہاں فلاح کی نفی ہے، وہاں آخرت کی فلاح مل رہی ہے اور پھر اس دم فلاح کیسے دھونے نبوت کی کوئی تفسیر نہیں۔
۔ فلاح نہ پانا اور فلاح المرم نہ ہونا یہ صرف انہی کفار سے خاص نہیں جو اللہ تعالیٰ عزت پر اقتراب کے نسبت کے جھٹلے دھوئے کریں۔ بلکہ قرآن کی آمد سے کوئی کافر بھی کسی فرد و فلاح کا مستحق نہیں۔ قرآن عزیز میں ہے :-

انہ لا یصلح الکافرین۔ (پہلا، المؤمنون، ۱۱۷)

ترجمہ بے شک کافر فلاح نہیں پائیں گے۔

اس آیت کی مد سے کوئی کافر خواہ وہ ہندو ہو یا عیسائی، دہریہ ہو یا یہودی، ہرگز فلاح نہیں پائے گا۔ اب اس فلاح نہ پانے اور کامیاب نہ ہونے کو کسی خاص قسم کے کافروں سے مخصوص کرنا اور یہ کہنا کہ جو شخص نبوت کا جھوٹا دھوئے کہے وہ فلاح نہیں پائے گا یہ محض سینہ زوری اور تمکیم ہے۔ قرآن عزیز میں خیال کی تائید نہیں کرتا۔ وہ شخص جو خدا پر اقتراب ہاندھے اور وہ شخص جو خدا کی ہیبت اور نشانیں کو جھٹلے دونوں کو ایک ہی ٹری میں ہر دو یا گلیب ہر دو پھر دونوں کا ایک ہی حکم ہے کہ ایسے ظالم ہرگز فلاح نہیں پائیں گے۔ قرآن پاک کہتا ہے :-

ومن اظلم من افتر علی اللہ کذباً او کذب بآیۃ اللہ لا یصلح

الظالمون۔ (پہلا، انعام، ص ۲) آیت: ۲۱

ترجمہ۔ اور اس شخص سے بڑھ کر کون ظالم ہو سکتا ہے جو خدا پر جھوٹ باندھے
یا اس کی فتانیں کو چھوٹے۔

پھر دوسرے مقام پر اور مثلاً ہو سکتا ہے۔

فمن اظلم ممن افترى على الله كذباً او كذب بايته انه

لا يفلح للمجرمون۔ (پہلے یونس آیت ۱۷۱)

ترجمہ۔ پس اس شخص سے بڑھ کر کون ظالم ہے جس نے خدا پر جھوٹ باندھا

یا اس کی آیات کی تکذیب کی ایسے گنا بگڑتیاں فلاح نہیں پائیں گے

ان آیات کریمہ میں ”مفتدی علی اللہ“۔ ”مکذب با بایت اللہ“۔ ”دولوں کو ایک

جی حکم میں داخل کیا گیا ہے۔ پس اس عدم فلاح اور ناکامی کو مفتدی علی اللہ سے خاص کرنا

فہم قرآن سے محرومی ہے۔

فلاح نہ پانے سے یہ مراد لیا کہ وہ عمر طبعی پُر دی نہ کریں گے یا دنیا میں کسی قسم کی خفت

نہ پائیں گے۔ یہ نظریہ فطرت اور قرآنی ہدایت کے خلاف ہے جن لوگوں نے تدریج عالم کے نشیب

و فلاح دیکھے ہیں اور نیکل اور بدعل کی دینی تدریج ان کی نظر سے اوجھل نہیں۔ انہیں یقین

ہے کہ ان آیات قرآنیہ میں کامیابی سے مراد دنیا کی کامیابی نہیں۔ بلکہ آخرت کی فوز و فلاح

مقصود ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام نے فرعون اور اس کے تمام مانتوں سے خطاب

کر دیا تھا۔

قال لهم موسى ويلكم لا تفتروا على الله كذباً فاني محكم بعباد

وقد خاب من افترى۔ (پہلے اعراف آیت ۶۱)

ترجمہ۔ موسیٰ علیہ السلام نے انہیں کہا کہ تمہارے حال پر انہوں نے خدا تعالیٰ

پر تمہارا زنا باندھتے۔ ایسا کہ جس سے خدا تمہیں کسی عذاب سے برباد کر

دے گا۔ جس نے خدا پر افتراء باندھا وہ نامراد اور خاسر رہا۔

اس پتہ شریف میں فرعون اور اس کے لسنے والوں سب کو مغتری ملی اللہ کہہ گا لے گا۔ اور پھر سب کے لیے کہا گیا ہے کہ وہ یقیناً نامراد رہیں گے۔ فرعون نے چار سو برس تک حکومت کی بعد اس مدت دراز میں اسے کبھی سرور تک نہ پہنچی۔ مگر بایں ہمہ وہ قرآن کی رُوسے غائب و غاسم اور محروم الفلوج تھا۔ مرزا صاحب اس بہت کا آخری جملہ قدس خلیفہ افغانی تو پیش کرتے ہیں مگر پُندی آیت نقل نہیں کرتے۔ تاکہ اس حقیقت سے پردہ نہ اٹھ جائے کہ خدا پر افتراء باندھنے والے چار سو برس تک بھی بڑی کامیابی سے زندہ رہ سکتے ہیں۔ یہ محض دنیوی زندگی ہے حقیقی زندگی میں یہ لوگ ایک آن واحد کے لیے بھی فائز الفلوج نہیں۔

② بعض مرتلّی حضرات کہا کرتے ہیں کہ اگر ہمارا قادیانی سلسلہ خدا تعالیٰ کی طرف سے منظور نہ ہوتا تو کبھی کامیاب نہ ہوتا۔ اور اسے کچھ عروج حاصل نہ ہوتا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ تاہم ہمارے ختم نبوت نے جن تیس دہائیوں نبوت کی پیش گوئی فرمائی ہے ان کی علامت ہمارے ہے کہ انہیں کچھ شوکت و عروج بھی حاصل ہو گا۔

ثانیاً تاریخ کی معتبر روایات اس پر شاہد ہیں کہ کئی دہائیوں نبوت اپنے خاندان کے ساتھ صدیوں برابر اقتدار رہے۔

انتہائے مغرب میں برعکس قوم کا ایک شخص صالح بن ظریف گزرا ہے جس نے نبوت کا دعوے کیا اور یہ بھی دعویٰ کیا کہ اس پر ایک قرآن اُترتا ہے۔ اس قرآن کی بعض سورتوں کے نام یہ تھے۔ سورۃ الہیک۔ سورۃ الہمر۔ سورۃ آدم۔ سورۃ امدت و امدت۔ سورۃ غائب و دنیا وغیرہ وغیرہ۔ صالح کا یہ بھی دعویٰ تھا کہ میں مہدی بکبر ہوں جس کی خبر خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے۔ دعوے نبوت کے ساتھ اسے یہاں تک فروغ ہوا کہ اپنے پُرے علاقے کا بادشاہ بن گیا۔ بیستالیس سال کے قریب اس نے حکومت کی اور اپنی تمام سیاسی اور مذہبی ہجرات کا سر بلہ رہا۔ اس کے بعد سولہوی اس کے بیٹے ایسا کر لی۔ اس نے پچاس سال کے قریب حکومت کی۔ اس کے بعد اس کا بیٹا یونس برابر اقتدار آیا جس نے اپنے دوا صالح بن ظریف کے

مذہب کو بہت ترقی دی اور چوالیس برس کے قریب حکومت کی صالح بن خریف کے نالے میں خلافت بنیاد پر شام بن عبد الملک کا قبضہ تھا۔ عبد بن خریف نے ابن خلدون لکھتے ہیں۔

زعم انما المجدى الما سجد لذلے مجروح فی احوال الزمان وان عینی یكون صاحبہ وبعیلى خلفه وان اسعد فـ العرب حالم وفى سرایى مالک وفى معجى حالم وفى عربانی دویا وفى البربری دربابا ومعناه الذی لبس بعده بن بـ

ترجمہ۔ اس کا دوری تھا کہ وہی مہدی اکبر ہے جو قریب قیامت میں ظاہر ہوگا اور خلیفہ عینی اس کے ساتھی ہوں گے اور اس کے پیچھے نڈ پڑھیں گے عرب میں اس کا نام صالح متاسرائی میں ملک عجی میں عالم عربانی میں دویا اور بربری میں دبابا تھا اور اس کا سخی ہے الذی لبس بعده بن بـ کہ اس کے بعد اب کئی اور بنی نہ ہوگا۔

یروش کے بعد صالح کا پڑ پڑا ابو خیر بہر حکومت آیا دیر معاذ بن الیسع بن صالح بن خریف تھا، اس کے متعلق فاضل ابن خلدون لکھتے ہیں۔
واشتدت شوکتہ وعظم امرہ۔

ترجمہ۔ اسے عظیم شوکت حاصل تھی، اس کی حکومت بلند پائے تھی۔ ابو خیر کے بعد ابو الاضر بہر آقا آیا اس نے اپنے چاہا کے مذہب کو بہت فروغ دیا۔ اس کے بعد ابو منصور رھینی کا مدد آیا جو بر خولہ قرم کا ساترہا تھا اس نے بھی دھمے بھرت کیا۔ ابن خلدون لکھتے ہیں۔

وادی النبوة والكهانة واشتد امره وعلا سلطنته وداخلة قبا مثل
الغروب۔

ابن خلدون جلد ۶ ص ۲۴۳

ترجمہ۔ اس نے بھی جہت اور غیب دانی کا دعویٰ کیا۔ اس کی حکومت اور سلطوت بہت بعد کی تھی اور مغرب کے تمام قبائل اس کے آگے سرنگون تھے۔ اس کے بعد اس خاندان کا سلسلہ نہایت وقت سے ختم ہوا۔

ان حقائق سے یہ امر عہد و دشمن کی طرح واضح ہے کہ یہ دعویٰ کہ مغربی کے سلسلے کو بجا نہیں دیتی ہے کہ وہ میں یا تیس سال کے اندر اندر ملک ہر جائے بالکل منہور ہے

مقام غور

ملا وہ اندر یہ بھی سمجھنا چاہیے کہ کسی مدعی نبوت کا لازمی طعنہ قتل کرنا اگس کے جھوٹا ہونے کی دلیل ہے تو پھر یہ پیغمبر اکرام جو سچے ہو کر بھی مقام شہادت پر فائز ہوئے اور انہیں ان کے مخالفین نے قتل کیا ان کی صداقت کیوں کہ مستحکم نہ ہو جائے گی۔ جب لازم ممکن نہیں کہ ظہور بالبراہت خود بخود باطل ہے۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے ۲۶ برس کی عمر میں حاکم شہادت نوش فرمایا حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں:-

قتل یحییٰ قبل رفع مینی علیہ السلامؑ
ترجمہ: حضرت یحییٰ علیہ السلام قتل ہوئے۔ حضرت مینی علیہ السلام کے نوپرا اٹھائے
جانے سے بہت پہلے۔

ایسا ہی تدریج پوری جلد ۱ ص ۱۱۱ جلد الطول ص ۱۱۲ تکینج کا حل جلد ۱ ص ۱۱۳ فرحات جلد ۱ ص ۱۱۴ تفسیر فتح البیان جلد ۱ ص ۱۱۵ بحر محیط جلد ۱ ص ۱۱۶ تفسیر محل جلد ۱ ص ۱۱۷ کشف ص ۱۱۸ منظر جلد ۱ ص ۱۱۹ تفسیر مزارع المید امام لاری میں مذکور ہے مولانا محمد کرمی، حقیق جک کبھی علیہ السلام شہید ہوئے۔

(۲) اس حدیث نے اس امر پر بھی متنبہ کر دیا کہ وہ تیس ہجری میں نبوت - آنحضرت -

ہونے کا دعویٰ کریں گے۔ اس لیے کہ ان کے لیے مدیث میں فتوہ و حال ہوا اور

۱۰ تفسیر الی اسود علیہ السلام ۱۱۲ تفسیر کبیر علیہ السلام ۱۲۰ حیات البشری -

ہے اور ذہل کے لیے ضروری ہے کہ کسی نبی برحق کا تابع ہو کر پھر سچ کے ساتھ
باطل کا دے بچو

۴۔ سزا فہم احمد اپنے لیے جس نعمت کا مہی ہے اس میں سرے سے آنسو کی شریک
کا اقرار ہے۔ آنا و سلطنت کا لے ایک ماسن خبیث نہیں ہے۔ بعد حرکت و کشیدگی کا نہ یہ اس کا غنیمت
ہے پھر پاکستان بننے پر قادیان کا بیفادہ اپنی نبوت پاکستان منتقل ہو گیا۔ لگ بھگ مسلمانوں کے جہنم کے تلے چلے
آئے یہاں کسی اسطوت جائیں گے ترقی ہوئی ہی انکی قسمت میں جھگڑا بن کر ان میں شریک شریک خبیث کہاں
انہوں میں نہایت دہمندی اور اغلاس کے ساتھ ان تمام حضرت کی خدمت میں جو مرزا
فہم احمد کے کان کے ساتھ کسی وجہ سے وابستہ ہیں اس خط کے قید و جسد کا واسطہ دے کر جس
کے قبضہ قدرت میں ہماری جان ہے اور جس کے طبع شیعہ اور قبر و مذہب سے کوئی بدعتیہ اور
لاذہب غلامی دہانکے گا اور خواست کرتا ہوں کہ وہ پوری دیانت داری کے ساتھ جماعت کی
محبت و عقیدت سے خلیفہ ابن ہو کر اور قادیانی سلسلہ کے مخالف انداز مبطلین سے کٹاؤں
کہ اپنی ایمان پر نظر ثانی کریں اور جو ہیں کہ جس طرح وہ بہت سارے یہاں کٹ چکے ہیں کہیں
اسی طرح میدان آلات میں بھی ان کا پروردگار۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس سب سے لے کر زمین و آسمان سے

لعمری لقد بنقمت من کان ناشما

واسمعت من حکات له اذنان

خادم شریعت مطہرہ

خالد محمود عفا اللہ عنہ

مرکز سنی ٹیم پاکستان

مورخہ ۲۰ اگست ۱۹۵۲ء

ضمیمہ ۱

کتاب خدا کے پہلے ایڈیشنوں میں صوفیوں کی تصانیف آپ کے سامنے پیش کی گئی تھیں۔ ان حضرات کے عقیدہ ختم نبوت کی اساسی تشریحات آپ کے سامنے آپ کی میرا بھی حضرات کی عبارتوں کو سیاق و سباق سے کاٹ کر اور غلط معنی پہنکار کر دیا جاتی اپنی ہونٹوں میں پیش کرتے ہیں۔ اس ایڈیشن میں ہم کچھ اور بزرگوں کا دفاع بھی پیش کرتے ہیں۔ قلمیاتی مبلغین مغالطہ دہی کے انداز میں انہیں بھی اپنا حامی ظاہر کرتے ہیں

① ائمہ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ

① حضرت عائشہ صدیقہؓ ۲۸ شخصیت علیٰ شریعہ وسلم سے روایت کئی ہیں کہ حضرت اکرمؐ نے ارشاد فرمایا :-

لا یبقی بعدی من النبوة الا المبشرات

ترجمہ میرے بعد کچھ بھی نبوت باقی نہیں رہی۔ ہیں صرف مبشرات رہ گئے ہیں (اعدادہ اچھے خواب ہیں جنہیں ہر آدمی دیکھ سکتا ہے)۔

یہاں ۲۸ شخصیت علیٰ شریعہ وآلہ وسلم نے کلماتِ نبوت میں سے صرف کچھ خدایوں کا ذکر کیا ہے۔ اعدا ظاہر ہے کہ جنود کے بقا سے کل کا بقا ہرگز لازم نہیں آتا۔ حضرت اکرمؐ صلی اللہ علیہ وسلم صرف مبشرات کا بقا بطریق صریح بیان فرما رہے ہیں معلوم ہوا کہ ظنی بردہ فی تشریح یا انکساک کسی قسم کی کئی نبوت باقی نہیں مگر ان میں سے کئی اندازِ جنت بھی باقی ہوتا و حضور بطریق صریح کچھ خوابوں کو بیان نہ فرماتے اور حضرت عائشہ صدیقہؓ خود چونکہ اسے بیان کر رہی ہیں سو معلوم ہوا کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کا عقیدہ بھی یہی تھا کہ منہ کے بعد کئی نبوت نہیں صرف کچھ خواب ہیں۔

لے مسند احمد جلد ۶ ص ۱۳۹

① پھر حضرت عائشہ صدیقہؓ ہی روایت کرتی ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا۔

انما خاتم الانبیاء و مسجدی خاتمہ صلیہ الانبیاء علیہ

ترجمہ میں آخری نبی ہوں اور میری مسجد انبیاء کی مسجدوں میں سے آخری مسجد ہے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اگر کسی اور نبی کا پیدا ہونا ممکن ہو تا تو حضورؐ کی مسجد
مسجد انبیاء میں سے آخری مسجد کیسے ہوتی۔ چرکہ حضرت عائشہ صدیقہؓ اس حدیث کو بیان
کرتی ہیں معلوم ہوا کہ ان کا اپنا عقیدہ بھی یہی تھا کہ حضورؐ آخری پیغمبر ہیں۔

مخالطہ مرزائیہ

مرزائی حضرت اس مقام پر حضرت عائشہ صدیقہؓ کا ایک قول نقل کرتے ہیں کہ حضرت
ہم المؤمنین نے فرمایا۔

قوله انہ خاتم الانبیاء ولا یقبلوا الانبیاء بعدہ علیہ

ترجمہ دو گویہ کہ کہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں ہمیدہ نہ کہو کہ آپ
کے بعد کوئی نبی نہیں۔

جواب : اولاً اس کی سند صحیح نہیں ملا مگر ہرے بعد ایت کہاں سے لی ہے اس
کا حوالہ مطلوب ہے۔ اس کی سند پیش کیجئے تاکہ اس کے ماوریں کی پڑتال ہو سکے کہ وہ قطعی یا شکی
حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا بھی ہے یا نہیں جب تک اس کی سند نہ ملے اس وقت تک
کیسے کہا جاسکتا ہے کہ یہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کا قول ہے۔ لولا الاستناد لقال من شلو ماشاء۔

ثانیاً محمد جمیع البجاریں اس بے سند قول سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول
کا بیان ہوا ہے اس کے بعد یہ جلد سے جہ مرزائی حضرت پیش کرتے ہیں صاحب کتاب
نے اسے یوں نقل فرمایا ہے۔

لے کنز العمال جلد ۴۰ ص ۷۷ محمد جمیع البجاریں

عن عائشة ؓ قولاً انہ خاتم الانبیاء ولا تقولوا لابی بعدہ و هذا
ناظرانی نزول علیی و هذا ایضاً لا ینافی حدیث لا بی بعدی و لہ
اراد لابی ینسخ شرحہ ۛ

ترجمہ حضرت عائشہ ؓ سے یہ جو منقول ہے کہ تم خاتم الانبیاء تو کہہ مگر یہ نہ کہو کہ
آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ یہ حدیث معنی علیہ السلام کے قول کے پیش نظر
فرمایا گیا ہے۔ امد یہ اس طرح حدیث لا بی بعدی کے خلاف نہیں ہے کیونکہ
اس کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کا کوئی نبی اس طرح
دوبارہ نہیں آ سکا کہ حضورؐ کی شریعت کو منسوخ کرے۔

محمّد جمیع الجہاد کی پوری عبارت سے یہ صاف واضح ہو گیا کہ حضرت صدیقہ ؓ کے اس
ارشاد کا (بشرطیکہ یہ حضرت صدیقہ ؓ کا ہی ارشاد ہو) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کی کسی نئی
خبر تشریحی نبوت سے قطعاً کوئی واسطہ نہیں۔ یہ قادیانیوں کی بددیانتی ہے کہ اسے خدا ناظر
الہی نزول علیہ کی جہالت خف کے اپنے تصنیفات میں پیش کرتے ہیں۔

تخانات اصلاوح و ارشاد صدیق اکبرؓ نے علیؓ تہو کے نام سے ایک کتابچہ شائع
کیا ہے اس کے صفحہ ۳ پر حضرت عائشہ صدیقہ ؓ کا یہ قول اسی حال سے اس طرح مدعی ہے اور اس
کے بعد لکھا ہے کہ امام محمد طاہر اس قول کی شریعت میں لکھتے ہیں: یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
حدیث لا بی بعدی کے خلاف نہیں ہے۔ لہذا امد لا نجہ ینسخ شرحہ یعنی آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد یہ تھی کہ کوئی نبی نہیں ہوگا جو آپ کی شریعت کو منسوخ کرے۔ یہ خیانت
اور بددیانتی کی انتہا ہے کہ محدث طاہر قول سے پانے نبی حضرت معنی علیہ السلام کے متعلق بتوہ ہے
ہیں کہ کسی پچھلے نبی کی آمد لا بی بعدی کے خلاف نہیں۔ بشرطیکہ وہ حضورؐ کی شریعت کو منسوخ نہ کرے
اور قادیانی مبغنین اسے کسی نئے پیدا ہونے والے شخص کے لیے نبوت کی شرط قرار دیتے ہیں۔

ۛ محمّد جمیع الجہاد مدعیہ ہندی المصنف لابن ابی شیبہ جلد ۳ ص ۳۳۳ میں یہ روایت موجود ہے۔

علامہ راغب اصفہانیؒ اور امام ابن حیان اندلسیؒ

قادیانی علماء نے جہاں اہل بہت سے بزرگان دین پر یہ افتراء باندھ رکھا ہے کہ وہ حضورؐ کے بعد غیر شرعی نبی پیدا ہونے کے قائل ہیں وہاں علامہ راغب اصفہانیؒ اور امام ابن حیانؒ کے ساتھ علامہ ابن ندیمؒ صاحب تفسیر بحر معلوم بھی اسی ظلم کا شکار ہیں۔ قادیانی مبلغ ان کی بھی عبارات خوف مراد تسلیم پیش کر کے قادیانی علم و دیانت کا پورا حق لوٹا کرتے ہیں پیش رو اس کے ہم اس قریب سے پرہیز گار تھے کہ وہ منہ جھکیں۔

من يطع الله والرسول فاولئك مع الذين انعم الله عليهم
شرط جزاء

من التبتين والصدیقین والشهداء والصالحین۔ پھر سورہ منافع ۶۹:

(بيان انعام یافتہ لوگوں کا)

ترجمہ۔ جو لوگ اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کریں گے وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا۔

ان لوگوں کا بیان بن پر اللہ نے انعام کیا ہے۔ یہ ہے۔

التبتين والصدیقین والشهداء والصالحین۔

ہیتِ ظاہر میں ہر کی مثلث ہے کہ خدا اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرنے والے درجہ دار ہیں نہیں کے ساتھ صدیقوں کے ساتھ شہیدوں کے ساتھ اور صالحین کرام کے ساتھ ہوں گے۔ حضرت شاہ عبدالقادر محدث دہلویؒ کے نزدیک یہ معنی اسی طرح کی ہوں گے جیسے ظالم بدشاہوں کے ساتھ شامل نہیں رہتے ہیں۔

② قادیانی مبلغ کہتے ہیں کہ نیک لوگوں کا اس منعم علیہ گروہ کے ساتھ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ یہ بھی وہی کچھ ہر جائیں دیئے کے باپ کے ساتھ رہے گا مطلب یہ ہے کہ وہ بھی باپ پر

گیلے ہے فیالجب) یعنی نبیوں کی معیت اور حضوری میں جگہ ملنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ بھی نبی ہر جہاں ہیں۔ پس خدا اور اس کے رسول کی اطاعت کے لئے نبی بھی ہر جگہ ہیں۔ قادیانی لوگ یہاں مع کو تو رین کے معنی میں لیتے ہیں لیکن من التبین والمصدیقین کو وہ بھی منعم علیہ گروہ کا ہی بیان سمجھتے ہیں۔ ان کے نزدیک بھی یہ انعام یافتہ لوگوں کی ہی تفسیر ہے۔ من یطع اللہ والرسول کے متعلق نہیں۔

③ علامہ رافع اصفہانی کی اپنی کسی کتاب میں اس امر کی تصریح نہیں کہ من التبین و المصدیقین منعم علیہ گروہ کا بیان نہیں بلکہ یہ من یطع اللہ والرسول کے متعلق ہے۔ اہل ملامہ ابن حبان اندلسی نے تفسیر بحر محیط میں علامہ رافع کی طرف اس بات کی نسبت کی ہے کہ وہ من التبین کو من یطع اللہ کے متعلق کرنا جائز کہتے ہیں۔ اس لحاظ سے آیت کے معنی یہ ہوں گے۔

نبیوں، صدیقوں، شہداء اور صالحین میں سے جو لوگ اللہ اور اس کے اس خاص پیغمبر کی اطاعت کریں گے۔ اللہ تعالیٰ انہیں ان لوگوں کے ساتھ کر دیں گے جن پر اللہ نے انعام کیا۔

اس حدیث میں انعام یافتہ لوگوں سے مراد لا یتجملی کے قاعدی افراد ہوں گے اور یہ اسی طرح ہے جیسے عند نے آنور وقت میں الوافقی الاعلیٰ کہہ کر ملامہ الاعلیٰ کی معیت کو امتیاز فرمایا۔ اس صورت میں من یطع اللہ والرسول پر عمل پیرا ہونے والوں کا نبیوں کے ساتھ ہونے کا (جیسا کہ مسلمانوں کی رائے ہے) یا نبیوں میں سے ہونے کا (جیسا کہ قادیانیوں کی رائے ہے)۔

تہ تفسیر بحر محیط جلد ۲ ص ۲۸۷

لے و طابا للراغب ان یعلق من التبین بقوله ومن یطع اللہ والرسول ای من التبین ومن جہم ویکون قوله فالواحد مع الذین انصر اللہ علیہم اشارة الى الملامہ الاعلیٰ ثم قال وحسن لوالشرفیقا۔ ویتین ذلك قول النبوة حین الموت اظهر الحقن بالوفی الاعلیٰ من

حفظ اللہ (بحر محیط جلد ۲ ص ۲۸۷)

سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ من الثبتین والحدیثین منہ علیہ گروہ کی تفسیر ہی نہیں۔ یہ تفسیر جس طرح مجہول کلمات کے موافق نہیں۔ اسی طرح یہ مرزائیوں کی پیش کردہ تفسیر کے بھی یقیناً خلاف ہے پس مرزائیوں کا لامر واجب کو اپنا ہمنوا کہنا علم و دیانت کے ساتھ ایک کلمہ مذاق ہے۔ اور خود اپنے ساتھ ایک بڑا دھوکہ ہے۔

(۴) لامر واجب کے جائز کردہ احتمال سے یہ تک تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ من یطع اللہ والیہ رسول پر عمل پیرا ہونے والے بعض افراد انبیاء بھی ہوں گے۔ یہ معنی اگر اس بیت میں ملاو نہ ہوں لیکن دوسری تصریحات کے پیش نظر یہ بات اہل اسلام کے ضعف نہیں ہم تسلیم کر کے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام من یطع اللہ والیہ رسول پر عمل پیرا ہونے والوں میں سے ہیں ان حضرات کی زد سے اگر حضور فاقم الشیخین صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے والے بعض انبیاء کا اشارہ ملتا ہے تو یہ معنی مرزائیوں کو اس وقت تک مفید نہیں ہوتا۔ جب تک کہ وہ من یطع اللہ والیہ رسول کا مصداق حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد پیدا ہونے اور نئے سرے سے فائز بہت ہونے والے افراد قرار نہ دیں۔ کیوں کہ بعض پچھے پیچیدگی کا اس اطاعت پر گمازن ہونا خود اہل اسلام کے دماغ بھی کسم ہے اور ظاہر ہے کہ مرزائی حیدر کی حمایت میں اس آیت میں کوئی اشارہ بھی نہیں ملتا۔

پس جب مرزائیوں کے - لامر واجب سے استدلال کرنے - کے خوف بعض پچھے خیروں کے حضور کی اطاعت کرنے کا احتمال موجود ہے اور یہی پہلو اہل اسلام کے دماغ میں معتبر ہے تو مرزائیوں کا استدلال ان احادیث بطل الاستدلال کے قاعدہ سے بال بال باطل ہو جاتا ہے۔

(۵) محمد واجب کی طرف نسبت کردہ یہ ترکیب اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آہ نجاتی اور حالت مصحفی کے پیش نظر ہمارے عقائد کو مضرب نہیں لیکن سختی غلط ہے اس میں بہت الجھاؤ ہے فار جزاء کے ماقبل (من یطع اللہ والیہ رسول) کا بیان جزا آنے کے بعد نہیں آ سکتا۔ اگر کوئی مان

تقدّمند فعروۃ اہلبکے اور ہند کی صفت ضامکہ یوں بیان کرے۔

ان تقدّمند فعروۃ اہلب ضالکۃ۔

تو ضامکہ کو جزاء آنے کے بعد ہند کی صفت ہانا بائز نہ ہوگا۔ علامہ راضی کی عبارتِ شان کے پیش نظر ہم یہ تسلیم نہیں کر سکتے کہ انہوں نے فار جزاء کے بعد من المتینین کو فار جزاء کے اقبل سے متعلق کرنا جائز کیا ہو۔ ضرور اس نسبت میں کوئی غلطی ہے یہی وجہ ہے کہ یہ بات ان کی پہلی کسی کتاب میں نہیں تھی۔ باقی رہا تفسیر بحر علیہ کا اسے نقل کرنا تو اگر نقل کنندہ کی نقل پر احتمال ہو سکتا ہے تو اس کے علم پر بھی احتمال ہونا چاہیے جس نے یہ بات علامہ راضی کی طرف منسوب کی ہے وہی اسے بخاری اور معنی لحاظ سے غلط قرار دیتے ہیں۔

علامہ راضی کی بات کا غلط قرار دیا جانا

تفسیر بحر علیہ میں اس احتمال کو نقل کر کے علامہ ابن حبان اندلسی لکھتے ہیں۔

هذا الوجه الذي عنده ظاهر فاسد من جهة المعنى ومن جهة اللفظ

① علامہ ابن حبان اندلسی اس ترکیب میں علامہ راضی کے ہونا نہیں۔ بخاری صلی علیہ وسلم فریب دینے کے لیے انہیں اکٹھا پیش کر کے کہ وہ تفسیر بحر علیہ کے نام سے غلط دیتے ہیں۔ بحر علیہ کی اصل

لہ تفسیر بحر علیہ جلد ۲ ص ۲۵۷

عہ قاضی محمد زید صاحب لے اپنے رسالہ ملی شہرہ (شائع کردہ) تجارت اسوۃ وارشاد ص ۱۶۱ میں احمدیہ راہ کے مؤثر فاضل اندلسی اور علامہ راضی کی عبارت کو گڑبگ کر کے پیش کیا ہے۔ پہلی تین سطریں فاضل اندلسی کی ہیں جو علامہ راضی کی ترکیب کے خلاف ہیں۔ اس کے بعد علامہ راضی کی تفسیر ہے قاضی محمد زید صاحب ہر دو عبارت میں فرق نہیں کر سکے اور انہیں یہ پتہ چلا ہے کہ یہ دونوں تفسیریں ایک دوسرے کے خلاف ہیں۔ قاضی صاحب نے دوسری جہاد یا ترقی کی بجائے علامہ راضی کی بات نقل کرتے ہوئے ۱۶ گے ان کی نئی ترکیب بخاری کو چھڑ دیا ہے کیونکہ اس ترکیب کے وہ

جہالت یہ ہے جس میں اس کا گہرا رد ضرور ہے۔

هَذَا الْوَجْهَ الَّذِي عِنْدَهُ ظَاهِرٌ فَاسِدٌ مِنْ جِهَةِ الْمَعْنَى وَمِنْ جِهَةِ الْفَرْقِ
اِمَّا مِنْ جِهَةِ الْمَعْنَى فَإِنَّ الرُّسُولَ هُنَا وَمُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُنَا
اللَّهُ تَعَالَى إِنْ مِنْ بَطْنِيهِ وَيُطِيعُهُ فَهُوَ مِنْ ذِكْرِ وَلِي حُكْمَاتِ
مِنَ النَّبِيِّينَ مُتَعَلِّقًا بِقَوْلِهِ مِنْ يَطِيعِ اللَّهَ وَالرُّسُولَ لَكُنْ قَوْلُهُ مِنْ
النَّبِيِّينَ تَنْسِيْلًا لِمَنْ فِي قَوْلِهِمْ يَطِيعُ فَلْيُزَمِ إِنْ يَكُونُ فِي زَمَانِ الرُّسُولِ
بِوَجْهِهِ أَنْبِيَاءُ يَطِيعُونَهُ وَهَذَا خَيْرٌ مِنْ أَنْ يَكُونَ قَدْ أَخْبَرَ اللَّهُ تَعَالَى
إِنَّ مُحَمَّدًا هُوَ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ وَقَالَ هُوَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا بَعْدَ
وَلَمَّا مِنْ جِهَةِ النُّحْوِ مَا قَبْلَ فَاءِ الْجَزَاءِ لَا يَحْتَمِلُ جَمَاعَةٌ هَاهُنَا

ترجمہ یہ بات جو اس کے ہاں واضح ہے معنی بدرستی ہر لفظ سے مندرجہ
معنی لانا ہے اس طرح کہ رسول سے مراد یہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں
اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو اس کی اور اس کے اس رسول کی اطاعت کرے
گامہ ان کے ساتھ ہو گا جن کا ذکر کیا گیا ہے اگر من النبیین متعلق ہو۔ من
یطیع اللہ والرسول کے تو من النبیین سے مراد من یطیع کی تفسیر ہوگی اور لازم
کئے گا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں یا آپ کے بعد بھی کچھ اور
انبیاء ہوں جو آپ کی پیروی کرتے رہیں اور یہ ناممکن ہے کیونکہ حقائق
نے خبر دی کہ آپ خاتم النبیین ہیں اور حضور نے لاحق بعد سے فرمایا

خود بھی خوف تھے تیری جدیاتی قاضی صاحب نے یہ کہی ہے کہ فاضل اندلسی نے آگے جو اس کی
پرندہ تردید کی ہے اسے بیکر چھوڑ دیا ہے تفسیر بحر محیط کی تردید قتل کرنے کے بغیر موصوفہ راغب کی اس
بات کو بوجھل کے حوالے سے نقل کر دیا شان دیانت مرزا کی حکم کو ہی نیا ہے۔ خود باللہ من خلقت
لہ العبد المذنب عبد المرحوم

اور اس ترکیب کا آخری لحاظ سے غلط ہونا اس وجہ سے ہے کہ فار جزاء سے پہلے کی بات فار جزاء کے بعد عمل نہیں کرتی۔

اس عبارت کی مروجہ معنی میں تفسیر بحر محیط کو اپنی ہمنوائی میں پیش کرنا قادیانی علم و دیانت کو ہی زلیل ہے۔

اس عبارت بستہ کی تفصیل کے بعد ہم عرض پر حاضر ہیں کہ علامہ راضی کی طرف منسوب یہ ترکیب علمی لحاظ سے اتنی کمزور ہے کہ علامہ راضی کی جہات قصہ کے باعث ہمیں اس کی نسبت میں ہی قائل ہے۔ مزائیل کو چاہیے کہ اس نسبت کے اصل یا خدنگی تلاش کریں اور علامہ راضی کی کسی بھی کتاب سے یہ نیا آخری قاعدہ دکھائیں۔

ثانیاً یہ ترکیب گر علمی لحاظ سے صحیح نہیں مگر ہمیں ہرگز مضرت نہیں۔ کیونکہ حضرت علی علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام بے شک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنے والوں میں سے ہیں۔ اس سے علامہ راضی کو اجائز نبوت کا قائل ثابت کیا نہیں اور بعد اسی کی تہلیل ہے۔

ثالثاً اس ترکیب سے خواہ مخواہ اجائز نبوت کا احتمال پیدا کرنا اگر عقائد احتمال سے ثابت نہیں ہوتے اور احتمال احتمال ثانی کے بستے بستے کمی تکمیل نہیں پاتا، علامہ راضی کے اپنے تحریر کردہ بیان کے بیکر خلاف ہے۔

علامہ راضی کا حقیقہ ختم نبوت

علامہ راضی اپنی کتاب مفردات القرآن میں انصاف کے ساتھ ارشاد فرماتے ہیں۔
خاتمة النبیین لا تہ ختم النبوة ای ختمها بحیثیۃ ۛ

ترجمہ ختم قائم البتین میں کیونکہ آپ نے نبوت کو ختم کر دیا ہے یعنی اپنی زندگی کے بعد نبوت کو مکمل کر دیا ہے۔

ۛ مفردات القرآن ص ۛ

دونوں ترکیبوں کے اختلاف کا ماحصل

پہلی صحیح ترکیب کا ماحصل

جو لوگ اللہ تعالیٰ احساس کے اس خاص رسول کی اطاعت کریں گے وہ آخرت میں اپنے
دو جوں کے مطابق بیرونی صدیقوں شہداء اور صالحین کی رفاقت پائیں گے۔

دوسری غلط ترکیب کا ماحصل

بیرونی صدیقوں شہداء اور صالحین جو بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت
کریں گے وہ ان کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا اور وہ عارۃً ان کے لوگ ہیں،
اوپر کے لوگ۔

مصری مصنف میں یہ پاروں اقسام کے لوگ انعام یافتہ لوگوں کا تفسیر نہیں جانتے۔ انعام
یافتہ افراد سے مراد وہ اعلیٰ کے لوگ ہیں گے۔ مومرا ضحیٰ نے گو تبارل ابن حیان اندلسی اس دوسرے
احتمال کو راہ دی ہے مگر علامہ راغب کا اپنا موقف یہ سبک نہیں ہے ان کے ہاں یہ پاروں اقسام
انعام یافتہ لوگوں کی ہی تفصیل ہیں ابو حیان اندلسی لکھتے ہیں:-

قال الراغب من الغرطہ من الفرق الثلاث علی المنزلة والثواب النبی
بالنبی والصدیق بالصدیق والشہید بالشہید والصلح بالصلح.

ترجمہ: انعام یافتہ کچھ ہیں جن لوگوں پر انعام ہوا ان پاروں اقسام میں سے جو لوگ
اللہ اور اس کے رسول پر حق کی اطاعت کریں گے وہ منزلت اور ثواب میں
ان کے ساتھ ہوں گے۔

لہٰذا انہم احمد کے ہاں اس سمیت کا بیان کیا ہے جس کے لیے یہ حوالہ لایا گیا ہے۔

بہ سہل پیدا ہوتا ہے کہ یہ اللہ اور اس کے رسولِ برحق کی اطاعت کرنے والے کسی ایک نبی کے ساتھ ہوں گے یا نبیین کے ساتھ۔ ایک صدیق کے ساتھ ہوں گے یا صدیقین کے ساتھ؟ اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ وہ ان نبی کے ساتھ نبی ہر گاہ کہ وہ یہ وادی پاکِ نبیوں کی ہوگی۔ صدیق کے ساتھ صدیق ہوگا اور وہ وادی صدیقوں کی ہوگی جہاں ان کامل اطاعت کرنے والوں کو آمارا جائے گا اور ٹھکانا دیا جائے گا عزت اور کرامت کا یہی معنی ہے۔ سو یہ ان چار طبقوں کی رفاقت پانے والے کچھ نبیوں کے ساتھ ہوں گے کچھ صدیقوں کے ساتھ ہوں گے کچھ شہداء کے ساتھ ہوں گے اور کچھ صالحین کی رفاقت پانے والے ہوں گے۔

النبی بالنبی والصدیق بالصدیق والشہید بالشہید والصالح بالصالح میں رفاقت کا بیان نہیں ختم یافتہ تو گرں کا بیان ہے جو اللہ اور اس کے رسولِ برحق کی اطاعت کریں گے وہ ان حضرت کی رفاقت پائیں گے جہاں نبی نبی کے ساتھ جمع ہیں صدیق صدیق کے ساتھ جمع ہیں شہداء کرام اپنی جگہ ہیں اور صالحین کرام اپنی جگہ حضرت کی اطاعت کرنے والوں کو ان میں سے ہر طبقے کی رفاقت میں جگہ دی جائے گی۔ یہ نہیں کہ وہ ان کے ساتھ چلتے ہی ان میں سے ہر بائیں گے صلابت جو حضرت علیؓ علیہ السلام کے پاس ہیں سالہا سال بیٹھے ان میں سے کوئی نہ ہر پایا تو وہ ان نبیین کے ہاں جگہ پانے والے نبیوں میں سے کیسے ہر ہائیں گے۔ منصب اپنی جگہ ہے اور معیت اپنی جگہ۔ ہم آقا کی معیت میں بھی ہر تو آقا نہیں ہر جانا۔

یہاں ہم اس وقت اس فرق سے بحث نہیں کر رہے۔ بتانا صوف یہ ہے کہ علامہ راجب کے ہاں من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین، اللہ اللہ علیہم کی ہی تفسیر ہے۔ من بطع اللہ والوصول کا بیان نہیں۔ یہ طریقہ ثابت ہے کہ انہوں نے اس دوسرے احتمال کو بھی راہ دی ہے۔ اگر واقعی انہوں نے کہیں ایسا لکھا ہو، مگر وہ اس نئے قاعدہ کی حمایت میں کوئی سہی مثال پیش نہیں کر کے جہاں شرط کا بیان جزاء کے بیان کے بعد ہر اور علامہ ابن حبان انہماکی نے اگر من پر اصرار کیا ہے تو غرض ایک مثال میں کہ کہ ان قطعہ ضمرۃ اہب کے بعد

خانا کو اس شوقا کا بیان نہیں ہو سکتا۔۔۔ اگر ہو سکتا ہے تو انہیں اس قسم کی کئی مثال پیش کرنی چاہیے۔

پہلی طرح پیچھے سے چٹنی ملو دیکھئے۔

قلل الراضیتمہ اللہ للمؤمنین فی هذه الایة اربعة اقسام وجعل لہم اربعة منازل بمعناہم دون بعض وحد کافة الناس ... الخ

ترجمہ: واجب کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں مؤمنین کی چار منزلوں میں تقسیم کی ہے اور ان کی چار منزلیں مثمر ہیں ان میں بعض دوسری بعض سے نیچی ہیں اور پھر تمام درجوں کو رغبت دی کہ ان میں سے کسی کی رغبت پائیں۔

یہاں بھی اہم راضیہ نے ان چار طبقوں کو انشاء اللہ علیہم کی تفسیر قرار دیا ہے صحیح کہنا قدر ہے کہ اہم راضیہ کے دس من الثبتین والصدیقین من جمیع اللہ والرحیل کا بیان ہے۔ ان کا موقف یہی ہے جو ہم نے یہاں نقل کیا ہے۔

رہی یہ بات کہ انہوں نے ایک دوسرے احتمال کہ بھی جگہ دی ہے کیوں اس بات سے بھی کسی قادیانی کو الجھانہ ہو گا کہ واجب نے اس احتمال کی تائید میں کوئی غری مثال پیش نہیں کی۔

قادیانیوں کا اس غلط ترکیب پر اصرار کیوں؟

قادیانی چاہتے ہیں کہ ہر طرح بھی بن پڑے اس نہی قائم کے تابعداروں میں کچھ نہیں کر بھی لے آئیں۔ ان کے خیال میں یہ سچی ہو سکتا ہے کہ امت میں بھی بنی پیدا ہوں جو حضورؐ کی تابعداری کریں۔ ہم کہتے ہیں، اس طرح بھی تو ہو سکتا ہے کہ بچے نہیں میں سے کوئی پھر ابائیں، حضرت میںی بن مریم آسمان سے اور حضرت خضر سمند میں سے، اور وہ حضورؐ کے امتی ہو کر رہیں ہیں۔ جب یہ بات اس طرح بھی نہدی ہو سکتی ہے تو کسی نئے بنی پیدا ہونے کو براہ دیکھ کر کیا ضرورت

عتیقہ ختم نبوت نہیں ٹوٹا۔ کیونکہ مسلمان جنوت میں ہی اسلام کی آمد ثانی کے قائل ہیں اور اس بات کے بھی قائل ہیں کہ معجزہ کی پیرامی کریں گے اپنی شریعت کی نہیں اور اس طرح وہ من بطع اللہ و الرسول میں جگہ پا سکیں گے۔ کاش کہ قادیانی اس بات کو سمجھ پائیں۔

ابن حبان اُندلسی کا عقیدہ ختم نبوت

مولانا رب کے مذکورہ قول کی روشنی میں اگر کسی شخص پیدا ہونے والے نبی کو من بطع اللہ والرسول کا مصداق ٹھہرایا جائے تو ظاہر ہے کہ وہ تشریفی نبی نہیں خیر تشریفی نبی ہو گا۔ اللہ صمد کی اطاعت کرے گا۔ اس عقیدے کو علامہ ابن حبان اُندلسی نے اسلام کے عقیدہ ختم نبوت کے خلاف ٹھہرایا ہے اور اس پر آیت ختم نبوت اور حدیث لا نبی بعدی میں کی ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ ابن حبان اُندلسی کے عقیدہ ختم نبوت میں معجزہ کی اطاعت کرنے والا نبی بھی پیدا نہیں ہو سکتا۔ ورنہ وہ ملاحظہ کے پیدا کردہ احتمال کو اسوہ کے عقیدہ ختم نبوت کے خلاف نہ ٹھہراتے۔

فلان من یکن فی زمن الرسول اوجده انبیاء و بطیعونہ و هذا غیر ممکن لانہ قد اخبر تعالیٰ ابن محمد ا هو خاتم النبیین وقال هو صلی اللہ علیہ وسلم لا نبی بعدی علیہ السلام

ترجمہ:

اگر وہ آتا ہے کہ معجزہ کے زمانے میں یا آپ کے جبکہ انبیاء ہوں اور وہ آپ کی اطاعت میں ہیں اور یہ خیر ممکن ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ آپ خاتم النبیین ہیں۔ اور معجزہ نے فرمایا کہ میرے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہو گا۔

علامہ ابن حبان اُندلسی ۶۵۴ ھ میں فوت ہوئے۔ یہ ساتویں صدی کی آواز ہے جو

ہم نے آپ کو سننا ہی ہے۔ اس سے واضح طور پر پتہ چلتا ہے کہ اس وقت تک ہم مسلمانوں کا جو کسی سبکی امتیاز کے ہی عقیدہ تھا کہ آپ آیت فاقم المنین اور حدیث لا نبی بعدی کا اجماعی منہج یہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا نبی بھی پیدا نہیں ہو سکتا جو حضور کی شریعت کے تابع ہو کر رہے اور دعویٰ کرے کہ مجھے حضور کی اتباع سے نبوت کی یہ نعمت ملی ہے۔

ومن اظلم ممن افترى على الله كذبا و قال بوجي الحبيب فلم يوحى اليه شئ من طلع و حوسل و جی کو اقراء علی اللہ کہا گیا ہے یہ نہیں کہ تشریحی نبوت کا دعویٰ تو اقراء علی اللہ ہوا اور عمل سے نبوت ملنے کی راہ میں بطع اللہ والرسول میں کھلی رکھی گئی ہے۔ احاذنا اللہ من اللطاف بات علامہ راجب کے عقیدے ہر ہی حق اور اس پر ہم چھ نکتے گزارا کر آئے ہیں۔

مع کو من کے معنی میں لینے کا قادیانی حیلہ

علامہ راجب کے پیالہ کدہ احتمال میں جب قادیانی چل نہیں سکتے تو وہ اس بات پر اہل بیت کے عربی میں مع کہیں من کے معنی میں آجاتا ہے۔ چودہویں آیت کی تفسیر لیا کرتے ہیں۔ جو لوگ غلوں دل سے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریں گے وہ من اللہ نام یافتہ لوگوں میں سے ہو جائیں گے جنہیں نبی کہتے ہیں صبیح کہتے ہیں شبیب کہتے ہیں اور صالح کہتے ہیں۔

مع کے اصل معنی مع کے ہر ہیں جو کفریہ معاملہ اسے من کے معنی میں نہیں لیا جاتا اور یہاں کوئی ایسا قرینہ موجود نہیں۔ اس کے علاوہ یہ بھی تو دیکھئے کہ قرآن کیم نے یہاں غلو اس بات کی وضاحت کر دی ہے کہ یہاں مع ملاقات کے معنی میں ہے۔

فاولئك مع الذين انعم الله عليهم... وحسن اولئك رفيقا (رپ، ۱۱۹، ۱۲۰)

ترجمہ اور اطاعت کرنے والے ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے

ہیں جب یہاں معافیت کی تصریح ہو گئی اب اس کے علاوہ دوسرے معنی کی تلاش تفر و فکر کے غریب کے سوا کچھ نہیں۔

علامہ انیس ابن حیان اندلسی نے یہ جو کھلا ہے واجاز للراغب سیرہ علی وجہ الاملازم ہے یعنی راغب کی تفسیر سے لازم آتا ہے کہ البتین والصدیقین والشہداء والمصلحین کا تعلق من بطلع اللہ ورسولہ سے ہر پھر ابن حیان نے اسے بخوبی اور معنی طرد پر غلط بنا لیا ہے۔ لہذا وہ تفسیر نہ ہونی چاہیے جو بخوبی طرد پر غلط ٹھہرے۔

ہم نے کہا ہے کہ ابن حیان نے اجازہ الراغب کے الفاظ علی وجہ الاملازم کہتے ہیں۔ یہ نہیں کہ راغب نے یہ بخوبی قاعدہ صحیح قرار دیا ہے ایسا گز نہیں ہے۔ ہم یہ بات اس لیے کہہ رہے ہیں کہ ہمیں علامہ راغب کی اپنی کسی بات میں یہ نیا بخوبی قاعدہ نہیں ملا۔

ہے کوئی قادیانی مبلغ جو علامہ راغب کی کسی کتاب سے اس بخوبی قاعدے کو پیش کرے؟
 قادیانی مبلغین میں اگر کچھ محبت ہے تو علامہ راغب کے کسی ضعیف سے ضعیف قول سے بھی یہ ثابت کریں کہ حضرت اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے جبروت ملتی ہے اور یہ کہ اس ہمت میں مع کا غلط من کے متعلقات میں ہے پس جب کہ علامہ راغب کا پیش کردہ احتمال خود مرزائی تفسیر کے بھی خلاف ہے احساس مسرت میں بھی یہاں جبروت ملنے کا کوئی ذکر نہیں تو مرزائی حضرات کا صدر راغب کا پانا ہنزا علی سر نہا اگر علم و دیانت کا غلغلہ کرنا نہیں تو اعد کیا ہے؟
 واللہ علی ما نقول شہید۔

ضمیمہ

مرزا طاہر کا اغلب کی جائز کردہ ترکیب سے انکار

ہام اغلب کی جائز کردہ ترکیب کے مطابق من الثبتین والصدیقین والشہداء والصلحین
 — من یطیع الرسول کا بیان ہے ان کے تنگی شرط کی تفصیل فاجزا کے بعد بھی آسکتی ہے۔
 بر خیال کی رد سے یہ غلطی مع لایں انم اللہ علیہم کا بیان نہیں مگر مرزا طاہر لکھتا ہے۔
 اور جو لوگ بھی اللہ مرد اس رسول محمد مصطفیٰ کی اطاعت کریں گے غلطی مع
 للذین انم اللہ علیہم یہی لوگ ہوں گے جو انعام پانے والوں میں
 سے ہوں گے۔

پھر انعام پانے والوں کی یہ تفصیل لکھی ہے۔

مع الذین انم اللہ علیہم ای من الثبتین والصدیقین والشہداء والصلحین۔

اب بتائیے من الثبتین والصدیقین، انم اللہ علیہم کا بیان ہوا ہے یا من یطیع
 اللہ والرسول کا۔ مرزا طاہر نے کس طرح کھٹے بندہ دل یا اغلب کی اس رائے کی تردید کی ہے
 پھر جب یہ دوسرے معنی خود قادیانوں کو بھی تسلیم نہیں تو آپ ہی خود کریں ان کے لیے یہ تلامہ
 وحبس کی سند کس لیے لانی جا رہی ہے؟ اور وہ ہے بھی بخوبی لحد پر غلط۔ کچھ تو اضافت کیجئے۔
 پھر مرزا انہم احمد خود یک مقام پر اس سوال کے جواب میں کہ منعم علیہم کون ہیں؟
 لکھتا ہے۔

وہ منعم علیہم لوگ، کون ہیں؟ بنی اور صدیق اور شہید اور صلح۔

مرزا طاہر کا مع کو من کے معنی میں لینے پر امرار

مرزا طاہر نے اپنے اس مفروضہ کے لیے ایک غیب قادمہ مقرر ہے وہ لکھتا ہے۔

لنخلن خبر نبوت ص ۱۱۱ نے ایضا ص ۱۱۱ کہ قیامت کی نشانی میں دو مانی خزان جلدہ ص ۱۱۱

جب ایک سے زیادہ لوگ ہوں جن کی طرف معیت منسوب ہو اور وہ مجھس
ہوں اور تعریف کا ذکر ہر دم ہو تو ہمیشہ مع کا معنی ایسے مرقوں پر مبن ہوا
کر رہا ہے۔

ہم جو ب میں مرزا غلام احمد کی ایک دُعا نقل کیے دیتے ہیں جو اس لئے جلی مکر کر دی ۔
فصلہ ان بیدخلک فی ملکوتہ مع الانبیاء والمرسلین والصدیقین و
الشہداء المرسلین۔

ترجمہ ہم خدائے مانگتے ہیں کہ وہ تمہیں عالم ملکوت میں انبیاء، مرسل و صدیقین
و شہداء اور صالحین کی معیت دے (ان کے ساتھ جمع کرے)

یہاں زیادہ لوگ ہیں جن کی معیت چاہی گئی ہے اور وہ سب ایک جنس کے ہیں اور مقام
بھی تعریف کا ہے اور مع بن کے معنی میں نہیں یہ نہیں کہا جا رہا ہے بلکہ ہم خدائے دُعا مانگتے
ہیں کہ وہ تم سب کو انبیاء و مرسل بنا دے۔
۲ حضرت علیؑ علیہ السلام نے بھی فرمایا ہے:-

الناجر للصدق والامین مع التبتین والصدیقین والشہداء۔

یہاں بھی ایک سے زیادہ لوگ ہیں جن کی طرف معیت منسوب ہے اور وہ سب ایک
جنس کے ہیں سب انسان ہیں اور مقام بھی تعریف کا ہے اور یہاں یہ معنی نہیں کہ سچ اور ایمان دار
تا جو سب نبی بن جائیں گے۔ انت مع من احببتکم میں بھی معیت و رفاقت کے معنی میں ہے

لہ عرفان ختم نبوت ص ۳۳۲ سے حاشیہ بلبرٹنی رد مافی خزائن جلد ۲ ص ۲۲۵ سے جامع ترمذی جلد ۳ ص ۳۳۲

۳۱۵
۳۱۶
۳۱۷
۳۱۸
۳۱۹
۳۲۰
۳۲۱
۳۲۲
۳۲۳
۳۲۴
۳۲۵
۳۲۶
۳۲۷
۳۲۸
۳۲۹
۳۳۰
۳۳۱
۳۳۲
۳۳۳
۳۳۴
۳۳۵
۳۳۶
۳۳۷
۳۳۸
۳۳۹
۳۴۰
۳۴۱
۳۴۲
۳۴۳
۳۴۴
۳۴۵
۳۴۶
۳۴۷
۳۴۸
۳۴۹
۳۵۰
۳۵۱
۳۵۲
۳۵۳
۳۵۴
۳۵۵
۳۵۶
۳۵۷
۳۵۸
۳۵۹
۳۶۰
۳۶۱
۳۶۲
۳۶۳
۳۶۴
۳۶۵
۳۶۶
۳۶۷
۳۶۸
۳۶۹
۳۷۰
۳۷۱
۳۷۲
۳۷۳
۳۷۴
۳۷۵
۳۷۶
۳۷۷
۳۷۸
۳۷۹
۳۸۰
۳۸۱
۳۸۲
۳۸۳
۳۸۴
۳۸۵
۳۸۶
۳۸۷
۳۸۸
۳۸۹
۳۹۰
۳۹۱
۳۹۲
۳۹۳
۳۹۴
۳۹۵
۳۹۶
۳۹۷
۳۹۸
۳۹۹
۴۰۰
۴۰۱
۴۰۲
۴۰۳
۴۰۴
۴۰۵
۴۰۶
۴۰۷
۴۰۸
۴۰۹
۴۱۰
۴۱۱
۴۱۲
۴۱۳
۴۱۴
۴۱۵
۴۱۶
۴۱۷
۴۱۸
۴۱۹
۴۲۰
۴۲۱
۴۲۲
۴۲۳
۴۲۴
۴۲۵
۴۲۶
۴۲۷
۴۲۸
۴۲۹
۴۳۰
۴۳۱
۴۳۲
۴۳۳
۴۳۴
۴۳۵
۴۳۶
۴۳۷
۴۳۸
۴۳۹
۴۴۰
۴۴۱
۴۴۲
۴۴۳
۴۴۴
۴۴۵
۴۴۶
۴۴۷
۴۴۸
۴۴۹
۴۵۰
۴۵۱
۴۵۲
۴۵۳
۴۵۴
۴۵۵
۴۵۶
۴۵۷
۴۵۸
۴۵۹
۴۶۰
۴۶۱
۴۶۲
۴۶۳
۴۶۴
۴۶۵
۴۶۶
۴۶۷
۴۶۸
۴۶۹
۴۷۰
۴۷۱
۴۷۲
۴۷۳
۴۷۴
۴۷۵
۴۷۶
۴۷۷
۴۷۸
۴۷۹
۴۸۰
۴۸۱
۴۸۲
۴۸۳
۴۸۴
۴۸۵
۴۸۶
۴۸۷
۴۸۸
۴۸۹
۴۹۰
۴۹۱
۴۹۲
۴۹۳
۴۹۴
۴۹۵
۴۹۶
۴۹۷
۴۹۸
۴۹۹
۵۰۰
۵۰۱
۵۰۲
۵۰۳
۵۰۴
۵۰۵
۵۰۶
۵۰۷
۵۰۸
۵۰۹
۵۱۰
۵۱۱
۵۱۲
۵۱۳
۵۱۴
۵۱۵
۵۱۶
۵۱۷
۵۱۸
۵۱۹
۵۲۰
۵۲۱
۵۲۲
۵۲۳
۵۲۴
۵۲۵
۵۲۶
۵۲۷
۵۲۸
۵۲۹
۵۳۰
۵۳۱
۵۳۲
۵۳۳
۵۳۴
۵۳۵
۵۳۶
۵۳۷
۵۳۸
۵۳۹
۵۴۰
۵۴۱
۵۴۲
۵۴۳
۵۴۴
۵۴۵
۵۴۶
۵۴۷
۵۴۸
۵۴۹
۵۵۰
۵۵۱
۵۵۲
۵۵۳
۵۵۴
۵۵۵
۵۵۶
۵۵۷
۵۵۸
۵۵۹
۵۶۰
۵۶۱
۵۶۲
۵۶۳
۵۶۴
۵۶۵
۵۶۶
۵۶۷
۵۶۸
۵۶۹
۵۷۰
۵۷۱
۵۷۲
۵۷۳
۵۷۴
۵۷۵
۵۷۶
۵۷۷
۵۷۸
۵۷۹
۵۸۰
۵۸۱
۵۸۲
۵۸۳
۵۸۴
۵۸۵
۵۸۶
۵۸۷
۵۸۸
۵۸۹
۵۹۰
۵۹۱
۵۹۲
۵۹۳
۵۹۴
۵۹۵
۵۹۶
۵۹۷
۵۹۸
۵۹۹
۶۰۰
۶۰۱
۶۰۲
۶۰۳
۶۰۴
۶۰۵
۶۰۶
۶۰۷
۶۰۸
۶۰۹
۶۱۰
۶۱۱
۶۱۲
۶۱۳
۶۱۴
۶۱۵
۶۱۶
۶۱۷
۶۱۸
۶۱۹
۶۲۰
۶۲۱
۶۲۲
۶۲۳
۶۲۴
۶۲۵
۶۲۶
۶۲۷
۶۲۸
۶۲۹
۶۳۰
۶۳۱
۶۳۲
۶۳۳
۶۳۴
۶۳۵
۶۳۶
۶۳۷
۶۳۸
۶۳۹
۶۴۰
۶۴۱
۶۴۲
۶۴۳
۶۴۴
۶۴۵
۶۴۶
۶۴۷
۶۴۸
۶۴۹
۶۵۰
۶۵۱
۶۵۲
۶۵۳
۶۵۴
۶۵۵
۶۵۶
۶۵۷
۶۵۸
۶۵۹
۶۶۰
۶۶۱
۶۶۲
۶۶۳
۶۶۴
۶۶۵
۶۶۶
۶۶۷
۶۶۸
۶۶۹
۶۷۰
۶۷۱
۶۷۲
۶۷۳
۶۷۴
۶۷۵
۶۷۶
۶۷۷
۶۷۸
۶۷۹
۶۸۰
۶۸۱
۶۸۲
۶۸۳
۶۸۴
۶۸۵
۶۸۶
۶۸۷
۶۸۸
۶۸۹
۶۹۰
۶۹۱
۶۹۲
۶۹۳
۶۹۴
۶۹۵
۶۹۶
۶۹۷
۶۹۸
۶۹۹
۷۰۰
۷۰۱
۷۰۲
۷۰۳
۷۰۴
۷۰۵
۷۰۶
۷۰۷
۷۰۸
۷۰۹
۷۱۰
۷۱۱
۷۱۲
۷۱۳
۷۱۴
۷۱۵
۷۱۶
۷۱۷
۷۱۸
۷۱۹
۷۲۰
۷۲۱
۷۲۲
۷۲۳
۷۲۴
۷۲۵
۷۲۶
۷۲۷
۷۲۸
۷۲۹
۷۳۰
۷۳۱
۷۳۲
۷۳۳
۷۳۴
۷۳۵
۷۳۶
۷۳۷
۷۳۸
۷۳۹
۷۴۰
۷۴۱
۷۴۲
۷۴۳
۷۴۴
۷۴۵
۷۴۶
۷۴۷
۷۴۸
۷۴۹
۷۵۰
۷۵۱
۷۵۲
۷۵۳
۷۵۴
۷۵۵
۷۵۶
۷۵۷
۷۵۸
۷۵۹
۷۶۰
۷۶۱
۷۶۲
۷۶۳
۷۶۴
۷۶۵
۷۶۶
۷۶۷
۷۶۸
۷۶۹
۷۷۰
۷۷۱
۷۷۲
۷۷۳
۷۷۴
۷۷۵
۷۷۶
۷۷۷
۷۷۸
۷۷۹
۷۸۰
۷۸۱
۷۸۲
۷۸۳
۷۸۴
۷۸۵
۷۸۶
۷۸۷
۷۸۸
۷۸۹
۷۹۰
۷۹۱
۷۹۲
۷۹۳
۷۹۴
۷۹۵
۷۹۶
۷۹۷
۷۹۸
۷۹۹
۸۰۰
۸۰۱
۸۰۲
۸۰۳
۸۰۴
۸۰۵
۸۰۶
۸۰۷
۸۰۸
۸۰۹
۸۱۰
۸۱۱
۸۱۲
۸۱۳
۸۱۴
۸۱۵
۸۱۶
۸۱۷
۸۱۸
۸۱۹
۸۲۰
۸۲۱
۸۲۲
۸۲۳
۸۲۴
۸۲۵
۸۲۶
۸۲۷
۸۲۸
۸۲۹
۸۳۰
۸۳۱
۸۳۲
۸۳۳
۸۳۴
۸۳۵
۸۳۶
۸۳۷
۸۳۸
۸۳۹
۸۴۰
۸۴۱
۸۴۲
۸۴۳
۸۴۴
۸۴۵
۸۴۶
۸۴۷
۸۴۸
۸۴۹
۸۵۰
۸۵۱
۸۵۲
۸۵۳
۸۵۴
۸۵۵
۸۵۶
۸۵۷
۸۵۸
۸۵۹
۸۶۰
۸۶۱
۸۶۲
۸۶۳
۸۶۴
۸۶۵
۸۶۶
۸۶۷
۸۶۸
۸۶۹
۸۷۰
۸۷۱
۸۷۲
۸۷۳
۸۷۴
۸۷۵
۸۷۶
۸۷۷
۸۷۸
۸۷۹
۸۸۰
۸۸۱
۸۸۲
۸۸۳
۸۸۴
۸۸۵
۸۸۶
۸۸۷
۸۸۸
۸۸۹
۸۹۰
۸۹۱
۸۹۲
۸۹۳
۸۹۴
۸۹۵
۸۹۶
۸۹۷
۸۹۸
۸۹۹
۹۰۰
۹۰۱
۹۰۲
۹۰۳
۹۰۴
۹۰۵
۹۰۶
۹۰۷
۹۰۸
۹۰۹
۹۱۰
۹۱۱
۹۱۲
۹۱۳
۹۱۴
۹۱۵
۹۱۶
۹۱۷
۹۱۸
۹۱۹
۹۲۰
۹۲۱
۹۲۲
۹۲۳
۹۲۴
۹۲۵
۹۲۶
۹۲۷
۹۲۸
۹۲۹
۹۳۰
۹۳۱
۹۳۲
۹۳۳
۹۳۴
۹۳۵
۹۳۶
۹۳۷
۹۳۸
۹۳۹
۹۴۰
۹۴۱
۹۴۲
۹۴۳
۹۴۴
۹۴۵
۹۴۶
۹۴۷
۹۴۸
۹۴۹
۹۵۰
۹۵۱
۹۵۲
۹۵۳
۹۵۴
۹۵۵
۹۵۶
۹۵۷
۹۵۸
۹۵۹
۹۶۰
۹۶۱
۹۶۲
۹۶۳
۹۶۴
۹۶۵
۹۶۶
۹۶۷
۹۶۸
۹۶۹
۹۷۰
۹۷۱
۹۷۲
۹۷۳
۹۷۴
۹۷۵
۹۷۶
۹۷۷
۹۷۸
۹۷۹
۹۸۰
۹۸۱
۹۸۲
۹۸۳
۹۸۴
۹۸۵
۹۸۶
۹۸۷
۹۸۸
۹۸۹
۹۹۰
۹۹۱
۹۹۲
۹۹۳
۹۹۴
۹۹۵
۹۹۶
۹۹۷
۹۹۸
۹۹۹
۱۰۰۰

دول ہر جملے کے معنی میں نہیں ہے کہ تم جو حضور اور ان کے ساتھیوں سے محبت کرتے ہو وہ
بنی ہو جائیگا۔ اس کا معنی صرف یہ ہے کہ تمہیں ان کی رفاقت سے شرف کیلئے ملے گا۔

سیریت ہر شبہ سے خالی ہے کہ آیت بلا نہ کہہ بالا میں معیت اس معنی میں ہے جو
قرآن کریم نے خود بیان کر دیتے ہیں۔ حسن اولیٰک ریغاً کیا یہاں اُن کی رفاقت کی تصریح
نہیں؛ کاش! کہ مرزا ظاہر نے کسی استاد سے عربی پڑھی ہوئی تو جابلانہ بات نہ کرتا۔

آیت کا شان نزول

قاضی حیا من (۲۴۵ھ) روایت کرتے ہیں کہ ایک صحابی نے اس پرافسوس کا اظہار کیا
کہ میں ۲۰ خواتین حضورؐ کو کیسے دیکھ پاؤں گا۔ آپؐ کو نہایت اعلیٰ درجہ میں ہوں گے۔ اس پر یہ
آیت نازل ہوئی اور حضورؐ نے اس صحابی کو بگایا اور اسے یہ نصیحت سنائی۔

فَعْرِفْتُ أَنَّكَ إِذَا اخْلَلْتَ الْجَنَّةَ تَخَفْتُ مَعَ النَّبِيِّينَ وَلَنْ تَخْلُقُوا لِرَأَاكَ

فَاتَّزَلِ اللَّهُ تَعَالَى وَمَنْ يَطْعُ اللَّهَ وَالرَّسُولَ خَالِماً فَتُكَّ مَعَ الَّذِينَ يَنْهَوْنَ

اللَّهُ عَلَيْهِمُ

کیا اب بھی کوئی شبہ رہا ہے کہ یہاں مع ساتھ ہونے کے معنی میں بنی ہو جانے
کے معنی میں نہیں۔

الہٰی کو عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فان جو ان اللہ بیعتی معہم۔ در بیان القرآن محمدی لاہوری جلد ۱ ص ۲۶
ما غرض از تفسیر این کثیر جلد ۱ ص ۱۸۵ (۱) سر اس میں کوئی شبہ نہیں کہ معیت جب ایک جماعت کی طرف
منسوب ہو تو بھی اس کے معنی رفاقت اور ساتھ ہونے کے ہوتے ہیں مرزا ظاہر نے جرقہ نہ گھڑا ہے
وہ علمی اقتباس سے ہرگز صحیح نہیں۔

قادیا نیوا - ایمان اور یقین کی نفی پر ہاتھ رکھو۔

مسلمان عقیدہ ختم نبوت کے اس منہوم پر جو ہم نے اس کتب میں قرآن و حدیث غلطہ راشدین اور اقوال بزرگان دین سے پیش کیا ہوا یقین رکھتے ہیں اور اس کے متوازی ہر عقیدے اور تادیل کو مسترد کرتے ہیں۔ یہ چودہ سو سال کا علمی سرمایہ ہم نے آپ کے سامنے لکھ دیا ہے ختم نبوت کے اس منہوم سے جو ہر مروجی تبادلاً کرے مسلمانوں کے دل وہ دامن امت سے خارج ہے۔

سوال یہ ہے کہ قادیانی جو اذراہ دجل کہتے ہیں کہ ہم ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں وہ منہوم میں بھی حضور کو خاتم النبیین نہیں تو کیا انہیں اپنے اس عقیدے پر ایسا یقین حاصل ہے جو کسی طور پر بھی حشر و قتل نہ ہو سکے؟

اجاب: قادیانی دعوے کرتے ہیں کہ: حضرت علیؑ علیہ السلام کے بعد کوئی ایسا نبی پیدا نہ ہوگا جو نبی شریعت لائے اور اس شریعت کو منسوخ کرے۔ قادیانی اسے اپنا عقیدہ ختم نبوت ٹھہرتے ہیں۔ قلع نظر اس سے کہ اسلام میں ختم نبوت کے اس عقیدہ کو کوئی راہ نہیں۔ ہمارا سوال یہی ہوگا ہے کہ ہر مروجہ ختم نبوت کے اس منہوم پر جو ہم نے اس کتب میں بیان کیا ہے ایک غیر حشر و قتل یقین نہ کہتے ہیں قادیانی بھی اپنے اس عقیدے پر جسے بیان کرتے ہیں ایسا ہی یقین رکھتے ہیں؟

اس کا دو لوگ جواب یہ ہے کہ نہیں مگر انعام احمد کی پوری امت عقیدہ ختم نبوت میں اپنے اختیار کہہ سکتی ہیں بھی مگر وہ یقین ہے مدد یہ کسی قوم کی شقاوت کی انتہا ہے کہ وہ جس بات کا بھی دعویٰ کرے اس پر بھی اسے نہ چنے والا یقین حاصل نہ ہو۔

مرزا غلام احمد کی امت میں سب سے افضل مانا جانے والا امتی حکیم نور الدین بھیروی ہے جو مرزا غلام احمد کا جانشین ہوا۔ اپنے اس عقیدہ پر یقین رکھتا تھا اسے مرزا غلام احمد کے بیٹے مرزا بشیر احمد یہ کہنے کی زبان سے نیچے مرزا بشیر احمد کہتا ہے:-

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت علیؑ اول فراتے تھے کہ جب فتح معلوم نہ تو صبح مرام

شائع ہوئے تھے۔ ابھی میرے پاس نہ پہنچی تھیں اور ایک غلط شخص کے پاس پہنچ گئی تھیں۔۔۔۔۔ وہ میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ مصلیٰ صاحب! کیا بنی کہیم کے بعد بھی کوئی بنی ہو سکتا ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ اس نے کہا اگر کوئی بہت کا دعویٰ کرے تو بھر میں نے کہا تو پھر ہم دیکھیں گے کہ وہ کیا صادق اور راست باز ہے یا نہیں بلکہ صادق کہے تو بہر حال اس کی بات کو قبول کریں گے۔ میرا یہ جواب سن کر وہ بولا۔ واہ مصلیٰ صاحب اب قابو ہی نہ لگتے۔

یہ قصہ سننا کر مصلیٰ صاحب فرمایا کرتے تھے کہ یہ تو صوفیوں کی بات ہے میرا تو ایمان ہے کہ اگر صحیح مروجہ صاحبِ بشریت بنی ہونے کا دعویٰ کرے اور قرآنی بشریت کو منسوخ کر دے تو پھر بھی مجھے الجھانہ ہو کہ جو یہ خوب جہنم کے لیے حافیٰ صادق اور محتاجِ اشراف ہے تو کب جو بھی فرمائیں گے وہی حق ہوگا اور ہم سب سے اس کے کہ اہیت خاتم النبیین کے کوئی منافق ہوگا۔

حکیم محمد امین کا یہ کہنا کہ اس صورت میں اہیت خاتم النبیین کے کوئی منافی نہیں ہے جتنا کہ اسے اس اپنے اختیار کہ وہ منہج پر بھی مطلقاً یقین حاصل نہ تھا جو مصلیٰ صاحب کے ہر ممکن قصہ کہ وہ کہے قادیانوں کے ہاں قزاقوں اور جنس جس پر کسی شخص کے دعویٰ کو پکا جائے اہلِ وہ شخص ہے جس کے گرد جمع ہیں اور قزاقوں کے گرد و بے میں ہے جس کے سنی یہ لوگ اس کے دعویٰ کی مدد میں ملے کر رہے ہیں۔ یہ لوگ اپنے آپ کو اس شخص سے نہ جلیں گے بلکہ خود قزاقوں کو بدل کر دیں گے۔ اب وہ لوگوں کے ہاں اہیت خاتم النبیین کا یہ منیٰ کہ حضرت کے بعد کوئی تشریف لے گا پیدائے ہوگا صوفی اس لیے درست ہے کہ میرزا غلام احمد کے دعویٰ کے مطابق ہیں اس لیے نہیں کہ اس اہیت کا درجہ غلام احمد کی پیدائش اور دعویٰ سے پہلے واقعی کوئی یقینی انداز تشریف لے گا موجود تھا۔ ان کے ہاں اگر یہ اہیت پہلے سے کسی منیٰ قلعی جلائے نہیں اس بات میں کوئی شبہ نہیں رہتا کہ قادیانوں کے ہاں ختمِ حجت کسی قلعی جلائے منہج کی حامل نہیں ہے۔

علامہ راجب! صغیر بانی کس عقیدے کے تھے؟

من بن علی العبرکار، امیر اسلام آباد۔

انہ اے الراجب کل من حکام الشیعة الامامية له مصنفات خافقة مثل

الفرقات فی طریق القرآن واثابین البلاء والمصنوعة۔

ترجمہ: راجب! تمہارا میکا حکیم تھا بطور تائب، انہا میں بدو ذرا اور اسی میں اس کی

پند پائی تصانیف ہیں۔

علامہ موسیٰ بن اسماعیل راجب! صغیر بانی کی شخصیت اور عقیدت بظاہر ایک سخت مسئلہ ہے کہ

ہم کہہ سکیں کہ ایک عارف و مفسر و محدث کے نہیں، دین کی کوئی اجتہادی بات ہمارے لیے حجت
مستند ہو سکتی ہے۔

ناکلی صاحب جیل، ایمان شیعہ، علامہ العزیز علی تصانیف الشیعہ جلد ۱